فصل پنجم۔ معاملات ملک اودھ

۱ معاملات اودھ۔ مارکوئیس ولزلی کے خیالات
۲ وزیر علی کا انگریز دیکو مارنا اور اوسکا پکڑا جانا
۳ اصلاح سپاہ کے باب مین تجویزات وزیر کی طرف کی اوسمین التوا اور استع...
۴ نواب اودھ سپاہ کے درمیان فساد۔ اور گورنر جنرل کا تقاضا اصلاح سپاہ کا نو...
۵ اصلاح سپاہ اور اوسپر مختلف رائین
۶ وزیر کا ترک سلطنت کا وعدہ کرنا اور پھر اوسکا پورا نکرنا۔ نواب کا سپاہ کا ...
انتظام ملکی کی برائیان اور آخری عہدنامہ
۷ نواب گورنر جنرل کا دورہ اور سعادت علیخان سی ملاقات
۸ نواب اودھ کے معاملات مین رائین محققین کی
۹ بہو بیگم کا معاملہ
۱۰ ہنری ولزلی لفٹنٹ گورنر کی موقوفی
۱۱ نواب فرخ آباد کا معاملہ
۱۲ ملک مفوضہ مین فساد و دنگا اوٹھنا اور مٹنا
۱۳ فورٹ ولیم کالج
۱۴ لوگون کو نجی تجارت کے باب مین لارڈ ولزلی کی
کورٹ ڈائرکٹرز کی
۱۵ لارڈ ولزلی کا استعفا اور اوسکی وجوہات اور پھر
۱۶ ہندوستانی ریاستون سے خراب تعلقات پیدا
۱۷ التماس

فصل شش

...کا عہد حکومت اور مرہٹوں کے معاملات سنہ۱۸۰۰ع سے سنہ۱۸۰۵ع تک

...یس کی موت	۱۸۱
...خاندان کا حال و اہلیا بائی	۱۸۲
...راؤ ہلکر اور دولت راؤ سیندھیا کی لڑائیاں	۱۸۶
...ائی	۱۸۹
...ؤ کا پیشوا بنانا	۱۸۹
...ہد نامہ پیشوا کے ساتھ	۱۹۰
عہد نامہ پر رائین	۱۹۰
...ر بھونسلا کی انگریزوں سے ناراضی	۱۹۳
...بحال ہونا	۱۹۵
...سازشوں کا کھلنا	۱۹۶
...کی تیاریاں	۲۰۰
...کی فتح۔ اسٹی کی لڑائی۔ برہان پور اور اسیر گڈھ کی	۲۰۱
...پیام سلام	۲۰۳
...صہ کی لڑائی	۲۰۴
...گڈھ کی فتح	۲۰۵
...بدار سے عہد و پیمان	۲۰۶
...طرف فوج بھیجنے کا مقصد اور جنرل لیک کا لڑائی کے لئے روانہ ہونا	۲۰۸
...یا کو فرانسیسی افسروں کی تاریخ	۲۰۸
...لیک کا دہلی جانا اور اوسکا فتح کرنا	۲۱۲
...لیک کا دہلی جانا اور اوسکا فتح کرنا	۲۱۳

۲۱ جرنیل لیک کا دہلی جانا اور شاہ عالم کی ملاقات

۲۲ آگرہ کا فتح کرنا

۲۳ لسواڑی کی لڑائی

۲۴ بندیل کھنڈ کی فتح

۲۵ کٹک کے ضلع پر قبضہ

۲۶ سیندھیا کے ملک پر قبضہ گجرات میں

۲۷ سیندھیا اور ہندوستانی رئیسوں کے ساتھ عہد و پیمان

۲۸ گائکوار کا حال سنہ ۱۸۰۰ سے سنہ ۱۸۰۲ تک

۲۹ لڑائی کے فائدے

فصل ہفتم - لارڈ ولزلی کا عہد سلطنت سنہ ۱۸۰۴ سے

۱ لارڈ ولزلی کا عہد سلطنت سنہ ۱۸۰۴ سے سنہ ۱۸۰۵ تک شروع ہلکر کے دبانے کی

۲ ہلکر اور سیندھیا کے درمیان اتحاد کی گفتگو میں

۳ گورنر کا ارادہ ہلکر کے ملک لینے کا اس نیت سے کہ پیشوا و نظام و سیندھیا میں تقسیم کر

۴ ہلکر کے ساتھ لڑائی

۵ کرنل مونسن کی مراجعت ذلت و خواری کے ساتھ

۶ ہلکر کا دہلی کا محاصرہ اور شاہ عالم کا معاملہ

۷ جرنیل لیک کا ہلکر کے پیچھے جانا

۸ ڈیگ کی لڑائی اور ڈیگ کے قلعہ پر قبضہ

۹ ہلکر کے دکن ملک پر انگریزوں کا قبضہ کرنا

۱۰ بھرت پور کا محاصرہ

۱۱ اس محاصرہ کے زمانہ میں جو راجہ کے ساتھ معاملات پیش آئے

۱۲	راجہ بھرت پور سے صلح	۲۵۶
۱۳	سیندھیا کے ساتھ جھگڑے	۲۵۸
۱۴	ہلکر کا سیندھیا سے ملنا	۲۶۲
۱۵	لارڈ کورنوالس کا گورنر جنرل ہونا	۲۶۷
۱۶	لارڈ ولزلی کے نظم و نسق ملکی کا تبصرہ	۲۶۸

فصل ششم۔ لارڈ کورنوالس اور سر جارج بارلو کا عہد حکومت ۱۸۰۵ء سے ۱۸۰۷ء تک

۱	لارڈ کورنوالس کا ہندوستان میں آنا	۲۷۷
۲	لارڈ کورنوالس کے خیالات ہندوستان کے معاملات کے باب میں	۲۷۸
[illegible]	[illegible] کورنوالس کا مراسلہ لارڈ لیک کے نام جس [illegible] ملکی کا بیان کیا گیا۔	۲۸۰
[illegible]	[illegible] لیک کا جواب	
[illegible]	[illegible] لارڈ کورنوا [illegible]	۲۸۴
[illegible]	[illegible] میں	۲۸۹
[illegible]	[illegible]	۲۹۱
[illegible]	[illegible]	۲۹۲
[illegible]	[illegible]	۲۹۵
[illegible]	[illegible]	۲۹۷
[illegible]	[illegible]	۲۹۸
[illegible]	[illegible] ۱۸۱۱ء تک	۲۹۹
[illegible]	[illegible] راجپوتوں کا جھگڑا	۳۰۰
[illegible]	[illegible] برٹش گورنمنٹ	۳۰۱

۱۴ حیدرآباد کے معاملات

۱۵ پونہ کے معاملات

۱۶ دولت و خزانہ کا بیان

۱۷ سرجارج بارلو کی توجہ خزانہ کے کام و نیز

۱۸ ملبور (ویلور) میں سپاہ کی بغاوت کا پورا حال

۱۹ جگن ناتھ کا مندر

۲۰ ترویج مذہب عیسائی

۲۱ سرجارج بارلو کا گورنر جنرل کے عہدہ سے جدا ہونا اور لارڈ منٹو کا گورنر ہونا

فصل نہم - لارڈ منٹو کا عہد سلطنت

۱ لارڈ منٹو کا گورنر جنرل مقرر ہونا

۲ تراونکور کے معاملات

۳ ٹنکوا کی مہم

۴ بندیل کھنڈ کی طوائف الملوکی اور لارڈ منٹو کا انتظام

۵ ہریانہ کا انتظام

۶ سکھوں کی ریاست کا بیان اور لاہور میں سفیر انگریزی کا جانا

۷ مہاراجہ رنجیت سنگھ پاس سرچارلس مٹکاف کا جانا اور عہدنامہ سرکار کمپنی
اور مہاراجہ کے درمیان ہونا

۸ کابل میں سفیر کا بھیجنا

۹ ایران کے ساتھ معاہدہ

۱۰ ایران کی سفارت

۱۱ امیر خان کے حالات

۱۲ سر جارج بارلو کا قائم مقام گورنر جنرل ہونا ۳۳۹

۱۳ بحری قزاقی کا انسداد ۳۴۲

۱۴ موریشس کی تاخت و تاراج ۳۴۲

۱۵ جاوا کی فتح ۳۴۳

۱۶ لارڈ منٹو کا استعفا ۳۴۵

۱۷ پنڈاروں کا حال سنہ ۱۶۹۰ سے سنہ ۱۸۱۰ تک ۳۴۵

۱۸ پنڈاروں کے سردار ۳۴۶

۱۹ کریم خان کا حال ۳۴۷

۲۰ پنڈاروں کی لوٹ مار کا دستور العمل ۳۴۸

انگریزی عملداری میں پنڈاروں کا حملہ کرنا اور لارڈ منٹو کی تحریک کورٹ آف ڈائرکٹرز کو انکے غارت کرنیکے واسطے ۳۵۰

اضلاع مفوضہ و مفتوحہ کا بندوبست ۳۵۱

مدراس کا بندوبست ۳۵۲

دیوانی عدالت اور پولیس اور ریونیو کمیٹی ۳۵۳

لارڈ منٹو کے عہد حکومت کا تبصرہ ۳۵۴

باب ہم — سند شاہی کا سرکار کمپنی کو ملنا سنہ ۱۸۱۳ لارڈ ہیسٹنگز (لارڈ موئرا) گورنر جنرل سنہ ۱۸۱۳ سے سنہ ۱۸۱۶ تک

۴۰۰

سند جدید ۴۰۷

لارڈ ہیسٹنگز گورنر جنرل ۴۵۲

ہندوستان کی حالت سنہ ۱۸۱۳ میں ۴۵۴

نیپال کا بیان اور گورکھوں کی ترقی ۴۵۵

۵ گورکہون کی دست اندازی انگریزی علاقہ داری پر سنہ ۱۸۰۴ء سے سنہ ۱۸۱۴ء تک ۳۶۲
۶ گورکہونکا مصمم ارادہ جنگ ۳۶۳
۷ سنہ ۱۸۱۴ء مین لکہنؤ سے روپیہ کا قرض لینا ۳۶۵
۸ تدابیر جنگ ۳۶۵
۹ جرنیل گلیسپی کی مہم کلنگا پر ۳۶۶
۱۰ جرنیل وڈہ کی سپاہ اور جرنیل مارلی کی سپاہ کی ناکامی اور دوسرا اثر ۳۶۷
۱۱ جرنیل اوکٹرلونی کی مہمات ۳۷۰
۱۲ الموڑا اور ملون کا فتح ہونا ۳۷۱
۱۳ گورکہون سے دوبارہ لڑائی اور صلح ۳۷۲
۱۴ بریلی مین مذہبی فساد
۱۵ ہاتہرس کا قلعہ

فصل یازدہم ہندوستانی ریاستوں کے ساتہہ معاملات سنہ ۱۸۱۴ء سے سنہ ۱۸۱۷ء تک پنڈاروں اور مرہٹوں کے ساتہہ لڑائی سنہ ۱۸۱۷ء

۱ پیشوا اور امیر خان اور پنڈاروں کا حال سنہ ۱۸۱۴ء سے سنہ ۱۸۱۵ء تک ۴
۲ کورٹ ڈائرکٹرز کے آگے ان حالات کا بیان ۷
۳ ناگپور اور بہوپال سے صلح ۹
۴ پونا کے معاملات سنہ ۱۸۰۳ء سے سنہ ۱۸۱۴ء تک ۰
۸ گیکواڑ کا حال سنہ ۱۸۱۳ء سے سنہ ۱۸۱۵ء تک گنگادہر شاستری کا مارا جانا ۱
۹ ایران [illegible] کورٹ ڈائرکٹرز کو لکہنا اور پنڈاروں کی غارتگری ۳
۱۰ ایران کی سفارت انگریزوں کی مصالحت ۲۷ مئی سنہ ۱۸۱۶ء ۵
۱۱ امیر خان سے حالا کوشش ۶

۹	انگلستان سے مراسلات	۳۸۶
۱۰	پنڈاروں کی غارت گری	۳۸۷
۱۱	سیندھیا کا عزم بالجزم ۱۸۱۶ء	۳۸۹
۱۲	پیشوا کی دشمنی ۱۸۱۶ء	۳۸۹
۱۳	عہد و پیمان جدید پیشوا کے ساتھ ۵ جون ۱۸۱۶ء	۳۹۱
۱۴	ہلکر کے ارکان سلطنت ۱۸۱۱ء	۳۹۲
۱۵	اسوقت ہندوستان کی خستہ حالی اور انگریزوں کے ساتھ ہندوستانی رئیسوں کی مصالحت ۱۸۱۶ء	۳۹۳
۱۶	لڑائی کی تیاریاں ۱۸۱۶ء	۳۹۴
۱۷	سیندھیا کے ساتھ عہد و پیمان	۳۹۵
	امیر خان ۱۸۱۶ء	۳۹۷
	اور رئیسوں کے ساتھ صلح ۱۸۱۷-۱۸۱۸ء	۳۹۸

...ل دوازدہم - پنڈاروں اور مرہٹوں کی لڑائیاں مختلف واقعات ۱۸۱۷ء سے ۱۸۲۳ء تک

	پیشوا کی فتنہ پردازی	۳۹۹
	کرکی کی لڑائی ۵ نوامبر ۱۸۱۷ء	۴۰۱
	ناگپور کی واقعات	۴۰۲
	ہلکر کے لشکر کی واقعات ۱۸۱۷ء	۴۰۵
	پنڈاروں سے لڑائی ۱۸۱۷-۱۸۱۸ء	۴۰۷
	ان معرکہ آرائیوں کے نتیجے	۴۵۲
۷	ان واقعات پر رائے	۴۵۴
۸	کوری گانوں کی لڑائی	۴۵۵

۹	راجہ ستارہ کا بحال ہونا	۳۱۲
۱۰	جنگ اشٹی	۳۱۳
۱۱	پیشوا کا حوالہ کرنا	۳۱۴
۱۲	قلعوں کی تسخیر	۳۱۵
۱۳	ان معاملات پر بورڈ کنٹرول اور کورٹ ڈائرکٹرز	۳۱۷
۱۴	تعلیم کے معاملات ۱۸۱۶-۱۸۱۸ء	۳۱۹
۱۵	ایضاً	
۱۶	مدراس کی مال گزاری کا بندوبست ۱۸۲۰ء	۳۲۱
۱۷	باقیات کی بابت زمین کا نیلام ہونا ممالک غربی میں ۱۸۲۱ء	۳۲۳
۱۸	کٹک میں ہنگامہ فساد ۱۸۱۸ء	۳۲۸
۱۹	دولت و ملک کی افزائش	
۲۰	حالات مختلفہ سنگاپور	
۲۱	سرکار کمپنی کے خاص ٹریڈ	
۲۲	سول سروس حکام متعہد	
۲۳	حیدرآباد کے معاملات چندولال گورنمنٹ ۱۸۱۹ء	
۲۴	چندولال کا انتظام	
۲۵	پامر کمپنی کا قائم ہونا اور برباد ہونا	
۲۶	ڈائرکٹروں اور پروپرائٹروں کی شکرگزاری لارڈ ہیسٹنگز کی ۱۸۲۳ء	
۹	امیران لشکر کے کاموں کی قابلیت	
۱۰	امیران میں گفتگو لارڈ ہیسٹنگز کی خدمات کے	
۱۱	امیر خان صلہ	

فصل سیزدہم - ایڈم صاحب و لارڈ ایمہرسٹ کا عہد سنہ ۱۸۲۳ سے ۱۸۲۸ء

۱	لارڈ ایمہرسٹ کا تقرر	۴۳۶
۲	ایڈم صاحب کے قائم مقام گورنر جنرل کا عہد	۴۳۶
۳	مطبع اور اخباروں کی آزادی پر سخت قیدیں لگانی	۴۳۷
۴	برہما والوں کی ترقی سنہ ۱۵۰۳ سے سنہ ۱۸۱۵ء تک	۴۳۸
۵	برہما والوں کی فتوحات سنہ ۱۸۱۵ سے سنہ ۱۸۲۳ء تک	۴۴۰
۶	برہما والوں سے اصل لڑائی کا سبب	۴۴۱
۷	انتظام جنگ	۴۴۲
[illegible]	[illegible] میں انگریزی فوج کی خرابی	۴۴۳
[illegible]	[illegible] میں لشکر کا پہنچنا	۴۴۴
[illegible]	[illegible] کی بیماری اور موت سنہ ۱۸۲۴ء	۴۴۵
[illegible]	[illegible] دسمبر سنہ ۱۸۲۴ء کی لڑائیاں	۴۴۶
[illegible]	[illegible] کی فتح اور کچار پر لشکر کشی	۴۴۶
[illegible]	[illegible] ان پر لشکر کشی	۴۴۷
[illegible]	[illegible] کی سلسلہ جنبانی اور اوسکا انجام پانا	۴۴۸
[illegible]	[illegible] دامن امان کا ہو جانا	۴۴۸
[illegible]	[illegible] لڑائی پڑ لے	۴۵۱
[illegible]	[illegible] پور کی سپاہ کی بغاوت	۴۵۲
[illegible]	[illegible] ت پور	۴۵۴
[illegible]	[illegible] لونی اور گورنر جنرل کی خط و کتابت	۴۵۵
[illegible]	[illegible] سالی اور کونسل کے معاملات	

٢١ لارڈ ایمہرسٹ کا باقی حال
٢٢ انیسویں صدی کے اول ربع کے ملازمان سرکار کی خوبیاں
٢٣ لارڈ ایمہرسٹ کا ولایت جانا۔ اور بمبئی اور مدراس میں نئے گورنروں کا مقرر ہونا۔

فصل چہاردہم

لارڈ ولیم بنٹنک کا عہد سلطنت ١٨٢٨ء سے ١٨٣٥ء تک

١ ولیم بنٹنک کا عہد سلطنت ١٨٢٨ء
٢ انتظام مصارف ملکی
٣ انتظام مصارف جنگ نصف بھتہ
٤ افیون کا حال ١٨١٣ء
٥ اراضی لاخراجی
٦ قوم کول کی شورش
٧ [illegible] کو شائستہ بنانا کرنیل اوٹرم کا
جنگلوں کو شائستہ بنانا کپتان ال صاحب اور کپتان [illegible]
٨ [illegible] کو شائستہ بنانا [illegible]
١١ [illegible]
١٢ [illegible]
١٣ [illegible]
تمام شد

۱۴ امیران سندھ کے ساتھ مصالحت ۴۹۰

فصل یازدہم

لارڈ ولیم بنٹنک کے عہد زمانہ کی اصلاح اور ترقی گورنمنٹ

سنہ ۱۸۲۸ سے سنہ ۱۸۳۵ تک

۱ جوڈیشل کا انتظام از سر نو کرنا سنہ ۱۸۲۳ سے ۱۸۳۲ تک ۴۹۰
۲ ممالک مغربی کا بندوبست مال گزاری اور روبرٹ برڈ صاحب کی کارگزاری ۴۹۲
۳ ہندوستانیوں کا سرکاری عہدے پانا ۴۹۴
۴ ستی ہونے کا انسداد سنہ ۱۸۲۹ ۴۹۸
۵ [illegible] کے قانون وراثت کی ترمیم اور ہندوستانی عیسائیوں کا ۵۰۱

[illegible] جنرل مقرر ہوئے اور وہ پنشن پہنچنے تک اس کام [illegible]
[illegible] برس کی عمر میں سنہ ۱۷۶۰ء میں ولایت سے ایک جہاز کے تحویلدار ہوکر مدراس میں آ
[illegible] یہاں آکر انہوں نے نواب ارکاٹ کے یہاں روپیہ اپنا پیدا کیا۔ اور اسکے مشیر اور مصاحب بنے
[illegible] اسکو دیا کہ وہ وصیت نامہ لکھے جس میں شاہ انگلستان کو اپنی ملک اور اولاد کے لئے
[illegible] قرار دے بعد اسکے وہ بہت سا روپیہ لیکر نواب کے مختار اور وکیل بنکر انگلستان
[illegible]

۲ سلطنت سرکار کمپنی کے اوصاف ۵۱۶

۳ سر چارلس مٹکاف کا گورنر جنرل ہونا ۵۱۷

۴ اخبارون اور مطبعون کی آزادی ۵۱۷

۵ آگرہ گورنمنٹ کا تنزل ۵۱۸

۶ سر چارلس مٹکاف سے کورٹ ڈائرکٹرز کی ناراضی اور اونکا استعفا ۵۱۹

۷ سر چارلس مٹکاف کے نظم و نسق کا تبصرہ ۵۱۹

۸ سرکار کے فیاضانہ سلوک کہ ہندوستانیون کے ساتھہ اور اقوام وحشی کی تعلیم ۵۲۱

۹ آگسٹس کلیولینڈ ۵۲۸

۵ اراضی لاخراجی

۶ قوم کول کی شورش

۷ بھیلون کو شائستہ بنانا کرنیل اوٹرم کا [illegible] کپتان ال صاحب [illegible]

۸ ہارواڑیون کا شائستہ بنانا [illegible]

۱۱ [illegible] کے لیے متواتر کوشش [illegible] کرانے مین کرنیل [illegible]

۱۲ انسداد [illegible] انسان کی قربانی کے موقوف کرانے

۱۳ کہونڈ مین [illegible] کی کوشش اور میجر میکفرسن

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۶۶۷۲۸

19 MAR 19[illegible]

جلد دوم

فصل اول

لارڈ کورنوالس کا عہد اور میسور کی لڑائی

(۱) وارن ہیسٹنگز جب ولایت تشریف فرما ہوئے تو سر جان میکفرسن صاحب کونسل کے ممبر اول تھے اسلئے وہ قائم مقام گورنر جنرل مقرر ہوگئے اور وہ بیس مہینے تک اس کام کا انصرام کرتے رہے وہ ابھی بائیس برس کی عمر میں ۱۷۶۷ء میں ولایت سے ایک جہاز کے تحویلدار ہوکر مدراس میں آئے تھے یہاں آکر انہوں نے نواب ارکاٹ کے ہاں رسوخ پیدا کیا۔ اور انکے مشیر اور مصاحب بنے یہ مشورہ دیا کہ وہ وصیت نامہ لکھیں جس میں شاہ انگلستان کو اپنی ملک اور اولاد کے لئے ولی قرار دیں۔ اسکے بعد وہ وصیت نامہ ہمراہ لیکر نواب کے مختار اور وکیل بنکر انگلستان تشریف لیگئے اور وہاں جو کچھ کیا اسکا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ وہ نواب کی خیر اندیشی کے الزام میں برخاست کئے گئے [illegible] انگلستان [illegible]

[illegible]

مقرر ہوئی اور میر اسلات ایسی اونکی طرف سے لکہی کہ علم انشا مین اونکا نام ہوگیا ۱۷۸۰ سنہ مین لارڈ ملیٹ
گورنر مدراس تہے اور میکفرسن صاحب ضابطہ ترقی کرنے کرا کو بہی رکہا تہے مولوی تہر ایک کاغذ جسمین
لکہنے والے لکہا تہا کہ مین نے یہہ یہہ خدمات نواب کی ولایت مین جا کر کین - یہہ پریزیڈنٹ کونسل گورنر
مین پیش کیا گو اوسپر دستخط نہ تہی مگر قرائن سے یہہ یقین ہوتا تہا کہ اسکاغذ مین جو بہت خدمت فروشی
کی باتین نواب ارکاٹ کی لکہی ہین ضرور کاتب اسکی میکفرسن صاحب ہین اسلئے اونسے اس کاغذ
کی نسبت استفسار کیا گیا تو اونہون نے یہہ جواب دیا کہ یہہ میرا منشی کا لکہا ہوا ہی نہ میرے دستخط ہین - اور نہ
یہہ اوس زمانہ کا ہی کہ مین سرکار کا نوکر تہا - اسلئے اب گورنمنٹ مدراس نے یہہ الزام لگا کر کہ اونہون نے
اپنے تئین نواب کے ہاتہہ بیچ ڈالا ہے اور اوسکی حمایت مین سرکار کی مخالفت کیا کی ہے اونکی ملازمت سے
موقوف کر دیا پہر اونکی موقوفی کے مقدمہ کا طول کہچا - اور آخر کو سنہ مین بحال ہوگئے کسی خوف کے
سبب سے مدراس مین نہ آئی ۱۷۸۱ سنہ تک ولایت ہی مین رہے -

اور جب بارول صاحب ممبر کونسل نے استعفا دیا تو وہ اونکی جگہ ممبر کونسل ہند مقرر ہوگئے کیا اقبال مندی
تہی کہ ایک چہوٹے عہدہ سے بہاری قصور پر موقوف ہو کر ایسے اعلی عہدہ پر بحال ہوئے سکیا نواب کے
مختار تہی یا ممبر کونسل ہوئی اور پہر گورنر جنرل کے قائم مقام ہوگئے - اونکے قصور پر جس کا ہوسکتا تہا
یہہ انصاف نہ تہا کہ وہ اوسکے سبب سے اس عہدہ سے محروم کئے جاتے -

(۲) اوسوقت یہان خزانہ کا حال ابتر تہا مرہٹون اور حیدر علی کی لڑائیون کے سبب سے سرکار کمپنی کو
[illegible] اور سپاہ اور مقامات مختلفہ پر رکہنی پڑی کہ انمین بہت [illegible] رکہنے تہے جسمین [illegible]
روپیہ کا قرض ہوگیا تہا - اہل قلم اور اہل سیف کی تنخواہ کا پچاس لاکہہ روپیہ سرکار پر چڑہا ہوا تہا -
میکفرسن صاحب نے ۲۰ مارچ ۱۷۸۵ کو ایک مراسلہ جو ولایت کو بہیجا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ
کا حال اسوقت نہایت خستہ تہا -

نواب اودہ کا جو روپیہ [illegible] ملازمان کمپنی کا [illegible] گورنر نے [illegible] دیا - اور جب
خرچ گہٹا کر فقط ایک لوری برگیڈ کا خرچ اوسکے ذمہ تہا جو ہمیشہ اوسکے ملک کی حفاظت کو تیار رہتا تہا

خزانہ کا حال اور نواب اودہ اور [illegible]

تنخواہ وقت پر نہ پاکر یہہ سفید سپاہ اوسکی ملک کی حفاظت کیلئے دہشت کافی تھی۔ پامر صاحب کو جو
گورنر جنرل کے ایجنٹ فقط اسلئے رہتے تھے کہ نواب وزیر اور گورنر جنرل کے خطوط ایک دوسرے کے پاس پہونچا دیں
موقوف کر دیا۔ اس ایجنٹ کا خرچ ۱۱۲۲۳ روپیہ سالانہ کا تھا فقط ایجنٹ کی تنخواہ ۲۲۸۰۰
روپیہ سالانہ تھی ہیسٹنگز صاحب لکھنؤ میں آئے تھے اور نکالوڈی گارڈ مقرر ہوا تھا وہ برخاست کیا
سیندہیا کے ساتھ ہیسٹنگز فیصلہ کر گئے تھے اور اوسکے توسل سے دربار پونہ سے بھی مصالحت
ہو گئی تھی۔ مگر اسکا انسداد کچھ نہیں کیا گیا تھا کہ مہاراجہ سیندہیا بادشاہ دہلی اور اوسکے
ملک پر دست اندازی نہ کرینگے جبکہ نجف خان نے ۱۷۸۲ء میں اسی برس انتقال فرمایا تو شاہ عالم
شطرنج کا بادشاہ بن گیا۔ اور اوسکو جسنے اختیار پایا اسیر ہو کر شہین دیکر گھر سے باہر نکالنا چاہا۔ ہیسٹنگز
صاحب نے کوئی شرط بادشاہ کے معاملہ میں سیندہیا سے نہ ٹھہرائی تھی۔ یہہ تمام سازشیں اور فساد ہم نے
شاہ عالم کے حال میں تاریخ ہند حصہ دوم میں لکھی ہیں انکو پڑہو۔ میکفرسن صاحب نے فائنس کے
کاموں نظم و نسق کی طرف کمال توجہ کی۔ اور ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ کی تخفیف کر دی۔ اس کفایت اسکی
کے صلہ میں کورٹ ڈائرکٹرز نے اوسکا شکریہ ادا کیا اور بادشاہ نے اوسکو بیرونٹ کا خطاب عطا کیا۔ مگر آخر کو
یہہ معلوم ہوا کہ یہہ کفایت [illegible] نہ تھی [illegible] کاموں میں فقط میکفرسن کی ذہانت و فطرت
کی اہمیت تھی اور اسمیں کچھ نہ تھی۔

(۳) پلاسی کی لڑائی سے آج تک تمام سرکار کمپنی کے علاقوں کا حاکم اعلیٰ اونکے ملازموں میں سے
ہوتا تھا۔ اگرچہ یہہ حاکم ملک کے حال کا عالم اور تجربہ کار اور آزمودہ کار ہوتا تھا۔ مگر اس ملک کی صحبت سے اوسکی
حسن اخلاق اور عادات میں فرق آجاتا تھا اور اوسکو مشکل ہوتا تھا کہ ان افسروں پر جنکا وہ کل برابر کا
دوست تھا آج حکمرانی اور فرمان روائی کرے۔ اسواسطے وزرائے یہہ تجویز کی کہ ہندوستان کے گورنر جنرل کے
عہدہ پر وہ شخص مقرر ہو کہ نہایت شریف و نجیب ہو اور اعلیٰ درجہ کا اخلاق رکھتا ہو اور ہندوستان
کے افسروں سے کوئی رشتہ اتحاد اور قرابت نہ رکھتا ہو۔ ان وجوہات پر خیال کر کے لارڈ میکارٹنی
گورنر مدراس اس عہدہ کیلئے تجویز ہوا مگر اوسنے دانائی سے یہہ جواب دیا کہ اس عہدہ میں اسقدر

ذمہ واری ہو کر جب تک زیادہ اختیار دیکر اوسکی وقعت نہ بڑہائے جاوینگے [illegible] مین گورنمنٹ
ڈنڈس صاحب اس بات پر راضی ہوا اور اب لارڈ کورنوالس کو [illegible] مقرر کیا [illegible] اور [illegible]
ستمبر ۱۷۸۶ع مین انگراس عہدہ کا اہتمام اپنے ذمہ لیا [illegible] کیا [illegible] کہ کورنوالس وہ شخص تہا
جسنے امریکہ کو انگریزون کے ہاتہ سے کہوایا ہو وہ ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر ہو [illegible] وارن ہیسٹنگز
جسنے ہندوستان کو بچایا ہوا [illegible] وقعت انگریزون [illegible] [illegible]
کشمکش مین پہنسا ہوا ہو - کورنوالس کے تقرر مین [illegible]
مین گورنر جنرل کی جو کونسل مین [illegible]
ڈائرکٹرز اور گورنر جنرل کے درمیان [illegible]
وہ شخص گورنر جنرل ہندوستان مین [illegible] پٹ [illegible]
بورڈ کنٹرول اعتماد کلی [illegible]
حاصل نہی [illegible] ہیسٹنگز [illegible] کلایو [illegible]
نے چین لینے دیا دوست [illegible]
انگشت اعتراض [illegible]
غرض جو سلطنت ان دونو [illegible] قائم [illegible]
بہت الگ تہے - بورڈ کنٹرول کو مقرر ہوئے [illegible] انگلستان [illegible]
حکومت لیے ایک شاہانہ شان دکہائی [illegible]
منفعت کے کسی [illegible] خیال ہی نہ تہا - اب کورنوالس [illegible]
مین اونکے متفرقات کام لکہتے ہین اور [illegible]
اسکے بعد باب دوم مین اونہون نے جو قوانین [illegible]
(۳) لارڈ کورنوالس نے [illegible]
طرف توجہ کی جسنے ملازمان سرکار کمپنی کو [illegible]

کورنوالس کی جانب [illegible] انتظامات [illegible] اصلاحات [illegible]

ایک قدیمی دستور کورٹ آف ڈائرکٹرز کا دو سو برس سے چلا آتا تھا نوکروں کی تنخواہیں تھوڑی دیتی تھی - اور ان
کاموں پر مقرر کرتی تھی کہ جنمیں بالائی یافت بہت تھی [illegible] تنخواہ [illegible] پڑتی تھی اور جنمیں [illegible] بالائی
گرہ کا روپیہ خرچ ہوتا تھا اسلئے اوسکی پروا نہیں کرتے تھے چالاک [illegible] سے گورنمنٹ کا بہت ضرر ہوتا تھا
جو شخص [illegible] دولت مند ہوکر ولایت جاتا تھا وہ بدمعاش شمار ہوتا تھا - اور جو مفلس جاتا تھا اوسکا
نام احمقوں کی فہرست میں لکھا جاتا تھا - گو وارن ہیسٹنگز نے اوسکے انتظام کرنے کی سرگرمی کی مگر
اوس میں یہ قدرت نہی [illegible] کورٹ آف ڈائرکٹرز کے اکثر [illegible] اور دوست
آشنا [illegible] تھے اسلئے وہ [illegible] خیال کو خاطر میں نہیں لاتے تھے مگر لارڈ کورنوالس نے
صاف صاف [illegible] ڈائرکٹروں [illegible] اگر [illegible] ایسا [illegible] تو میں اپنے عہدہ سے دست کش ہو جاؤنگا اور
خود [illegible] کی نگرانی [illegible] اغراض قومی خاص
[illegible] میں [illegible] کی شراب کا دور چل رہا ہے جس طرف نظر
[illegible] ایک [illegible] سے لاکھوں روپیہ قرض بارہ [illegible]
سپاہ [illegible] میں دیکھو لکھنؤ [illegible] اپنے دو عزیز
دوستوں [illegible] کہا [illegible] تنخواہ ساری دو
رجمنٹوں کی [illegible] جب لارڈ کورنوالس نے ان دو رجمنٹوں کی موقوفی کا حکم دیا تو
[illegible] تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ رجمنٹوں میں فقط کاغذی سپاہی تھے اور
ہوتا تھا [illegible] تنخواہ لینے کے واسطے اور کچھ نہ تھا - کلکٹر مجسٹریٹ بھی مقرر ہو گئے تھے
حسن اخلاق اور عادات میں فرق [illegible] تجارت برابر کرتے - ایک کلکٹر صاحب کی [illegible]
دوست تھا [illegible] اپنے ضلعوں میں دولت جمع کر لینی کیا مشکل تھی
عہدہ پر وہ شخص مقرر ہو کہ نہایت شریف نجیب [illegible] رزیڈنٹ صاحب نے تمام تجار
کے افسروں [illegible] ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے تھے - ملکا
گورنر مدراس [illegible] عہدہ کے لئے تجویز ہوا [illegible] جیسا پہلے بیان [illegible] بادشاہ کر

وہ مال مردم چشم و دل ست زبان کو کوتاہ نہیں رکھتے تھے مگر اتنا فرق تھا کہ وہ جو دولت وثروت
اس ناجائز وسیلہ سے حاصل کرتے تھے اوسکو اسی ملک میں صرف کرتے تھے مگر اب انگریز اس دولت کو
لیکر حقیقت میں چمپت ہو گئے اور پھر نظر نہیں آتے تھے مگر جسقدر دولت وہ یہہ خائن لیجاتے تھے وہ اسکی حقیقت
اب اس دولت کے سامنے نہیں ہے جو انگلستان کو ریل اور اسباب مصنوعی کی تجارت کے ذریعہ سے جاتی
ہے غرض اس قوم عالی دماغ اور روشن ضمیر فرزانہ نے تمام انہیں ملازموں کی بددیانتی کی دروازے
بند کر دئیے اور اونکو ایسا دیانت مند اور عدالت پسند بنا دیا ہے کہ دنیا میں کہیں اسکی نظیر نہیں اگر
اور دولت کمانیکے اور ابواب بھی قوم پر کھولدئے ہیں یا نہیں کوئی چالیس لاکھہ روپیہ سالانہ
تو انگلستان میں اوسکی دولت کی دھوم پڑ جاتی ہی اور اندیشہ ہوتا تھا کہ یہہ مشرقی ... معلوم نہیں
کیا آفت لائی - مگر یہہ برٹش گورنمنٹ کی حسن انتظام کی خوبی ہے کہ اب ایسی دولت مندی ہندوستان
مین شمار ہی نہیں ہوتی - کروڑپتی کی اب وہ قدر نہیں جو لکھہ پتی کی تھی ... گورنوالس نے
کوئی کارخانہ نہیں چھوڑا جسمین اوسنے عیش اور خیانت کو نکالا ہو - اور جو تمام وہ ... نہیں
ہوسکتی چھوڑنے میں کوشش کی ہے تمام ٹھیکہ موقوف کرادئیے وہ سارے عہدے جن میں کچھہ کام کرنا
پڑتا تھا برخاست کرادئیے - بڑی دشواری آئی انگریزی کورٹ ... یہان کیا تو ... بالکل
بیچتے تھے یا اون دوستون کو بھیجتے تھے جنکا سالانہ روپیہ ... ہوتا تھا
کرکے یہان روپیہ کمانیکے لئے روانہ کرتے تھے - اس عادت کا چھوٹنا نہایت دشوار تھا مگر لارڈ صاحب
کی ہی وہ قدرت اور قوت بلاکی تھی کہ اونھون نے اس علت کو بھی دور کیا اور تنخواہ عہدہ داروں
کی بڑھوا دی - لارڈ کورنوالس آئے تھے کہ نواب آصف الدولہ نے وزیر حیدر بیگ
کو کلکتہ بھیجا مطلب یہہ تھا کہ سپاہ انگریزی کے خرچ کا بوجھہ ہلکا کریں ... فتح گڑھ دو ... پلٹن
کو جسکے بلا لینے کا وعدہ ہیسٹنگز صاحب کر گئے تھے اوٹھا لیں ... معلوم ہوتا ہے کہ
نواب نو برس سے چوراسی لاکھہ روپیہ سالانہ انگریزوں کو دیتا تھا سابق کے عہد نامہ کے مطابق
اوسکو ۲۱۰۰۰۰ ... روپیہ سالانہ بکسر ... ۳۰۰۰ ... [illegible]

سکھوں کا خواہ دہ کہ جیسے ایسا لگا ہوا تھا کہ گورنر جنرل نے سپاہ کا جدا کرنا مصلحت نہ جانا۔ روپیہ کو گھٹا کر پچاس
لاکھ روپیہ سالانہ کا خرچ نواب کے ذمہ کہا۔ اور لکھا کہ ہم تمہارے ملک کی حفاظت کرتے ہین اور اوسکے
عوض مین سپاہ کا خرچ ہوتا ہے وہ ہم لیتے ہین۔ اور اوسکی خانگی امور مین کچھہ دخل نہین دیتے ہین
غرض عوض معوض گلہ ندارد۔ نواب مین نہ خود لیاقت تھی نہ اوسکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام
کرسکتی۔ اگر پوچھو تو یہہ سودا مفت تھا کہ ملک کی حفاظت غیرون کے سپاہ سے اوسکی جو تہائی آمدنی مین
ہوتی تھی۔ اسسے زیادہ کیا سستا سودا ہوسکتا تھا۔ انتظام سے بھی سرکار کمپنی کا کچھہ نزاع تھا وہ بھی
آسانی سے فیصل ہوگیا تفصیل اسکی یہہ ہے کہ ۱۷۶۸ء کے عہدنامے کے موافق نظام سے یہہ عہد و پیمان ہوا تھا
کہ بسالت جنگ کے بعد سرکار گنٹور سرکار کمپنی کو حوالہ کیجائیگی۔ مگر بسالت جنگ ۱۷۸۲ء
مین مرگیا اور نظام نے یہہ سرکار انگریزونکو نہ دی انگریزون نے پیش کش ان سرکارون کی بابت نظام کو
نہ دی۔ لارڈ کارنوالس جب آئے تو اونہون نے دیکھا کہ نظام اور سلطان ٹیپو کی آپس مین لڑائی ہو رہی ہے
جب سے ٹیپو سلطان اور انگریزون کے درمیان صلح منگلور مین ہوگئی تھی تو سلطان ٹیپو کے دماغ مین
کوئی کبر نہ تھا جو پیدا نہ ہوگیا ہو۔ کیا غرور و دماغ تھا کہ ابھی صلحنامے کی سیاہی بھی نہ خشک ہوئی
تھی کہ فرانسیسونکو پانڈیچری مین لکھہ بھیجا کہ اوسکا ارادہ ہے کہ نظام اور مرہٹون کو پامال کرے اور
انگریزون کو ہندوستان سے نکال دے بیس ہزار عیسائیون کو ساحل ملیبار پر پکڑ کر ختنہ کرادیا اور
کرشنا کے ہندوؤن کے ساتھہ بھی یہی سلوک کیا گیا تھا دو ہزار برہمنون نے اس خوف سے اپنے تئین
ہلاک کیا۔ کورگ کے باشندونکو جنمین عورتین بچے سب ہی تھے سری رنگ پٹن مین بھیجدیا۔ اب
کچھہ بہانہ بناکر نظام سے کہا کہ بیجاپور عنایت کیجئے۔ اور نرگونڈ مین مرہٹون پر حملہ کیا۔ اور کسی حکمت
دغا سے اوسپر قبضہ کرلیا۔ نانا فرنویس نے یہہ دیکھہ کر ٹیپو سلطان اپنے باپ کا بھی باوا ہے اوسکی
ہمسائگی نہایت خوفناک ہے۔ اسلئے اوسنے اس بلا کو دور کرنیکے واسطے نظام سے ۱۷۸۶ء اسی پہلے
سلسلۂ اتحاد مستحکم کیا۔ اور یہہ آپسمین ٹھہرا کہ اوسکا ملک فتح کرکے آپسمین برابر تقسیم کرلین۔ اب ان دونون
کی سپاہ نے متفق ہوکے اول مئی ۱۷۸۷ء کو بادامی جاکر گھیر لیا اور آخر مہینے مین فتح کرلیا۔

نوبت یہانتک یہہ گرانی ہنڈولا ہی رہی کبہی نظام بلند ہوجاتا کبہی پست۔ اور یہی حال سلطان کا تہا۔ ٹیپو نے
دفعتہً صلح کی درخواست کی اور اپریل ۱۷۸۴ء میں ان نبرد آزماؤں میں صلح ہوگئی۔ بعد شرائط صلح یہہ ٹہرین
کہ سلطان سینتالیس لاکہہ روپیہ خراج کے ادا کرے اور بہت سے مقامات جو اوسنے فتح کئے ہیں پہر حوالہ کرے۔ اس
صلح کا یہہ سبب تہا کہ اوسکو اندیشہ تہا کہ انگریز اس لڑائی میں کہیں دشمنوں کے ساتہہ شریک ہوجائیں
دو ہی مخالفوں سے بری بن رہی تہی پہلا اور یہہ دوست شریک ہوجائیگا تو پہر کیا ٹہکانا باقی رہیگا۔ غرض
ان دو سالوں میں تو کورنوالس نے گنٹور کا التوا مناسب جانا۔ ۱۷۸۶ء میں فرانس سے برابر
صلح رہنی کی امید ہوئی جسکے ذریعہ لڑائیوں میں فرنگستانی شرارت کا خوف دفع ہوا۔ اور ملکی حالتیں کچہہ
کی ایسی ہوگئیں کہ جنکے سبب سے گنٹور حوالہ کرنیکی درخواست نظام سے کی گئی۔ حزم و احتیاط کی خاطر
سپاہ بہی زیر حکم کپتان کیناوے صاحب کے حیدرآباد کو بہیجی گئی۔ صلحنامہ ۱۷۶۸ء کی پوری تکمیل نظام سے کرائے
اور اوسے اطلاع دی کہ دو ہفتہ کے اندر سپاہ انگریزی گنٹور میں داخل ہوجائیگی۔ اور اسکی اطلاع پیشوا
کے دربار اور سیندہیا اور راجہ برار ان سبکو کردی تہی۔ اور کپتان صاحب کو ہدایت تہی کہ
جہانتک ہوسکے مصالحت میں سعی کریں۔ اب نظام کا یہہ خیال تہا کہ وہ انگریزوں کے اتحاد سے
اپنی فلاح اور بہبود کی امید بہ نسبت کسی خوف کے زیادہ رکہتا تہا۔ مرہٹوں اور ٹیپو کے ساتہہ اتحاد
پیدا کرنے سے انگریزوں کے ساتہہ مصالحت کو زیادہ اپنے حق میں فائدہ مند سمجہتا تہا۔ اوسکے ملک کے
گرد جو صاحب سلطنت تہے اون سے اوسکو خوف تہا کہ مبادا کہیں وہ اوسکو نگل نجائیں۔ سوا اسکے
گنٹور ایک بے حقیقت ملک تہا جس سے کچہہ آمدنی بہی نہ تہی اسلئے اوسنے فوراً انگریزوں کی درخواست
کو قبول کرکے ستمبر ۱۷۸۸ء میں سرکار گنٹور کو حوالہ کردیا۔ پیشکش کے حساب کتاب کا جو معاملہ تہا
وہ اوسکے مختار نے جاکر کلکتہ میں اوسکا فیصلہ کیا۔ نظام اوسوقت یہہ خواہش بہی رکہتا تہا کہ
صلحنامہ کے موافق اس شرط کا پورا ہونا بہی چاہا کہ دو بٹالین سپاہیوں کی مدد دیجائے اور
فرنگستانی سپاہ اوسکی مرضی کے موافق جہان وہ چاہے بہیجی جائے تاکہ ریاست فتح کرکے ملک میں
بالا گہاٹ جو حیدر علی نے چہین لیا تہا بلا اجازت واپس لے اور یہی چاہا کہ ہنچا

ان دونوں میٹنگوں میں یہ تصفیہ ہوا کہ گورنر جنرل کو ان میں دو سبب سے تامل ہوا۔ اول تو یہ کہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے موافق منع تھا کہ بغیر منظوری ولایت کے ہندوستانی ریاست سے جنگ کی کشتی دی جائے۔ دوم اوسے مرہٹوں سے دشمنی اور ناخوشی پیدا ہوتی تھی اور منظور یہہ تھا کہ اونسے اتحاد پیدا ہو۔ سوا اوسکے دو صلحنامون کے موافق یہہ انگریزی گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا تھا کہ بالا گھاٹ کرناٹک کا مالک حیدر علی اور ٹیپو سلطان ہے۔ غرض اس وقت کورنوالس کو بڑی دشواریان پیش آئین کہ کیا کیجئے۔ نظام کے صلحنامہ کی شرائط کا بھی پورا کرنا ضرور تھا۔ اسلئے اوسنے اوس فقرہ کے معنی جو صلحنامہ میں بابت بالا گھاٹ کرناٹک کے تھے یہہ بیان کیا کہ زمانے حالات نے گویا بدل دیا ہے کہ جس بنا پر یہہ شرط صلحنامہ میں داخل ہوئی تھی وہ اپنے جگہ پر بالفعل قائم نہین رہ سکتی لیکن آئندہ امید کیجا سکتی ہے کہ سرکار کمپنی اس ملک کو اوسکی مستقات کے انکے والی سے اور سپاہ کی امداد کو بیان ہے جو فقرہ تھا اور اوسمین یہہ بھی لکھا تھا کہ جب ان کمپنی کی ضرورت اس مدد کی اجازت دیگی اوسکے معنی یہہ بیان ہوئے کہ نظام اس کتاب سپاہ کو اپنی مرضی کے موافق کام میں لا سکتا ہے مگر یہہ انگریزی فوج اوس حالی ملک سے کہ جن سے لڑیگی جسکے ساتھ سرکار انگریزی کا اتحاد ہے اور ان والیان ملک کی تفصیل یہہ ہے تمام مرہٹون کے سردار تمام اور نواب ارکاٹ اور نواب اودھ اور تراونکور اور تنجور کے راجاؤن کے نام مگر ٹیپو سلطان کا نام اوسمین نہ تھا غرض بالا گھاٹ کے دلا دینے کا وعدہ سپاہ سے کمک کرنیکا اقرار۔ فہرست احباب انگریزی اور اوسکے نام کا اخراج یہہ تینوں باتین ایسی جمع ہوئین کہ جیمس مکنتوش صاحب کی بیہ رائے ہے کہ ٹیپو سلطان نے انگریزون سے لڑنیکے لئے ارادہ کیا۔ اسی لئے کورنوالس کے ذمہ الزام لگتا ہے کہ اوسنے پارلیمنٹ کے ایکٹ کے مخالف کام کیا جسسے ٹیپو سلطان کی ساری توجہ انگریزون سے لڑنے کی طرف ہو گئی۔ اور چھہ مہینے بعد لڑائی شروع ہو گئی۔

(۵) پہلی بسم اللہ ابتدا جنگ کے لئے یہہ ہوئی کہ ایک چھوٹا سا راجہ ساحل ملیبار پر حیدر علی کا باجگزار تھا اور اوسکے علاقہ میں انگریزون کی کوٹھی تلی چیری واقع تھی سمت

[illegible]

انگریزون سے اوسکا اخلاص چلا آتا تہا۔ انگریزوں کو سب اسباب بہم پہنچاتے تہے اور قرض دیتے تہے
جب قرض بہت بڑہ گیا تو ۱۷۶۵ء میں راجہ نے ایک تعلقہ ہاتا تیڑہ کا انگریزون کو دیدیا۔ انگریز
بہی اوسکو ۴۰۰۰۰ روپیہ سالانہ محصول بندرگاہ کا دیتے تہے۔ راجہ نے ۱۷۹۰ء کے شروع میں اپنا
علاقہ بہی زبردستی انگریزونکو نکالدیا۔ ۱۷۹۵ء سے کوئی حساب نہیں ہوا تہا جب لارڈ ہنت بمبئی نے
حساب کیلئے لکہا تو معلوم ہوا کہ بہت روپیہ راجہ کے ذمہ نکلتا ہے۔ مگر راجہ نے ٹیپو کے خوف سے اپنا
روپیہ انگریزون کے پہنچے کہا کہ بہیرا آتا ہے دلوا دیجئے۔ یہہ معاملہ تو تلیچری کے افسر نے ٹیپو سلطان کو لکہا۔
سلطان نے جواب دیا کہ میں نے راجہ کو لکہا ہے کہ وہ تعلقہ پہر انگریزونکو دیدے۔ مگر راجہ نے کہا کہ میرے
پاس تو خط سلطان کا اس مضمون کا آیا ہے کہ حساب کا فیصلہ کرلے۔ غرض ۱۸۰۱ء تک یہہ معاملہ
جہگڑے میں پڑا رہا۔ اس معاملہ سے گورنر جنرل کو آثار بد نظر آئے۔

راجہ تراونکوڑ انگریزونکا دوست تہا۔ اوسنے انگریزون کے امداد حیدر علی کی لڑائیون میں کی تہی
اسلئے ۱۷۸۴ء کے عہدنامہ کی ایک شرط یہہ تہی کہ سلطان ٹیپو اس راجہ کے ساتہ صلح رکہے۔ مگر سلطان
کا ارادہ برخلاف عہدنامہ کے یہہ ہوا کہ تراونکوڑ کو فتح کیجئے۔ اول اوسنے یہہ کوشش کی کہ راجہ
اوروں کے توسل سے فتح کرائے کالی کوڈ کے راجہ کو ترغیب دی کہ وہ تراونکوڑ پر حملہ کرے۔ اگر
سلطان نے ہندوون کو اسلام قبول کرنے میں مجبور نکیا ہوتا تو ضرور راجہ اوسکے کہنے میں آجاتا اور
حملہ کرتا۔ پہر اوسنے راجہ کوچین کو اوکسایا کہ وہ اوس ملک کا دعویٰ کرے جو تراونکوڑ کی
قصبہ کے قبضہ میں ہے کبہی ایسا ہوا تہا کہ راجہ کالی کوڈ نے جب راجہ کوچین کو مغلوب کیا
تہا تو راجہ تراونکوڈ نے اوسکی امداد کی تہی اوسکے عوض میں دو چہوٹے ضلعے تراونکوڈ کے
شمال میں اوسنے راجہ کو دئیے تہے۔ راجہ نے ان ضلعوں کی حفاظت کے واسطے ایک بڑی فصیل بنائی تہی جسکو ۲۵
برس ہوئے اوسکی تعمیر کو ہوئے تہے اسکے گرد ۱۶ فیٹ چوڑی اور ۲۰ فیٹ گہری خندق تہی۔ اور گرد اوسکے
بانس کی باڑ تہی۔ یہہ قدرتی فصیل تہی [illegible] مقامات پر [illegible]
[illegible] بنی ہوئی تہی۔ اور شرق کی جانب [illegible] سبب راجہ تراونکوڑ اور سلطان ٹیپو

یہہ بدنیتیاں معلوم ہوئین تو اوسنے گورنمنٹ مدراس کو اطلاع دی۔ اوسوقت سر کیمبل صاحب
گورنر تھے اونہون نے راجہ کی درخواست سے زیادہ امداد کی۔ اور کئی پلٹنونکو حکم دیا کہ وہ فصیل ترا ونکوڑ
کے باہر مقامات مستحکم پر حفاظت کے واسطے مقیم ہون اور سوا اسکے ٹیپو سلطان کو لکھا کہ تم راجہ
ترا ونکوڑ سے لڑوگے تو عہدنامہ ۱۷۸۴ء شکست ہو جائیگا اور وہ گویا تمہاری طرف سے ایک اشتہار
جنگ گورنمنٹ انگریزی کے ساتھہ ہو جائیگا۔ پہر ٹیپو سلطان نے کہا کہ مین انگریزی گورنمنٹ سے اپنا اتحاد
رکھنا چاہتا ہون۔ مگر کہا کچھہ کیا کچھہ۔ چند مہینے کے بعد ۱۷۸۹ء مین بیس ہزار سپاہ لیکر ترا ونکوڑ کی طرف
چلا۔ ترا ونکوڑ کی فصیل کی انتہا پر جہان سمندر ہے دو قلعے کرینگانور اور آیاکوٹہ قوم ڈچ کے
تھے جب سلطان ٹیپو اونکے قریب آیا تو موافق عہدنامہ قدیمی کے ڈچ نے راجہ ترا ونکوڑ سے امداد
چاہی۔ پہر راجہ مستعد تہا مگر ہولنڈ صاحب جو گورنر مدراس کے اوسوقت کیمبل صاحب کی جگہ
مقرر ہوئے تھے اونکا مزاج صلح جو تہا اونہون نے راجہ ترا ونکوڑ کو لکہا کہ سپاہ انگریزی غیر علاقہ
مین امداد نہین کریگی بلکہ وہ اوسی ملک کی حفاظت کریگی جو اصل حقیقت مین راجہ کا ہے۔ گورنر
کی حجت تمام کرنیکے لئے راجہ نے ڈچ سے کہا کہ یہہ قلعے میرے ہاتہہ بیچڈالو۔ ڈچ نے کہا اچھا جب یہہ
سودا ٹہر گیا تو سلطان ٹیپو نے یہہ شاخسانہ نکالا کہ ڈچ کو اسکے فروخت کرنیکا اختیار اس
سبب سے نہین ہے کہ وہ راجہ کوچین کے باجگزار ہین اور راجہ میرا باجگزار ہے اسلئے اونکا بیچنا گویا
میسور کی سلطنت کا ایک حصہ بیچنا ہے۔ پہر ہولنڈ صاحب سلطان ٹیپو کے طرفدار ہو گئے۔ اور
ایسی جہوٹی بات کا یقین کر لیا کہ ڈچ راجہ کوچین کے باجگزار ہین۔ ڈچ نے تو یہہ دونو قلعے
پرتگیزون سے لڑکر فتح کئے تھے۔ اسلئے حق اونکے بیچنے کا رکہتے تہے۔ اسکو ٹیپو سلطان نے خود مان لیا
اور خود خریدار اونکا اسلئے ہوا کہ راجہ ترا ونکوڑ کی جان خوب ضیق مین کرے۔ ٹیپو سلطان نے
اور بہت سی قضئے کی باتین گہڑی کہین جنپر ایک مباحثہ طول طویل ہوا۔ آخر کو انگریزی گورنمنٹ نے
کمشنران تحقیقات [illegible] کے واسطے مقرر کئے۔ مگر سلطان ٹیپو نے ان جہگڑونکو اوسی طرح
فیصلہ کرنا چاہا۔ وہ [illegible] ترا ونکوڑ کی طرف مدت سے بڑہا چلا آتا تہا۔ ۲۸ دسمبر ۱۷۸۹ء کی رات کو

اوسنے اوس فصیل پر حملہ کرنیکے لیے کوچ کیا فصیل کے بڑے حصہ پر قابض ہوگیا ترا و نکوڈ کا لشکر اوسکے
آگے سے پر ہٹ آیا مگر ٹیپو سلطان کے متعدد جیش کا بہت نقصان ہوا تہا اوسکے واسطے کمک ایک اور دستہ
سپاہ آتا تہا - وہ نہ آنے پایا تہا کہ بعض آدمیوں نے جو ایک کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے تہے کل دستہ سپاہی کو
اوسکا افسر مار گیا - اسی تمام سپاہ پراگندہ اور پریشان ہوگئی - اور وہ اوس سپاہ پر جا پڑے جو اوسکی
کمک کو آتی تہی - اس سبب سے بڑی گڑبڑ ہوگئی - اور لشکر تیتر بیتر ہوگیا - اور خندق پر ایسی چپقلش
ہوئی کہ بہت سے زندہ کہائی میں آن گرے اور بہر کہ مردوں سے زندہ دبنے کی ایک شرکت نہ تہی غرض ۲۰۰۰ ہزار
آدمی ضائع ہوئے سلطان ٹیپو بہی خود موجود تہے - اور ڈولی ہاتہ کو بعض نمک شناس ملازم بچا لیگئے
مگر پہر بہی اوسکو ایسا صدمہ پہنچا کہ جیسے دم تک آدم مرگ تکلیف ہی رہا - تین مہینے تک وہ اپنی وقت
اس فصیل کے پیچھے ضائع کرتا رہا - اور سری رنگ پٹن کو بہاری بہاری توپخانہ بلا بہیجا اسمہ بیچ
کو راجہ اور سلطان کی فوج میں چہیڑ چہاڑ ہوتی - ہر کو پہر فصیل ترا و نکوڈ پر آتش فشانی سلطان نے
شروع کی اور پانچ سو گز اوسکو جہاں اور ... کو اوس فصیل کو زیر ہوکر پار کیا اور کرنگا نور کو لے لیا
اور ترا و نکوڈ کے شمالی حصہ پر قابض ہوگیا - اور اوسکو ... لوٹا یا دار السلطنت کو ... کو ضروری
جانا پڑا اسلیے یہہ شکایت ہاتہ سے چہوڑنا پڑا جب ٹیپو سلطان ۲۹ دسمبر کو ترا و نکوڈ کو پہر گیا تو ...
کو بہی دہمکا دیا کہ سیرا ... جبکہ راجہ کے اصل ملک پر حملہ کرون ... اور فقط راجہ کے آدمیوں کی
زیادتی سے ہوگئی تہی - لارڈ کورنوالس نے یہہ سمجہہ کر کہ غالباً سلطان ٹیپو سے لڑائی ہونیوالی ہے
بار بار گورنمنٹ مدراس کو لکہا کہ سامان جنگ اسباب و آمادگی سپاہ میں ... قصور ہو لیکن وہ بہی غلط فہمی
سے ٹیپو سلطان کو اپنا دوست ہی سمجہا کی اور لارڈ کے احکام پر خیال نہ کیا ہولنڈ صاحب کو یقین
تہا کہ کشت چہ قصیون کے چکانیکے واسطے سفیر ہیں وہ صلح کرا دینگے - اسلیے جو سپاہ لڑائی کے آمادہ ہوئی
تہی اوسکے واسطے سامان باربرداری نہ تیار کیا - مگر غنیمت ہوا جب وہ یہ سنکر جنرل میڈوز
سپہ سالار بمبئی اونکی جگہ مقرر ہوکر وہ بہہ ... ٹیپو سلطان کا ... ممبر ... بمبئی سے ...
نہیں ہے بہت ... ولایت کو بہاگ گئے کمانڈر انچیف کرنیل ... آیا ہوتا ... کا رنوالس ...

انتظام محکمہ وقت کا اہتمام خود اپنے ذمہ لیں۔ مگر اس جنرل کی لیاقت اور قابلیت پر انکو خود اتنا اعتماد تہا کہ
اب اپنے آنے کی وہ ضرورت نہ سمجہے۔ گورنر جنرل نے گورنمنٹ مدراس کو لکہا کہ ہماری عزت اسی میں ہے
کہ ہم ٹیپو سلطان سے جو ہماری قوم کا جانی دشمن ہے خوب لڑیں اور اسکی قوت کو ضعیف کریں جب تک یہ
نہوگا ہمارا ہندوستان میں کچہہ اعتبار نہوگا۔

(۶) لارڈ کورنوالس کو تین برس ہوچکے تہے انکی کفایت شعاری کا نتیجہ یہہ تہا کہ صوبہ بہار و
بنگال کی آمدنی خرچ سے زیادہ دو کروڑ روپیہ بچ گئے تہے۔ اور اوسی سے تمام اور پریسیڈنسیوں کا خرچ چلتا
تہا اور یہہ جو اوسکے ایک کروڑ بچتا تہا وہ ولایت کو بہی جاتا تہا۔ مگر اب یہہ سب جمع کی کرائی پونجی
ٹیپو سلطان کی لڑائی میں اٹہنے والی تہی۔ اب یہہ وقت نہ تہا کہ پارلیمینٹ کے قانون کی تعمیل کیجاتی
اور صلح و جنگ کا مشورہ ولایت میں کیا جاتا۔ اسلئے دکن میں نظام اور مرہٹوں سے جو بڑے صاحب
قدرت تہے لارڈ کورنوالس نے عہد و پیمان کیے۔ نانا فرنویس انگریزوں کے ساتہہ سرد مہری کرتا تہا
مگر ٹیپو سلطان کی عداوت میں بہی ایسا سرگرم تہا کہ پیغام کرہوتے ہی بلا تامل اوسکے برباد کرنیکے لئے
انگریزوں کے ساتہہ شریک ہوگیا۔ نظام کو ٹیپو سلطان کا خوف ایسا دل میں بیٹہا ہوا تہا کہ وہ بہی انگریزوں
کا ساتہی ہوگیا۔ ان تینوں میں آپس میں اتفاق ہوگیا اور یہہ شرط ہوئی کہ برسات کے بعد تینوں سلطان
ٹیپو کے ملک پر حملہ کریں اور وہ انگریزی سپاہ کے ساتہہ اگر ضرورت ہو تو دس ہزار سوار لشکر شامل ہوں
اور انگریزی سپاہ بہی ذکر ساتہہ ہوگی۔ اور جو ملک و قلعے فتح ہوں وہ آپس میں برابر برابر تقسیم ہوجائیں
نظام ان تینوں میں ضعیف تہا۔ اور یہہ سمجہتا تہا کہ جس وقت ٹیپو سلطان کی طاقت ضعیف ہوجائیگی تو
دکن کا اقتدار بڑہ جائیگا اور وہ سمجہہ نہ سکے کہ جو مدت سے نہیں دی بہت دن لگینگے اسلئے وہ
صلحنامہ پر دستخط کرتے ہوئے جہجکتا تہا مگر یہہ خوف انگریزوں نے اوسکے دل سے نکال دیا اور خود اسکی
ذمہ دار ہوگئے کہ مرہٹے اسپر کچہہ قبضہ نہیں کرینگے گو اسے مرہٹے دل میں کچہہ ناراض ہوئے مگر آخر کو ان
احباب ثلاثہ میں اتفاق ہوگیا۔ ان دونوں دوستوں کو لارڈ صاحب نے اپنے یہہ چار اصلی مقاصد بیان
کردئیے۔ اول جو کچہہ لڑائی میں خرچ سرکار کمپنی کا ہوگا وہ ٹیپو سلطان سے وصول کیا جائیگا۔ دوم

اوسنے اور حیدر علی نے جو ملک نظام و پیشوا کے مفتوح کر لیے ہیں وہ واپس کیے جاینگے سوم کرناٹک
کے پاس پاس کے جو ملک اوسکے قبضہ میں ہیں وہ چھین لیا جائیگا چہارم ملیبار کے ساحل پر
جو سلطان نے نائروں کے ہتھوں میں تیر دیکر رکھے ہیں اونکو اس عذاب سے نجات دلائی جائیگی۔ ان
پیشوا نے بھی یہہ خیال کر کے کہ ٹیپو سلطان اور حیدر علی کے ہاتھہ سے جو ہمارے نقصان ہوے ہیں اونکا
عوض ملے گا۔ گئی ہوی ملک پھر ہاتھہ آئینگے۔ آئندہ کو کہٹکا اس ظالم کا نہ رہیگا۔ اوسکی بربادی سے
اپنی آبادی لستی ہوگی ـــ بہت جلد بطیب خاطر انگریزوں سے صلح کرلی۔

(۷) جب جنرل میڈوز صاحب گورنر اور کمانڈر انچیف مدراس میں آئے تو اس مہم کا اہتمام اونکے سپرد ہوا۔
ہولنڈ صاحب کی غفلت سے کچھہ اسباب جنگ مہیا نہوا تہا۔ اس سبب سے کئی مہینے کا توقف کرنا پڑا۔ پندرہ ہزار
سپاہ ترچنا پلی کے میدان میں جمع ہوئی اور چہہ برگیڈ میں منقسم ہوئی۔ ۲۴ مئی کو وہ اس سپاہ کو لیکر
کرور کی طرف چلا۔ یہہ مقام دشمن کی سرحد پر سب سے زیادہ قریب تہا۔ کچھہ دنوں پہلے زمانہ کی رسم کے موافق ایک
خط ٹیپو سلطان کو اپنے گورنر اور کمانڈر انچیف ہونے کے باب میں لکہا تہا۔ اوسکا جواب جب آیا تو جنرل صاحب
نے سفر کیا۔ اوسکے مضمون کی طرز یہی تہی جو اوسنے ہولنڈ صاحب کو لکہے تہے کہ کمشنروں کے مقرر کرنیکی
راجہ ترا ونکوڈ کے معاملہ میں کچھہ ضرورت نہیں ہے میں نے خود ہی اوسکا حال تحقیق کر لیا ہے۔ اگر ایسی ہی
کمشنروں کے بھیجنے کی ضرورت ہے تو بھیجدو۔ آپ بھی ایک خط ۲۲ مئی کو اس کو یہ کہ ملک آبادی
منصب اور اضافہ کا لکہا اور یہ لکہا کہ میں انگریزوں کا دوست صادق ہوں مجھے افسوس ہے کہ غلط فہمی
اور معاملہ نافہمی سے یہاں تک طول کھینچ گیا کہ سپاہیں جمع ہو گئیں۔ اس مطلب کے سمجہانے کے واسطے میں نے
ایک معتمد بھیجا ہوں جو آپ کو آئندہ امن تک کے دستور کا مستقل کر دیگا۔ اسکا جواب جنرل صاحب نے یہہ لکہا
کہ آپ کا خط آیا۔ میں نے اوسکا مطلب سمجہا۔ آپ شاہزادہ عظیم الشان ہیں اور جس وقت آپ کی بد سلوکی
خیال کیے جائیں جو قیدیوں کے ساتہہ کیے جاتے ہیں تو آپ کے اوصاف میں کشتی ضمیری کی صفت کا
اضافہ ہوتا ہے۔ آپکو یہہ معلوم ہو کہ ہماری قوم کی یہہ عادت ہے کہ وہ اوروں کو تہمت نہ دیتی اور نہ یہہ
ہے کہ وہ اوروں کی اطاعت کریں جب آپنے ہمارے رفیق راجہ ترا ونکوڈ پر حملہ کیا تو ہم نے سمجہا

جنرل میڈوز اور ٹیپو سلطان کے درمیان خط و کتابت اور دوسری لڑائی کا شروع

اور ٹیپو سے لڑائی کا سلسلہ پھر ساتھ ہوگیا ہے خدا ہمیشہ دشمن کو فتح و نصرت نہیں دیتا کہ جو
زبردست ہوں ضرور نہیں کہ تیز رو ہی آگے نکل جایا کرے۔ اکثر دشمن کو فتحیابی اور کامیابی ہوتی ہے
خدا کے کام انصاف سے دلچسپی ہوتی ہیں ہم خدا کی ذات سے اسی بہرہ ور سا کہتے ہیں۔ یہہ جو اب سلطان
پاس کو انگلستان سے پہونچا جب اوسنے دیکہا کہ گورنر جنرل مدراس اپنا استحقاق سلطنت شیرنگ
سے جاتا رہا ہے وہ اپنی سپاہ عظیم لیکر دار السلطنت سری رنگ پٹن کو چلا گیا۔ جس سے اوسکا
ضعیف العقل ہونا ظاہر ہوا اور ملک بہت سا بے حفاظت ہوگیا۔ ٹیپو سلطان کی بڑی غلطی یہہ تہی
کہ جیسے اوسکو اپنی ہیبت و شان بڑی کر اوسکو اپنی شجاعت پر بڑی نخوت تہی۔ اپنی قدرت اور
قوت کو بڑا جانتا تہا اور انگریزوں کی طاقت کو بہت کم۔ ان دونو غلط فہمیوں نے اوسکا ستیاناس کیا
سوا اسکے وہ اپنے باپ کی طرح اپنی طبیعت کو قابو میں رکہنا نہ جانتا تہا طبیعتاً وہ ایسی خام
تہی کہ جو چاہتی سو کرا لیتی۔ غرض اب انگریزی سپاہ کرور کی طرف چلی۔ مگر کمسریٹ کا کارخانہ
درست نہ تہا اسلئے وہ آہستہ آہستہ جاتی تہی۔ سوا اسکے اُن دنوں ایسی چلتی تہیں کہ خاک کے تودے
اُٹہکے تو وہ سر پر پڑتے تہے۔ آنکہیں پہوٹی جاتی تہیں۔ اس سبب سے بارہ سو سپاہی کرور تک پہونچتے
پہونچتے بیماری کے سبب ڈولیوں میں سوار ہونے لگے۔ کرور پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا جب یہہ
لشکر پہونچا۔ دو توپیں چہوڑ کر قلعہ دار سے کہا کہ تم قلعہ ہمارے حوالہ کر دو اوسنے کہا کہ دو تین گہنٹے کی مہلت
اور چہوڑ دیجئے کہ مجہے سلطان سے عذر کرنیکے لئے وجہہ ہو۔ غرض یہہ ذلیل سا مقام ہاتہ آگیا۔
اور دار الپورم بہی جو حقیقت میں ایسا ہی مقام تہا لے لیا۔ یہاں بیمار اور مریض چہوڑ دئے گئے۔ اور ایک
بریگیڈ انکی حفاظت کے واسطے چہوڑ دیا۔ ۲۱ جولائی سنہ ۱۷۹۰ کو لشکر کوئمبتور میں پہونچا۔ یہاں سے
ایک ... کرنیل ستوورٹ کے ماتحت پالی گہاٹ کی فتح کرنیکے لئے بہیجا گیا تہا مگر بارش کے سبب
رہ گئی تہی اسلئے کرنیل فلائیڈ ... تب اس افسر نے ڈنڈی گل پر بڑی جوانمردی اور
دلیری سے حملہ کیا اور توپوں کی مار سے دیوار میں دراڑ ڈالدی۔ قلعہ دار نے کچہ مقابلہ کیا
انگریزوں پاس صرف دو گہنٹہ کا بارود باقی تہا کہ قلعہ دار نے سفید جہنڈا دکہایا۔ اور مقابلہ ...

شرائط پر حوالہ کیا کہ لوگوں کے بچے کا مال اسباب کچھ نہ لگایا جائے۔
کرنیل سٹورٹ پر پالی گھاٹ کی فتح کرنیکے لیے گوا مبتور سے بھیجی گئی۔ ۱۴ ستمبر ۱۷۹۰ کو اوسنے
اوسپر گولہ بہانے شروع کئے دوسرے روز قلعہ دار نے اس شرط پر حوالہ کر دیا کہ نامرد جو انگریزوں کے ساتھ
ہو گئے ہیں اونکو تکلیف نہ دیں۔

ایرود کرنیل اولڈہم نے فتح کر لیا اب یہہ متفرق سپاہ میں کرنیل فلوئڈ کے علم کے نیچے جمع ہو گئیں
دریاء بھوانی کی جنوبی سمت میں فتوحات حاصل کرنیکے لیے مامور ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک فوج بھیجکر
ستی منگل بے تکلف لے لیا تھا۔ یہہ مقام درہ گجل ہٹی سے تھوڑی دور پر تھا۔ اس درہ کے ستمبر کے شروع
میں ٹیپو سلطان کی فوج اوتری تھی۔ ۱۳ ستمبر کو اوسکے لشکر نے انگریزی لشکر کے پلٹ کو بھگا دیا۔ ایک
رجمنٹ سواروں کی حفاظت کے واسطے بھیجی گئی تھی وہ بھی گھر گئی اور کسی احاطہ میں اپنی کمک کے منتظر ہو
رہے۔ انگریزی سپاہ نے حملہ کیا اور کئی سو دشمن تہ تیغ کئے۔ اور میدان کو صاف کرتے ہوئے اپنے لشکر سے
آن ملے۔ ابھی اس لشکر کی کمر نہ کھولی تھی کہ ٹیپو سلطان کا لشکر آ گیا۔ اور انگریزی لشکر میں کچھ
ایسی چل چل پڑی کہ کونسل اور جنگی کونسل کا یہہ مشورہ ہوا کہ مراجعت کیجیے جب اس فوج انگریزی
نے مراجعت کی سوار آگے پیادے پیچھے تھے کہ سلطان ٹیپو کے پیادوں نے توپ پر نئی شروع کی سوار
پیدلوں کی امداد کے واسطے پھر آئی۔ ایک غلط خبر مشہور ہو گئی کہ جنرل میڈوز کا لشکر آ گیا اور ایک
بڑی عزیز بہادر کے مرنیکی بھی خبر سلطان کو آئی اسلیے اوسنے کرنیل فلوئڈ کا پیچھا چھوڑ دیا۔ وہ
۱۶ ستمبر کو جنرل میڈوز کے لشکر سے آن ملی اور کرنیل سٹورٹ کا لشکر بھی پالی گھاٹ فتح کر کے آن ملا
جرنیل میڈوز کا مطلب تھا کہ ایک جنگ عظیم ٹیپو سلطان سے کیجیے سلطان ٹل جاتا تھا اپنی ہمت بیک
وہ جرنیل میڈوز کے مقابلہ میں نہ آیا۔ اور اس عرصہ میں اوسنے ستی منگل اور ایرود اور داراپورم
پر پھر قبضہ کر لیا۔ مگر جب اوسکو یہہ خبر ملی کہ انگریزی لشکر بارہ محال پر اپنا زور دکھا رہا ہے تو اوسنے اپنے
بہت سی فوج کا حصہ وہاں بھیجا اور باقی فوج کو یہاں چھوڑا کہ وہ جرنیل میڈوز کی خبر لیے رکھے پھر
جاتے ہیں۔ بارہ محال پر انگریزی لشکر پہلے کرنیل کیلی کے ماتحت کام کرتا تھا مگر اوسکے بیماری کے سبب سے

کرنیل میکڑول کا کام کرتے تہے سپاہی نو ہزار سپاہ اون پاس تہی۔ یہہ لشکر بنگال سے کنارہ کنارہ لائے
کورنوالس نے وارن ہیسٹنگز کی تقلید پر بہیجا تہا۔ اسمین کچہہ سپاہ مدراس کی بہی شامل تہی
وہ ۲۴ اکتوبر کو بارہ محال مین داخل ہوئی تہی۔ اور شروع نوامبر مین اوسنے اپنا ہیڈ کوارٹر
کاویری پٹم مقرر کیا تہا۔ اب جنرل میڈوز بہی اپنا لشکر لیکر اس سپاہ سے مل گئے تہے مگر سلطان
ٹیپو کا لشکر مین رستہ پہلے ان پہونچا تہا۔ غرض مہمات مین سوا اسکے لشکر سفر وان کرنیسے درماندہ ہو
ادہر آیا اودہر گیا ہوا لاہی کا آنا جانا تہا۔ اور فال کی تودی سیر اوڑا تا پہرا اور اوسے تہک گیا کچہہ نہ
حاصل ہوا صلح کی بہی قیل و قال سلطان سے ہوئی مگر بیفائدہ جب یہہ حال لارڈ کورنوالس نے
دیکہا کہ اونہون نے خود ارادہ کیا کر خود چلئے اور مجمل مہم نہی جسے دوستون کو ظفر و فتح و نصرت کی
امید دشمنون پر ہوگی۔ حقیقت مین اس لڑائی کے اندر کچہہ ہنر اور سلیقہ سپاہ گری کا جنرل میڈوز
نے نہ دکہایا۔ اور نہ رفیقون کے کچہہ فائدہ کی صورت دکہائی۔ جنرل میڈوز ویلوٹ مین
۲۷ جنوری ۱۷۹۱ء کو ۱۸ میل پر مدراس سے پہونچا۔ اور لارڈ کورنوالس نے اہتمام جنگ ۲۹ کو
اپنے ذمے لیا۔ اور ویلوٹ سے ۵ فروری ۱۷۹۱ء کو سفر کیا۔ اور ۱۱ کو لشکر ویلور مین پہونچا سلطان
اسوقت پانڈیچری مین فرانسیسون سے جوڑ توڑ لگا رہا تہا اس انگریزی لشکر کی خبر سنکر وہ روانہ ہوا
کہ جاکر تمام درون کا انتظام کرے۔ اوسکی غلطی تہی کہ وہ یہہ سمجہا کہ انگریزی لشکر ان درون کے
رستے جائیگا اس سبب سے انگریزی لشکر کو موقع ملنے میسور کے سامان رسد کے لئے خوب ہاتہہ لگ گئی
اول مطلب انگریزی سپہ سالار کا یہہ تہا کہ بنگلور کو فتح کیجئے۔ وہ ایک بڑا شہر تہا اور قلعہ اوسمین
مستحکم تہا۔ غرض جنرل میڈوز نے اپنی توپون سے شہر کے دروازون کو توڑ کر اوڑا دئی اور گرانڈیلوں
کے لنڈ ہلون پر سوار ہوکر اول ایک لفٹنٹ انگریزی داخل ہوئے پہر جنرل میڈوز کی اعانت سے
وہ فتح ہوگیا۔ ٹیپو سلطان بہی کہین یہان آس پاس تہا اوسنے قلعہ دار کو سخت حکم دیا کہ جو کچہہ ہو سکے
اوسے حاصل کرے۔ اوسنے حکم کی تعمیل کی اور چپہ چپہ زمین پر جان لڑا دی شہر کی گلیون اور
کوچون مین دو ہزار آدمیون نے سرفروشی کی۔ انگریزی لشکر کا بہی نقصان ہوا۔ کرنیل موری ہون جو

ایک بڑی شریف افسر بہی ماری گئی غرض پیٹہ یعنی شہر تو فتح ہوگیا مگر اب قلعہ باقی ہے قلعہ دار بہادر خان
اسم با مسمیٰ تہی گو ستر برس کی تہی مگر دل گردہ جوانون کا سا تہا - وہ اپنے آدمیون کی ہمت اور جرات بندہاتا
مگر آخر کو انگریز قلعہ کی فصیل پر چڑہ گئے اور اوسکو لے لیا - ہزار آدمی محصورین مارے گئے جنکو قبر کے گڑہ مین
دشمنون کے ہاتہون نے ڈالا - ان مقتولین میں قلعہ دار بہی تہا مرتے دم تک ہاتہ مین تلوار تہی اور سپاہیون
کے جمع کرنے کی فکر تہی کوئی پاس نہ آیا مگر موت آگئی - انگریزون نے سلطان کے [illegible] تو اس اپنے
جان سپار شجاعت شعار قلعہ دار کی لاش لیلو مگر سلطان نے اوسکی [illegible] - اور کہہ بھیجا کہ
جہان وہ مرا ہے وہین دفن کر دو - انگریزون نے اوسکو [illegible] عزا و اکرام
کے ساتہہ جو مردہ کا حق تہا دفن کرایا - اب لشکر انگریزی سلطان کے وسط ملک مین [illegible] گیا -

(٨) اب اور شکون کا بہی حال بنگلور کے فتح کرنے کے بعد بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جب
جرنیل میڈوز مدراس کی طرف چلے تو کرنیل ہارٹلی [illegible] اور [illegible] کی
پلٹنین ہندوستانیون کی اور ایک میدانی توپخانہ [illegible] جیمس
کے زیر حکم چہہ ہزار کے قریب تہا - اس [illegible] سلطانی نے [illegible] کالی کوٹ [illegible] ایک قلعہ کو جو
بنایا تہا وہ نہایت مستحکم تہا - اور پیر کرنیل صاحب [illegible] دشمنون کو شکست [illegible] ایک ہزار
آدمی اور چودہ افسر میدان جنگ مین مارے [illegible]
ہتہیار رکہا لئے گئے - اس لڑائی [illegible] جرنیل ایبر کرومبی صاحب بمبئی سے [illegible]
تلیچری مین آئے اور کنا نور مین گئے اور اوسکو بغیر کسی مقابلہ کے لے لیا - [illegible]
ساحل ملیبار پر وہ قابض ہوگئے وہان کے آدمی سلطان کی جان کے دشمن [illegible]
گئے تہے - نظام کا لشکر حیدر آباد کے قریب جو امین اسوقت جمع ہوا شروع [illegible] میڈوز
میدان جنگ مین تہے - اوسمین انگریزی لشکر بہی جسمین ایک کمپنی گورون کی اور توپخانہ [illegible]
سپاہی ہندوستانی تہے شامل ہوا بعد توقف کے وہ روانہ ہوا اور کوپول [illegible]
قلعہ مستحکم پہاڑ پر واقع تہا - ایک ہی ہفتہ مین توپین اور بمب گولے مارتے [illegible]

نیا توپخانہ منگایا گیا۔ مگر اسی بیچ مین ہوا جب بنگلور کی فتح کی خبر آئی تو اہل قلعہ نے کئی مہینہ مقابلہ کرکے اپنے تئین حوالہ کیا۔ بہندر سندر کوپول سے تین میل شمال جانب تہا وہ بہی اسیطرح فتح ہوا۔ نظام کی خوش نصیبی تہی کہ یہہ دو قلعے فتح ہو گئے۔

مرہٹون کا لشکر بہی انہین دنون انگریزی لشکر دو پلٹنین کالون اور تین کمپنیان گورونکی اور دو ہندوستانی توپخانے اور ایک گورونکا توپخانہ بہیجا گیا تہا۔ یہہ انگریزی لشکر بمبئی سے روانہ ہوا تہا اور کشتیون مین دریچے گوربانٹ پہنچا تہا۔ یہہ وقت بہی دریائی سفر کا نہ تہا۔ پہر وہان گہاٹون پر چڑہنا پڑا یعنی اس لئے دشواری سبب لذا کہ بڑی دقت اور دشواری سے طے کیا۔ کومبٹا مین یہہ سپاہ مرہٹون کے لشکر سے ملی اسی سبب ایسوقت دس ہزار پیادے اور پرسرام بہاؤ اوسکا سپہ سالار تہا۔ اول حملہ مرہٹون نے ... دہاڑوار پر کیا۔ اور اوسکو محاصرہ کرلیا۔ مگر مرہٹون کی کل سپاہ اس محاصرہ کو قابل نہ تہی بمبئی سے ایک یورپین رجمنٹ اور کالون کی پلٹن اور بہت سے گورے توپچی کرنیل فریڈرک کے ساتہ جانیکا ہنگام ہوا اسکے لئے ... مرام واپس آنا پڑا۔ اور اسی بیچ مین کرنیل صاحب تو ... جب بنگلور کی فتح کی خبر آئی تو اہل قلعہ نے ان شرائط پر حوالہ کیا کہ ہم اپنے ہتہیار ... لیکر چلے جائینگے اور توپین اور ذخیرہ قلعہ وغیرہ کا چہوڑ جائینگے غرض اہل قلعہ جانے لگے ... پہر مرہٹون نے انکو خوب لوٹا بدن پر کپڑے تک نہ چہوڑے یہ کہتے ہین محصورین نے ... خلاف عہد کیا تہا کہ قلعہ مین بارود کو جا کر ... کردیا۔ اور جتنی غلہ ملی ... غلہ وغیرہ کو غارت کرگئے دہاڑوار کے حوالہ ہونیکے بعد قلعہ قوش اگل بہی جو گیارہ میل پر تہا اور تمام مقامات جو دریاے تنگ بہدرا کے شمال مین تہے مرہٹونکے قبضہ مین آگئے۔

(۹) اب لارڈ کارنوالس نے بنگلور سے ۲۲ مارچ کو کوچ کیا اور ناگاہ ٹیپو سلطان کی فوج سے مقابلہ آن پڑا ٹیپو سلطان کا مطلب یہ تہا کہ مین دور مقام پر نکل جاؤن جہان مجہے لڑنا پڑے اس کام کیلئے اوسنے شکل ... حاصل کیا۔ قصد اس سفر کے دو تہے ایک یہہ کہ نظام کی دس ہزار سوار سے ملے سو اور نظام ... اس سبب سے تعداد مین زیادہ ہو گیا تہا۔ ان سوارونکی صورت سے یہہ معلوم ہوتا تہا

[illegible]

کہ ہر ایک تیس مار خان ہوگا گہوڑے بہی اونکو چہوٹا خوب تہا اتنا ہتیارون مین تو وہ بہوتے ہی نیزہ دیکہیئے تو ہاتہ کر
لمبا تلوار کو دیکہیئے تو دو دہاری نہایت آبدار خود آہنی سر پر چڑہی ہوئی مگر جیسا ان لشکر بہت آرام تہا
لڑائی کے کسی کام کا نہ تہا - وہ اپنی سامان رسد کا سر انجام نہین کر سکتا تہا اوسکا افسر تیج ونت سنگہ
تہا اور اسد علیخان اوسکا نائب دونو مطلب یہہ تہا کہ لفٹنٹ کرنیل اولڈہم صاحب جار پانچ ہزار
لشکر لیئے آئی تہی اور نسے ملے تو وہ بہی وہی ٹاٹا گہری مین مل گیا - اب لارڈ کورنوالس ۱۶ اپریل
کو بہی بنگلور مین آگئی - اگرچہ لشکر انگریزی کو یہہ کامیابیان حاصل ہوئین تہین مگر پہر بہی اوسکا حال
ایسا نہ تہا کہ وہ گورنر جنرل ایک سخت جنگ عظیم کر سکتا رسد رسانی کا سامان نہایت ناقص تہا -
بار برداری کا سامان نہایت ابتر تہا مگر گورنر جنرل نے اپنی ہمت دلیرانہ اور جرات بہادرانہ سے
سرنگا پٹن کی طرف سفر اختیار کیا - لڑائی کے واسطے اسلئے جلدی تہی شتابی کہ کہین فرانسیسون کو ٹیپو سلطان
اپنی حمایت کے لئے نہ بلا لے کہ جس سے اور کام مین دشواریان پیدا ہو جاتین سامان ضروری سا تہ لیا - باقی
بنگلور مین چہوڑا - افسرونکو بہی حکم تہا کہ جہانتک ہوسکے وہ بوجہہ زیادہ نہ لین غرض ۴ مئی ۱۷۹۱ کو
لشکر نے پہلی منزل طے کی - راہ مین جنگل دریا کہار نالے گڈہے بہت تہے - ان مین جو اونٹ تہے چار دن
چت ہو کر لیٹ گئے - اور مرنے لگے اور گہستے گئے بہت سا ذخیرہ اور اسباب کو اسلئے تلف کرنا پڑا کہ
کوئی اونکا اوٹہانیوالا نہ تہا - سلطان ٹیپو نے بہی دشمنون کی راہ کو ایسا ویران کر دیا تہا کہ سامان رسد کی
کسی طرح بہم ہی نہ ہو - کہین آگ لگا دی - کہین اناج کو دبا دیا - باشندونکو کہسکا دیا کہ اگر دشمن راہ ہوکے
تو کوئی بتلانیوالا نہ ملے - غرض یہہ سفر ایسی ملک مین تہا جہان قضا و قدر نے اپنی ہاتہ سے حادثہ عظیم برپا
کر کے انسان کا نام نہ رکہا ہو اور کوئی چیز جسپر انسان کی زندگی کا مدار ہو باقی نہ رکہی ہو - آخرکار
مالاوے مین جا کر کچہہ اناج ملا مگر اسکی کیا پوری پڑتی تہی ہر شخص کو اپنی نصف خوراک کہانی پڑتی تہی
۱۳ مئی ۱۷۹۱ کو کاوری کنٹیرا مین خدا خدا کرکے لشکر پہونچا جب لشکر انگریزی ایسا پاس آیا تو
ٹیپو سلطان کے دل مین ہراس آیا جب سے بنگلور فتح ہوا تہا اوسکو اندیشہ تہا کہ اب کی دفعہ اس
دار السلطنت کی بہی خیر نہین اسلئے اوسنے اپنے اہل عیال و زر دولت و مال کو چتل دروگ مین

سمجھا جاتا اگر اوسکی بابت منع کیا گیا کہ اسی لشکر مین فتور مراسم پیدا ہوگا۔ پھر اوسکی بابت نظام کو خط لکھا کہ میری عمر
سے جو گستاخی آپ کے خاندان کے ساتھ عنفوان شباب مین کہ انسان کی طغیانی طبیعت در غلیان قوت
غضبی کا موسم ہوتا ہے کی ہو معاف کرین۔ اکیا دیکھ رہے ہو کہ بڑی بات سنی کہ بابر رون مین دیوارون پر انگریزون
کی تصویرین جو بیہودہ طور کی تھین اونکی تذلیل و تحقیر کے لیے کھنچوائی گئی تھین۔ اونکو سلطان نے حکم دیا کہ وہ سب
مٹائی جائین جو سلطان کی انگریزون سے نفرت کا نشان و نشان ہو جاتے تھین انگریزون کے امن دار السلطنت
مین تھے وہ دیکھا جاتا کہ سلطان نے اونکو دل بہلانے کے لیے کھلوایا تھا۔ سرپشہ اگر عہدنامہ کے موافق سب قیدیون کا
چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اب بھی عہد چھپا تھا کہ واسطے ان سکاے ہونکو اور بعض مرد قیدیون کو مار ڈالا۔ غرض کہ
بنگلور کی فتح نے اور سری رنگ پٹن پر حملہ ہونیکے خیال نے ٹیپو سلطان کو لوا دیا تھا جو حرکت تھی وہ ایسی
تھی کہ جب کہ انگریزی کی افواج نے اپنی دار السلطنت سے چند میل پر کی کہیٹر پر بکیا اوسی ہوش حواس درست
کرکے ا یا لشکر انگریزی لشکر سے جسپر اسکے فاصلہ پر ڈالا ٹیپو سلطان نے پیا اور دیکھ چکا تھا کہ اب جا جم کر
دشمن نا ا نہ کرم سے کچھ فائدہ اوسکو نہین حاصل ہوتا تھا جیسا کہ متفرق دستہ بستہ سپاہ کو لڑنے سے اسکی
وہ جہان تک ممکن تھا ایسی لڑائی سے بچتا تھا۔ اب دریا طغیانی پر چڑھا ہوا تھا لارڈ کورنوالس جب اوسوقت
کے جنگ کے لیے کونسا مقام دریا پار جانیکے لیے رہا ہوگا۔ اوسمین یہہ خیال تھا کہ جنرل ابیر کرومبی جو بمبئی
سے لشکر لیکر پیری پٹم مین سری رنگ پٹن سے چالیس میل بر مغرب کی طرف پڑا ہے مین کیونکہ لشکر سے
شامل ہو۔ ان لشکرون کا ملنا ایک امر اہم تھا۔ اب انگریزی سپہ سالار کو معلوم ہوا کہ ٹیپو سلطان کا سارا لشکر اور
اقامت گاہ اور سری رنگ پٹن کے درمیان پڑا ہے بائین طرف دریا کاویری ہے اور داہنی
طرف پہاڑون کی قطار ہے۔ اور زمین ساری کہاڑ کہڈون سے بہری ہوئی ہے اور توپین جا بجا لگی ہوئی ہین کہین
سامنے جانیکے لیے رستہ نہین ہے۔ دریا اور پہاڑون کے درمیان کہین فاصلہ ڈیڑھ میل سے زیادہ نہین ہے اگر
یہہ معلوم ایسا وقت تھا کہ اوسمین دشمن پر حملہ کرنا نہایت دشوار تھا اسلیے لارڈ کورنوالس نے چاہا کہ دشمن کے داہنی
طرف کو پہاڑون کی اوطرف کرکے دشمن کے عقب مین جا پہنچے اور دشمن کا رستہ سری رنگ پٹن جانیکا
بالکل بند کر دیجیے۔ مگر بارش کو وہ دہوان دہار مینہہ برسا کہ لشکر کا قدم اوٹہانا مشکل کر دیا جب حکمت

پہنچی اور دشمن کو اسکی خبر ہو گئی تو ایک دوسرا نقشہ لڑائی کا تجویز ہوا۔ ٹیپو سلطان وہان موجود تہا۔ ٹیپو سلطان
نے جو مقام انگریزی لشکر کا تجویز کیا تہا اوسکی نسبت کرنیل ولکس لکہتے ہین کہ اگرچہ ٹیپو سلطان کی تعریف
کرنیسے دل خوش نہین ہوتا۔ اور اوسمین تمام وہ برائیان جو انسان مین ہوتی ہین موجود تہین لیکن
اسوقت انصاف یہہ ہے کہ سلطان کی عقل اور تدبیر انگریزی لشکر کی نقل و حرکت و اتباعت کے باب مین ایسی
ہی ستائش کی مستحق ہے جیسی کہ کسی اعلی درجہ کا جرنیل کی ہوتی ہے۔ لارڈ کورنوالس نہ اس
مین کامیاب ہوئے کہ ٹیپو سلطان سے لڑائی شروع ہوئی۔ انگریزی لشکر کا نقصان دشمنون کی توپون سے ہوا
اسواسطے کہ جب انگریزی لشکر آگے بڑہا ٹیپو سلطان اوسکے روبرو تہا اونہون نے اور [illegible] سرنگا پٹن
کے موری چوری اندر جا کر پناہ لی ٹیپو سلطان کے پیدل ہی جلد جب تک قائم ہو کر انگریزی لشکر مین چند کوس
کا فاصلہ باقی رہ گیا تہا جب پیچہے توپی کچہہ [illegible] اور پریشانی کرسا تہہ تہین۔ انگریزی لشکر
کو یہہ فتح حاصل ہوئی مگر اوسکا فائدہ نہ حاصل ہوا۔ جسکے لئے یہہ تکالیف اور سقدر نقصان اوٹہایا گیا تہا
وہ نہ حاصل ہوا۔ وہ محبوب آنکہون کے سامنے تہا جسپر یہہ جان نثار [illegible] سامان [illegible] تہا
اور [illegible] لشکر کیتی آبادی [illegible] پہنچا [illegible] کیفیت لارڈ کورنوالس کے
سامنے پیش ہوئی۔ تو اس [illegible] تمام مصیبتین [illegible] نقصان [illegible]
[illegible] حاصل [illegible] اور [illegible]
اسباب جنگ کو [illegible] جلد [illegible] اس [illegible] لشکر
[illegible] خالی [illegible] ہو جاتی تہی [illegible]
ایسے [illegible] جسم [illegible] چل سکتے [illegible]
ہی حکم [illegible] بعض [illegible] ساحل [illegible]
[illegible] ان سخت موسم مین سفر [illegible]
تہا غرض جان و مال کا [illegible] نقصان [illegible] ہوا [illegible]
[illegible] لشکر [illegible]

اچانک کچھ سوار دکھائی دئیے اور یہہ شبہہ ہوا کہ ٹیپو کے سوار آن پہونچے۔ مگر پھر یہہ تحقیق ہوا کہ وہ مرہٹوں کے
سوار ہیں اور خوش خبری لائے ہیں کہ ہری پنت بالشکر اور پرسرام بھاؤ بالشکر چلے آتے
ہیں۔ اگر مرہٹے دیر کرتے تو اس مہم میں انگریزوں کو ناکامی نہوتی بلکہ کامیابی ہوتی۔ اس وقت
انگریزی سررشتہ خبر رسانی کا نہایت خراب تھا۔ ٹیپو سلطان کے سررشتہ جاسوسی ایسی عمدہ طرز سے قائم
کیا تھا کہ انگریزی لشکر میں خبر کو جانے ہی نہیں دیتے تھے۔ ڈیڑھ سو میل پر جب بیٹھے تھے۔ اونھوں نے متواتر
اپنے قریب ہی کی خبریں سوناسعدون کے ہاتھ بھیجی ہونگی مگر وہ سب راہ میں ٹیپو سلطان کی فوج نے روک لئے۔ اب اس انگریزی لشکر میں مرہٹوں کے آجانے سے بیل و بہت سا غلہ آگیا اور سامان کی افراط
ہوگئی۔ مرہٹوں کا بازار دیکھا تھا۔ یہ ایسا بازار تھا۔ وہ کسی بڑے شہر کا نہایت عمدہ بازار معلوم ہوتا تھا۔ د
کی چیزیں جنسیں جس میں موجود تھیں۔ ایک طرف الماس کے ڈھیر تو دوسری طرف کانچ کی چوڑیاں۔ ایک جانب
اگر کشمیری شال ہے تو دوسری جانب گودڑ اور بچھونے بچھے ہوئے موجود ہیں کسی ایک طرف تمام انگریزی
اسباب کی دوکانیں لگی ہوئی ہیں سب سامان ولایتی موجود ہے۔ ایک طرف صرافوں کی دوکانوں پر
روپیوں کے ڈھیر لگے ہیں سارے ہندوستان کے سکوں کی چھان بین ہو رہی ہے۔ ادھر ترکی اسباب کی چمک دمک تو
غارت کردہ غنیمت نے دکھا رکھی تھی اور مغربی صنعت کی بہار تاجروں کی منفعت نے۔ بھیڑ بکری گائے
بیل مرغی اور کھانے کی جنس کی خشک بھی موجود ہیں۔ انگریزوں کے لشکر کو جو سامان رسد مرہٹے
پہونچاتے تو وہ بہت گران قیمت پر ان کے ہاتھ فروخت کرتے۔ مگر اس قحط زدہ لشکر کو یہہ بھی غنیمت تھا

(۱۰) ۱۰ جون کو انگریزی لشکر ہولی ہور درگ ستر میل پر پہونچا۔ یہہ قلعہ ایک پہاڑ پر
واقع تھا۔ ان شرائط پر قلعہ داروں نے قلعہ حوالہ کیا کہ لوگوں کے جان کا مال نہ لوٹا جا اور مرہٹوں کی دست اندازی
سے بچایا جائے۔ غرض ان باشندوں نے مدور کی سمت سفر کیا۔ انگریزی لشکر ان کی حفاظت کے لئے ساتھ
تھا اور وہ مدور تک ان کو بخیر و عافیت پہونچا دیا۔ مگر کہیں مرہٹا لوٹنے والا نظر نہیں آتا تھا۔ اسلئے
ان مسافروں کے افسر نے انگریزی افسر سے کہا کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں چلے جائیے ہم پہونچ جائینگے
مگر انگریزی افسر جس وقت ان کو چھوڑ کر چلا آیا اور مرہٹوں نے ان غریبوں کے سارے کپڑے لتے اوتروا لئے

اس قلعہ میں رئیس قیدی تہی عجیب مصیبت میں تہے۔ کوئی ایسی جگہ بند تہا کہ سیدہا کہڑا نہیں ہو سکتا تہا
کسی کی بازو ایسی پیچہے بندہی ہوئی تہے کہ وہ بازو کو ہلا نہیں سکتا تہا۔ غرض اس قید سے ہر قیدی کا کوئی نہ
کوئی عضو بیکار ہو گیا تہا۔ اس قلعہ کی فصیل ڈہا دی گئی اور سپاہ آگے چلی۔ اوسٹرا ڈروگ
ساونڈ بروگ کی قلعے راہ میں آئی قلعہ داروں سے کہا گیا کہ قلعے حوالہ کرو مگر اونہوں نے انکار کیا اونکو سر ہونا
بہی انگریزی لشکر نے مصلحت نہ جانا۔ ۱۱ جون کو لشکر بنگلور میں پہونچا۔ لشکر کے پہلے پہونچنے سے
تیاریاں دوسری مہم کی شروع ہو گئیں تہیں۔

مرہٹے جب انگریزی لشکر سے ملگئے تہے تو انہوں نے لارڈ کارنوالس سے کہا تہا کہ جب تک ہمارے روپیہ سے امداد
نہو گی ہم میدان جنگ میں نہیں ٹہہر سکتے۔ پہر بارہ لاکہہ روپیہ قرض لارڈ صاحب نے دیئے اور اسطرح دیکہ
اگر کوئی اور افسر دیتا تو معلوم نہیں کیا دیا ہے والی اوسکو آدمی ہاتہوں لیتے چین کو جہانا جاتے تہے۔
اونہیں ڈورا وتار کر اور نکالے روپیہ مدراس میں ڈہالکر دیا گیا۔ غرض انگریزوں کا اس مہم میں بہت زیادہ خطیر
خرچ ہو رہا تہا۔ اور مرہٹے باوجودیکہ غنیمت کے مال سے مالا مال ہو رہے تہے۔ مگر پہر بہی انگریزوں سے روپیہ
اونکے دشمن سے لڑنیکے لئے مانگتے تہی اور لارڈ صاحب کو بغیر روپیہ دیئے کوئی اور چارہ نہ تہا۔ اب پرشرام بہاو
اپنی فوج اور انگریزی سپاہ بمبئی کی لیکر سیرے کی طرف بڑہے تا کہ شمال مغرب میں معرکہ آرائی اور جنگ آزمائی
کریں۔ اور نظام کی سپاہ اسد علی کے ماتحت شمال مشرق کیطرف ہنگامہ کارزار گرم کرنے لگی۔ لارڈ کورنوالس
کی سپاہ سرنگاپٹن کی اور ملک کے وسط میں رہی تا کہ اپنے ملک کی حفاظت کرے اور دوسری مہم کے واسطے
سامان بہم پہونچائے۔ اور ایسے قلعے اور مقامات پر قبضہ کرے کہ جہاں کہانے پینے اور سامان ضروری کا
ٹہکانے سے رہے۔ مدراس سے سرنگاپٹن تک سلسلہ بند ہو جائے کہ جب دوسری مرتبہ سرنگاپٹن
کو آئیں تو عسرت غلہ کی پہلی مصیبت سر پر نہ آئے۔

اول لارڈ کورنوالس نے اوسور کی جانب جنوب مشرق کی طرف لشکر کی باگ موڑی۔ جب لشکر اس
مقام کے قریب ہوا تو اہل قلعہ نے اپنے تئیں حوالہ کر دیا۔ قلعہ توڑ دیا گیا۔ لیکن اہل قلعہ نکلتے وقت
اگر سپاہی گرفتار کئے تہے انہیں آگ دی گئی جاتے۔ اونکا حال معلوم ہو گیا تہا [illegible] مصیبت کرتا ہی یہاں قید سے ہو گئی

انہیں سے ہملٹن صاحب بہادر کی امید سے مایوس ہو کر اسیری میں صبر و شکر کیے راضی برضائے الٰہی بیٹھے تھے
باقی دو جیلخانہ سے قلعہ کو چلے گئے تھے۔ فوج میں اونکی ہم وطنوں کو غیرت اور غصہ دلاتی تھیں اوسکے لشکر پولی گار
اور اسی کوشش کر کے دکن کی طرف چلا۔ اثناء راہ میں بہت سے قلعے بغیر لڑے ہی ہاتھ آ گئے۔ اسی کوشش کی تسخیر میں
سواری بیشتر آ لگی۔ اس سواری اونمیں محصور تھے اور قلعدار کو اپنے حسن کی حصانت پر وہ ناز تھا کہ اوسنے حوالہ کرنے
سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ جو علاوہ اس پیغام صلح کو لیکر گیا تھا اوسے آپ بار دی۔ اوسکو یہ خبر نہ تھی کہ دشمن
کے پاس توپیں ہیں جو اقبال سر اونچا بنانی کرنے قفل شگرف اور دروازہ کشور ستانی کے واسطے کلید دل کشا ہیں
موجود ہیں۔ بیچ گوڑی پر بمباری تو یوں دو آ تو سے سپاہ دوڑا اور اہل قلعہ کو بجز حوالہ کرنے کے کوئی چارہ نہ رہا
چھوٹے چھوٹے قلعوں کی فتح تو قابل ذکر بھی نہیں مگر قلعہ نندی درگ کی فتح ایک کارنامہ ہے۔ یہ قلعہ ایک
کوہ بلند پر واقع تھا۔ کوئی سمت اسکی استحکام اور استواری سے باقی نہ رکھی گئی تھی۔ بجز گوڑی جو
ٹیپو قلعہ کشا تھیں اون پاس ایسی حصن حصین کے فتح کرنیکا سامان نہ تھا۔ اسلئے کمک منگائی گئی اور اوپر توپیں
آئیں۔ اکیس دن توپیں کھا کر اور باکرو دو شگاف فصیل میں ڈال گئے۔ ایک اونکی فصیل میں اور
دوسرا باہر کی فصیل میں۔ لورڈ کورنوالس بھی قریب آ گئے تھے۔ اونہوں نے رات کو حملہ کرنے کا حکم دیا غرض
۱۹ اکتوبر ۱۷۹۱ع کو حملہ ہوا۔ گو دشمن ذرا دلیرانہ ثبت ساتھ لڑا مگر ایک نقصان انگریزی لشکر کا
نہیں ہوا۔ ایسا کہ ٹیپو کے پیچھے لشکر کا بے زبان ہوا ملک مدد جھٹ کالقشہ تھا جو لوگ چھپے تھے
اونپر یہ پتھر اوپر سے گراتے تھے تو اپنی ساتھ اونکو انکا لے ہوئے نیچے لیجاتی تھے اور یہیں کر لڑائی کا خاتمہ
تھے۔ لورڈ کورنوالس خود بھی اس لشکر کے ساتھ شامل ہو گئے۔ پہلے اسکے حملہ شروع ہو محصورین کا ایک
گروہ اپنی سپین حوالہ کرنے کے لیے بیتاب تھا۔ بعضے انہیں میں سے دیواروں پر سے اوتر کر پہاڑ پر اور جنگل میں
بھاگ گئے۔ کچھ بتخانہ کے اندر پناہ گزین ہوئے۔ وہ وہاں پکڑے گئے۔ ہم قلعہ دار کو اضطرار ہوا نام اس قلعہ دار کا
لطف علی بیگ تھا۔ وہ ایک بڑے رتبہ کا آدمی تھا اور حیدر علی اوسکی قدر و منزلت کرتا تھا۔
ارنی کی لڑائی میں اوس سے قصور ہوا تھا جسکے سبب معتوب ہو کر ایک ورا افسر کے سپرد ہوا تھا کہ اوسکو
سخت جسمانی سزا دی۔ اس افسر نے کا شک لطف علی کی بدنسلی لگا کہ جس سے نشان سیاہ دو برہمنوں کو دکھایا گیا

حیدر علی کے سامنے شہادت دلادی کہ وہ خوب بشاش بدن پر نیل پڑ گئے ہین۔ مگر مشرقی امرا کی شان میز
یہہ کہا گیا ہے کہ گاہی بسلامی بر نجند گاہی بدشنام خلعت دہند۔ نہ کچھہ مہربانی کا قاعدہ ہے نہ نامہربانی کا
دستور ہے اکثر مہربانی اور نامہربانی دونو غلط ہوتی ہین۔ پہر لطف علی بیگ کے حال پر لطف ہوا۔
اور وہ وکیل بنکر قسطنطنیہ بہیجے گئے اور وہان سے مصر جانیکا ارادہ کیا مگر سلطان روم کی نظر
مین وہ کچھہ جچا نہین اسلئے پانچ برس بعد جیسے گئے تہے ویسے ہی آئے کچھہ کام بنا کر نہ لائے بیس لاکہہ روپیہ خرچ کرائے
اور کئی سوا اپنے ہمراہیون کو وبا کے ہاتہہ سے منزل آخرت پر پہونچا آئے۔ اور ایک عمدہ سفرنامہ دفتر میسور مین
داخل کرنے کے لئے بنا لائے۔ اب انہون نے اس قلعہ کو بہی حوالہ کر کے اپنے ہمیشہ کی ناکامیابیون کی تعداد
ایک کا عدد اور زیادہ کر دیا۔ میسور کی ریاست مین سب سے زیادہ مستحکم اور استوار یہہ قلعہ تہا جو انگریزون کو
یون ہاتہہ لگ گیا۔ جب یہہ قلعہ فتح ہو گیا تو کرنل میکزویل کے ماتحت ایک دستہ سپاہ بارہ محال
بہیجا گیا یہان باقر صاحب جنکے باپ قلعہ دار وار کے میدان جنگ مین قتل ہو چکے تہے بڑی شورش
برپا کر رکہی تہی غرض اس سپاہ کے پہونچنے سے یہہ تہی کہ وہ اس ملک کو دشمنون سے صاف کر دے کہ سامان رسد
کی راہ مین کوئی خار راہ اور سنگ راہ نہ رہے۔ یہہ قلعہ جلدی سے ہاتہہ آگیا اور باقر صاحب چلا گیا کرنل
صاحب کشن گڈہی پر متوجہ ہوئے تاکہ دشمن کی غارتگری کے واسطے کوئی کمین گاہ اور مامن نہ رہے
انگریزی لشکر نے حملہ کیا مگر بہت نقصان اوٹہا کر واپس آنا پڑا۔

میجر کوپ پیج صاحب کے سپرد یہہ کام ہوا تہا کہ ضلع کوانبتور مین قلعہ کوانبتور اور پالی گہاٹ کو
با حفاظت درست کرین اور انکو دشمنون کے ہاتہہ سے بچائین۔ کوانبتور کے قلعہ مین تو جان مقابلہ
کرنے کی تہی نہین اسلئے توپین اور تمام اسباب پالی گہاٹ مین میجر صاحب لیگئے لفٹنٹ شامز کو
کوانبتور مین چہوڑ گئے۔ انہون نے تین لمبی توپین پڑی ہوئی تہین انکو کام کا بنا کر قلعہ کوانبتور
پر چڑہا دین۔ اور پانچ سو گولی میجر صاحب سے چلتے وقت لیلی غرض اپنے نزدیک انہون نے ایسا سامان
کر لیا تہا کہ اگر قلعہ پر حملہ ہو تو چند روز اوسکا مقابلہ ہو سکے پہلے تو فقط یہہ خیال ہی تہا کہ دشمن کا
حملہ ہوگا اب اوسکا وقوع بہی ہوا۔ دشمنون کے دو ہزار پیادون اور بہت سے سوارون نے اور آٹہہ توپون نے آکر

قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں قلعہ میں ایک بیش نوہ پاسی تھے جنمیں آدھے تو محاصرہ ہوتے ہی رفوچکر ہوئے۔
اور جو باقی رہے وہ سرکش تھے کہا نہیں مانتے تھے۔ اب دشمن نے مورچے جا کر حملہ کیا شامز صاحب نے جہانتک
شجاعت اور عالی ہمتی کا اقتضا تھا کئی مہینے تک مقابلہ کیا پالی گھاٹ سے کمک بھیجی گئی۔ اتنے میں
قمر الدین خان ایک لشکر عظیم آٹھ ہزار پیدل اور چودہ توپیں اور چار غبارے لیکر آن موجود ہوا۔ کوٹ چیمم
صاحب تین پلٹنیں سپاہیوں کی جنمیں دو ہزار دو سو گوروں کی دو پلٹنیں اور چھ میدانی توپیں تھیں لیکر محاصرین کے
دفع کرنے کے واسطے چلے قمر الدین خان نے صاحب کو روک دیا گو ایک دو پراولے شکست کھائی اور
وہ مجبور ہو کر پھر پالی گھاٹ کو چلے گئے اور قمر الدین نے پھر آکر کوئمبٹور کا محاصرہ کر لیا قلعے کے اندر شامز
صاحب اور … جنسیں … ایک ہی دن تھی ہوئے۔ اس محاصرہ کا بیان تاریخ میں لکھنے کے قابل نہ تھا مگر فقط
شامز صاحب نے جس دلیری و دلاوری سے مقابلہ کیا اوسکے سبب سے وہ قابل بیان ہو گیا غرض صاحب نے لاچار
ہو کر اس شرط پر حوالہ کیا کہ وہ پالی گھاٹ پہنچا دیے جائیں۔ مگر اس شرط کا ایفا نہ ہوا۔ اور یہہ عذر پیش
ہوا کہ سلطان کی منظوری اس شرط کے … آئی تھی سب قیدی ہو کر سری رنگ پٹن گئے۔ بنگلور
اور سری رنگ پٹن کے درمیان سنگستان اور درختستان بنگلور کے پاس سے دریائے مدور (?) تک پھیلا ہوا ہے
غرض یہہ ملک خود ہی انگریزی لشکر کی سد راہ تھا۔ اور پھر راہ میں قلعہ ساون درگ غضب تھا
اس قلعہ کے سبب دشمن سری رنگ پٹن اور بنگلور کے درمیان آمد و رفت بند کر سکتا تھا جب لارڈ
کورنوالس نے بنجاروں (?) سے اناج کے سرانجام کرنے کے لیے کہا تو انہوں نے کہا کہ اگر یہہ قلعہ دشمنوں کے ہاتھ
میں رہیگا تو ہم آگے اناج کے پہنچانے کا وعدہ نہیں کرتے ہیں اوسکا حصار آدھ میل اونچے پہاڑ پر
واقع تھا اوسکے قاعدہ کا محیط آٹھ میل تھا اور اوسکے گرد خارستان اور جنگل جھاڑی کوسوں
تک تھا پھر اوسکے گرد بانسوں کی باڑ غرض ایک تو وہ خود قلعہ خدا آفریں تھا۔ پھر اوسپر انسان کی
صنعت نے اور اوسکو مستحکم کر دیا تھا۔ دیواریں فصیلیں برج بارہ سب سمت تھے پھر پہاڑ کی حصوں میں تقسیم
تھا بیچ میں اوسکے خلا تھا۔ اور چوٹی کے اوپر اوسکے ایک قلعہ بنا ہوا تھا۔ اگر حصہ زیرین دشمن لے بھی لے
تو حصہ بالا اپنا وسکے واسطے خوب تھا غرض وسکا لینا دو مستحکم مستقل قلعوں کی برابر تھا۔ اگرچہ اس قلعہ کی

اسکا نام اسکی فتح سے انگریزوں کا جی چھوڑواتا تھا۔ مگر انہوں نے اور مستحکم قلعے جنکو شش ولاد ہندوستانی
سمجھتے تھے۔ اور یہہ جانتے تھے کہ آدمیوں سے وہ فتح نہیں ہونگے۔ البتہ دیوتا جن لوگ تو فتح ہوں انگریزوں نے
اونکو تسخیر کر لیا تھا اسی لئے اس قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے جرات ہوئی۔ اس قلعہ کی فتح کرنے کا کام
کرنیل سٹوورٹ کو سپرد ہوا سات ہزار دست توپخانہ اور دو پلٹنیں گوروں کی اور تین ہندوستانی جب
اونکے سپرد ہوئیں اور باقی سپاہ واسطے مقرر کی گئی کہ وہ سب رستے سری رنگ پٹن کی طرف سپاہ کے
آنیکے بند کردے۔ ۱۰ دسمبر ۱۷۹۱ کو کرنیل صاحب پہاڑ سے تین میل پر تال کی جانب خیمہ زن ہوئے انجنیر دون
نے دیکھ بھال کر یہی تجویز کیا تھا کہ یہی جانب حملہ کرنیکے لئے اچھی ہے خیمہ گاہ سے پہاڑ تک توپوں کے
لیجانیکے لئے راہ بنانی سخت دشوار کام تھا بانسوں کے بڑے بڑے درخت جھاڑی اور خارستان سے
تمام راہ گھری ہوئی تھی اور اس محنت و مشقت پر آب و ہوا کی فساد کے سبب سے وبا کا اور اندیشہ تھا جب ٹیپو
سلطان نے یہہ سنا کہ انگریزوں نے اوسکے فتح کا ارادہ کیا ہے۔ تو اوسنے اپنے نوکروں کو مبارکباد دی کہ
انگریزوں کی دیوانگی دیکھتے ہو کہ کس قلعے کو فتح کرنے کو ہیں جسمیں قطعی اونکو شکست ہوگی۔ اور آدھی
گوروں کی سپاہ تو بیماری اور وبا سے مر جائینگے اور آدھی سپاہ حملہ میں ماری جاوینگے۔ مگر اس قلعہ
کا فتح کرنا تو انگریزوں کی فرزانگی تھی اور یہہ خیال سلطان کا دیوانگی تھی۔ ۱۷ دسمبر کو مورچے ہزار اور
سات سو گز کے فاصلہ پر جمائے پھر توپوں نے دہوئیں کی کالی گھٹا اوٹھائی اور زور تلکون بجلی چمکائی
اور گولوں کا پہاڑ پر مینہ برسایا۔ گولوں کا اثر اس سبب سے کم ہوا کہ دیوار بڑے بڑے پتھروں کی بنی
ہوئی تھی اور نیچے کے پتھر اوسکے پہاڑ سے لوہے سے جوڑے گئے تھے ۱۹ کو ایک اور توپخانہ اوپر لگایا تھا
اب ڈھائی سو گز کے قریب لیواسی ہوگئے تھے اور دیوار شق ہو گئی ۲۰ کو حملہ کا حکم دیا تھا بانسوں کے
درختوں کا گھن جو راستہ بنانیکے لئے دشواری پیش کرتا تھا اب اسکا پاس پہنچانیکے واسطے ایک فقط کتا ہوگیا
ان درختوں کی آڑ میں اور پہاڑوں کی کہوؤں میں سپاہی ایسے فاصلہ پر کمین گاہ
بنایا گیا لفٹنٹ کرنیل نسبٹ کو حکم ہوا کہ چار مختلف مقامات سے حملہ کریں گیارہ بجے پر حملہ ہوا اہل قلعہ
بھی پہلے دشمنوں سے لڑنیکے لئے اوترے مگر جب دیکہا کہ لشکر دیوار کی دراڑ میں سے اندر آگیا ہے تو

ہوش خطا ہوئے۔ اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ غرض مشرقی پہاڑی تو فتح ہوئی۔ کرنیل مولنتن صاحب بی
پہاڑی فتح کرنے کے لیے مقرر ہوئے تہے اونہیں بڑی بڑی دقتیں پیش آئیں۔ مگر وہ سب آسان
ہوگئیں اور یہہ قلعہ ایک گھنٹہ میں ہاتہہ آگیا۔ اور تمام دقتیں اوسکی متانت اور حصانت کی ختم
ہوگئیں اور پہر سننے میں نہ آئیں۔ انگریزون کا ایک آدمی بہی نہیں مرا فقط ایک زخمی ہوا۔ ساوندرگ
کا بہائی ایک دوسرا قلعہ اوتراڈروگ تہا۔ جب قلعہ دار سے کہا کہ ابہی میں خیریت ہے کہ قلعہ حوالہ کرو
تو اوسنے کہا کہ جب تک تم سری رنگ پٹن نہ لے لوگے میں یہہ قلعہ نہ دونگا۔ پہر اوسکے بہل سماجت
کے ساتہہ کہا گیا اور علم صلح بہیجا گیا۔ جو افسر ساتہہ گیا تہا اوسکو اہل قلعہ نے پاس آنے کا اشارہ کیا
وہ ساتہہ گئے قریب پہنچا تو اونپر بندوقون سے گولیان ماریں۔ افسر بچ گیا پہر اس قلعہ پر حملہ ہوا اور
انگریزون کی سنگینون کے خوف سے دشمن پہاڑیون سے گر گر مر گئے۔ ایک طرح کی موت سے بچے دوسرے
طرح کی موت میں پہنسے۔ آگ سے بچے پتہرون سے مرے۔ غرض انگریزون کی ہیبت نے اس قلعہ کو آسانی
سے فتح کرادیا۔ لارڈ کورنوالس کے لشکر نے تمام وہ قلعے جو کسی طرح مدراس لشکر کے سری رنگ پٹن کے
جانے میں ہوتے اور سامان رسد بہم پہنچانے میں سنگ راہ بنتے فتح کرلئے۔ مدراس سے بہی لشکر اون پاس
آگیا۔ دشمن کے ملک سے بنجارے پچاس ہزار بیل اناج کے بہر کر ساتہہ ہو۔ ان بنجارون نے وہ کام کیا جو
ایک لشکر عظیم بہی نہ کر سکتا تہا۔ اونکو قیمت اناج کی ٹیپو سلطان کے لشکر میں نہیں ملتی تہی اور حاکم اونپر
جبر اور قہر بہت کرتے تہے اسلئے وہ یہاں آگئے۔ یہہ بنجارے بہی جب اسباب لاد کر چلتے ہیں تو ایک لشکر معلوم
ہوتا ہے سب ہتیار بند ہوتے ہیں۔ کوئی حملہ کرے تو مارنے مرنے کو بہی موجود ہوتے ہیں۔ غرض اسی ملک کا
وحشیانہ پن ثابت ہوتا ہے کہ تاجر سپاہی بن کر اپنا اسباب کہیں لیجا سکتا تہا۔ اب نظام کی فوج
کا حال سنئے کہ گورم کونڈا کے محاصرہ میں مصروف تہے۔ توپخانہ نظام کا اس کام کا نہ تہا کہ اوس کے
حصہ زیرین کو فتح کرتا۔ اسلئے لورڈ کورنوالس نے توپیں اوسکے فتح کرنے کیلئے بہیجیں۔ غرض نظام کی
فوج سے جب تک کچھ نہ ہوسکا۔ کپتان ریڈ صاحب انگریزی سپاہ لیکر آئے۔ اونہوں نے دو روز کے عرصہ میں
قلعہ زیرین فتح کر دیا۔ بعد اس فتح کے نظام کا ایک بہاری لشکر مشیر الملک نظام لیکر آئے۔ وہ اپنی

سپاہ کا بڑا حصہ اور انگریزی سپاہ کو ساتھہ لیکر لارڈ کورنوالس کے لشکر سے ملنے چلے اور قلعہ زیرین کی حفاظت کے واسطے تہوڑا سا لشکر چھوڑ گئے۔ مگر دسمبر ۱۷۹۱؁ع کو سلطان ٹیپو کا بڑا بیٹا کورم کونڈہ میں بارہ ہزار سوار اور پیدل لیکر آیا۔ اور اوسنے پہر نظام کے لشکر سے یہہ قلعہ زیرین لے لیا اور سپاہ قلعہ بالا کی کمک کے لئے چھوڑ کر پہر سری رنگ پٹن کو چلا گیا۔

اب مرہٹوں کے لشکر کا حال سنئے کہ جب لارڈ کورنوالس سے پرس رام بہاؤ اپنا لشکر لیکر رخصت ہوا اور اپنے ساتھہ انگریزی سپاہ بہی کپتان لٹل کے ماتحت لیکر چلا تو قلعہ دورادروگ پر پہونچا۔ بہاؤ سمجھتا تہا کہ وہ آسانی سے فتح ہوگا۔ مگر بہاری پتہر نکا جوم کر چھوڑ دیا۔ کئی دفعہ حملہ کیا مگر ناکامیاب رہا تو آگے سفر کیا اور چتل ڈروگ میں پہونچا۔ اس مقام کو دیکہا بہالا تو معلوم ہوا کہ وہ نہایت مستحکم اور استوار ہے اور اسپر آباد شوار ہے اسلئے قلعہ دار کو پہسلایا اور بہت کچہہ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر قلعہ دار نے اپنی ایمانداری کے سبب سے یا اسلئے کہ اوسکا سارا گہر بار سری رنگ پٹن میں تہا بہاؤ کے پیغام پر لعنت بہیجی۔ بہاؤ کی عادت تہی کہ جب ایسی اوسکو مایوسیاں ہو گئی تہیں تو وہ لوٹ مار ہی کو غنیمت سمجہا کرتا تہا کچہہ دنوں علالت مزاج کے سبب سے توقف کیا اور پہر ۱۸ دسمبر ۱۷۹۱؁ع کو لشکر لیکر آگے بڑہا۔ اور سیمولی ادنور پر پہنچا۔ اوسمین پانچ سو آدمی تہے مگر ان کے مغرور نے مقابلہ میں ذرا بہی ہاتہہ پیر نہ ہلائے۔ اور بے دست و پا ہو کر اپنے تئین کپتان لٹل اور لفٹنٹ مور کے حوالہ کر دیا۔ ان دونوں صاحبوں نے چاہا کہ مرہٹوں کی لوٹ سے یہہ قلعہ بچے۔ اسلئے دروازہ بند کر دیا۔ زینے بہی علٰحدہ کر دئے۔ مگر مرہٹے ایسے اوستاد تہے کہ کہیں نہ کہیں سے ڈہب لگا کر قلعہ مین گہس آئے اور حشرات الارض کی طرح سب جگہہ پہیل گئے۔ کہ دن کو ایسا صاف کیا کہ پہر رحمت جاروب کو جانے نہ دی۔ اسپر انگریزون نے بہی اپنی سپاہ کو لوٹنے کا حکم دیدیا۔ اسپر بہاؤ نے انگریزی سپاہ کو حکم دیا کہ قلعہ سے باہر چلے آئیں۔ چونکہ سپاہ اوسکی زیر حکم تہی۔ اسلئے ناچار سپاہ کو خالی ہاتہہ آنا پڑا۔ غرض جو شکار انگریزون نے کیا تہا اوسکو بہاؤ نے کہایا۔ اور اوسمین حصہ بہی نہیں دیا یہہ مرہٹوں ہی کا کام تہا کہ دوسرے کے شکار پر اپنی تلوار چلائیں۔ ایک بٹ اگرچہ انگریزون کی حمایت مین تہا۔ مگر اس رذیلے مین ایک نوجوان لڑکی کی دگہ ہو جانے سے اوس گہر مین کہلم کہلا پڑ رہا تہا۔ ایک

انگریزی افسر نے اوس لڑکی کو تلاش کر کے گہر پہونچا دیا تو اسپر پرسرام بہاؤ نے اپنی لشکر اور انگریزی
سپاہ پر بڑا افتخار کیا کہ یہہ کام نہایت نجابت اور اشرافت کا ہے اور تاکید کی کہ تمام سپاہ اور افسرون کو ہمیشہ عورتون
کی ناموس اور عزت کا خیال رکہنا چاہئے۔ آئندہ اس حکم کی تعمیل سپاہ نے خوب کی۔ کبہی عورتون کی عصمت
مین فرق نہین ڈالا۔ پہر یہہ لشکر جنوب مغرب کی سمت شمی گا پر پہونچا۔ ٹیپو سلطان نے اپنی سپاہ ضلع
بیدنور مین جمع کر رکہی تہی۔ اور جس مین سے کچہہ سپاہ لیکر رضا صاحب یہان آگیا تہا۔ کوئی کہتا ہے کہ
گیارہ ہزار سپاہ تہے کوئی کہتا ہے سات ہزار سپاہ تہے وہ ایک جنگل مین مقیم تہا دس توپین تہین اور یہہ ارادہ تہا
کہ انگریزی اور مرہٹون کے لشکر پر قلعہ سے اور اس لشکر سے ایک ہی دفعہ لڑنا چاہئے۔ مگر جب یہہ مرہٹونکو
معلوم ہوا تو ایک ہزار سپاہ انگریزی اور چار ہزار مرہٹون نے خود اوسپر حملہ کیا۔ مگر وہ ایک ایسے قلب مکان
مین مقیم تہا کہ مرہٹونکو تو ایسی شکست ہوئی کہ پہر وہ دشمن کے آگ کے سامنے اتنی دیر بہی نہ ٹہرے
جتنی دیر کوئی آگ لینے جاتا ہے سارا کام انگریزی لشکر کے سر آپڑا۔ کپتان لٹل نے بڑی دلاوری اور مردانگی
سے میدان جنگ مین قدم جما کر دشمن کو پیچہے ہٹایا۔ اور تین توپین اوسکی چہین لین اور پانچ میل تک
تعاقب کیا اور باقی سات توپین بہی لے لین اور رضا صاحب کے سارے لشکر کو پراگندہ اور پریشان کر دیا
انگریزی لشکر دشمن کے مارنے مین مصروف تہا اور دشمن اپنی جانین بچانے مین مارا مارا پہرتا تہا۔ مرہٹون کو
دشمن کے خیمے صاف کرنیکے لئے بے تکلف موجود تہے۔ انکو بسیار بیقدر ملکیتی کا ایک عمدہ پستول دو روپیہ کو بکتا تہا۔ انگریزی ایکہزار
لشکر نے اپنے دس گنے لشکر کو شکست دی اسلئے یہہ فتح بہی انگریزی تاریخ مین ایک کارنامہ گنا جاتا ہے۔ کپتان لٹل صاحب اس طرح
رضا صاحب کی سپاہ کو تباہ کر کے قلعہ شمی گا کی تسخیر پر متوجہ ہوئے۔ توپین لگائی تہین کہ اہل قلعہ نے کہا کہ ہم مین
قلعہ داری کی طاقت نہین ہے اپنے تئین حوالہ کرتے ہین۔ وہ مرہٹون کی دغابازی اور بدایمانی سے خوب واقف
تہے اسلئے اونہون نے یہہ شرط پیش کی کہ ہم کو انگریز اپنی حمایت و حفاظت مین رکہین۔ یہہ شرط قبول ہوئی
جب تک انگریزون کا سایہ اونکے سر پر رہا سب سے غریب خوش و خرم رہے۔ مگر جونہین انگریز وہان سے ہٹے مرہٹے
اونپر لوٹ کے لئے ٹوٹ پڑے۔ پہر تو یہہ نوبت اونکی پہونچا دی کہ بڑے بڑے افسر اپنے گہر بیچ کر گذران کرتے
تہے چہوٹے افسر انکو مرہٹے کہانا دیتے تہے مگر اونکے بیرون کی بیڑیون کی جہنجہن کی آواز سنتے ہی پس ایسے معالے

مرہٹوں کی انسانیت کا اندازہ کرلو۔

پورش رام بہاؤ کو لارڈ کورنوالس کے لشکر سے ملنا چاہیے تھا مگر اب وہ کپتان لٹل سے کہا کہ بیدنور کو فتح کر دیجیے۔ مگر قمر الدین خان لشکر سلطانی لیکر آگیا تھا اور اوسنے شمی گا کو دوبارہ اپنا لیا اسلئے بہاؤ جی بھی کے مارے سیدھے لارڈ کورنوالس کی طرف چلا آیا سمجھ گئے کہ اور فتوحات سے کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوگا۔

(۱۱) اب ہم لشکر کورنوالس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ اوت راڈروگ میں بہاؤ اور فوج نظام کے لشکر کا منتظر تھا جب طرح سے ساز و سامان درست ہوگیا تو پہلے روز ہندوستانی امراء کو لشکر انگریزی کی شان و شکوہ دکھائی گئی جسکو وہ دیکھ کے متحیر ہوگئے مگر یہ حیرت انکی ایسی تھی جیسی کہ بچوں کو ہوتی ہے کبھی ایسا مرتب آراستہ و پیراستہ لشکر انگریزی پہلے نہ دیکھا تھا۔ وہ سادہ ہاتھیوں پر سوار تھے اور انگریزی جرنیل گھوڑوں کی پیٹھ پر تھے۔ ظاہر میں یہ پستی اور بلندی کا فرق تھا مگر باطن میں حقیقت شناس جانتے تھے کہ میدان جنگ میں گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھنا کام آتا ہے اور ہاتھی پر چڑھنا حماقت جتلانا ہے۔ لشکر مرتب ہوکر انکو یوں دکھایا گیا تھا لیکن اول تو ہاتھی خزانہ سے معمور ہو رہے تھے ساتھ ہی بیل بنجاروں کے اناج سے لدے ہوئے ہزار ہا سواری نظام میں بھاری توپوں کی پیادہ و میدانی توپیں اور سوار بھی ضروری تھے۔ اسکو یہ انتظام بولی ڈروک تک دیا۔ اور خود ... کو اس میں منع ... جو سری رنگ پٹن کے سامنے شمال مشرق کی جانب ہے۔ لشکر ... کو ... دار السلطنت سے ... ہوا دریا کاویری کے ... جزیرہ سری رنگ پٹن کے محاذی ایک بڑا قطعہ زمین تھا وہ جھاڑ اور جنگل سے گھرا تھا وہ گویا دار السلطنت کی سرحد تھا۔ اسمیں سوار کا گذر نہ تھا۔ شمال کی جانب میں ایک حالت میں ٹیپو کی سپاہ تھی اسمیں بہت سے مورچے بندی ہو رہے تھے۔ ایک مورچہ بلندی پر تھا۔ وہ نہایت سخت تھا۔ اور بہت سی ایسی عمارتیں بنائی تھیں کہ وہ سپاہ کے ... درست ... بھی ہو سکتی تھی۔ اور اسکے سامنے ایک لین میں سو بھاری توپیں چڑھی ہوئی لگی تھیں۔ قلعہ ... دوسری لین تھی۔ وہاں تین سو توپوں سے کم نہ لگی ہوئی ہونگی۔ لارڈ کورنوالس خود ... فروری کی ...

توپون کے دشمن کر تمام کامون کو خود دیکھنے گئی۔ بیدل در گروہ اوسکا دیکھہ کر رفیقون کی سیاہ رنگ رہ گئی کہ یہ انگریزی جنرل خود سطرح بے خوف و خطر چلا گیا جیسے کوئی ادنی کپتان جاتا ہے۔ غرض دوسری شام کو جب سب سارا لشکر لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ ساڑھے آٹھ بجے سفر کا حکم ہوا۔ چاندنی رات تھی سپاہ چپ چاپ چلتی تھی۔ لشکر کے تین حصے ہوئے۔ میسرہ میں دو گوردن کی پلٹنیں اور پانچ ہندوستانی پلٹنیں تھیں اور جنرل میڈوز اوسکے افسر تھے۔ قلب میں تین گوروں کی پلٹنیں اور پانچ ہندوستانی پلٹنیں۔ اور سپہ سالار لارڈ کورنوالس تھے۔ میمنہ میں ایک گورہ کی پلٹن اور تین ہندوستانی پلٹنیں کرنل میکسویل کے ماتحت تھیں۔ ہر ایک لشکر کے ذمے ایک کام متعلق تھا۔ سلطان ٹیپو بھی شام کا کھانا کھا کر سوار ہوا۔ اس حملہ کی خبر اوسکو چند دن پہلے دی تھی۔ اول اوسکو یقین کرنے میں تامل ہوا۔ مگر آخر کو یقین ہوا۔ لڑائی پر وہ مستعد ہوا۔ تیز حکم اوسنے بھی اپنی جلادت اور شجاعت کو دکھایا۔ اگرچہ انگریزی شہامت اور صولت کے آگے پست ہوا۔ صبح ہوتے تک تمام میدان پر انگریزون کا قبضہ ہو گیا۔ ۵۳۰ آدمی مقتول ہوئے اون میں ۳۶ افسر تھے۔ ٹیپو سلطان کے چار ہزار سپاہی ضائع ہوئے۔ غرض اٹھتالیس گھنٹے میں سری رنگا پٹن کا دو طرف سے محاصرہ ہو گیا اور دشمن کا لشکر شکست پاکر تتر بتر ہو گیا اور انگریزی لشکر ظفر پا کر دریا کے اوس پار ہو گیا۔ اب باوجود محاصرہ کی تیاریاں ہونے لگیں۔ مشرق کی طرف ایک بہشت تھا اوس میں ایک باغ تھا جس میں حیدر علی کا مقبرہ تھا۔ درخت سب عالیشان تھے۔ اونپر انگریزون کا سیاسی جال اٹر رہے تھے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہی درخت کہ جنکے پہلو سے جو لوگ تنومند اور جنکے سایہ سے بہرہ مند ہوتے تھے آج اونھیں کا شجر حیات کاٹنے کے لئے اونکی ٹہنی اور تنہ در شمشیر کاٹ رہے تھے۔ ہر روز بڑی تک انگریز اسی فکر و تدبیر میں تھے کہ شہر اور قلعہ کو فتح کریں۔ ٹیپو نے کوئی اپنی جسمی دریا دلی کی نہیں دکھائی سوا اسکے کہ بیفائدہ تفنگ و بندوق باد ہوائی چھوڑتا رہا اور توپون پر بارود گولہ بیکار رائیگان کرتا رہا۔ اور اونکے دہوئیں کو اپنی آنکھون کا پردہ بناتا رہا کہ دشمن جو کام چاہیں کریں اوسکو نظر نہ آئے۔ دشمنوں کو نقصان پہنچانیکے لئے جو کام کیا وہ اونکے فائدہ کا ہو گیا۔

ابتدائے خواہش صلح ٹیپو

(۱۲) اب سلطان نے صلح کا ارادہ دل میں مصمم کر لیا۔ جان لیا کہ دشمنوں سے لڑائی میں عہدہ برآ نہ ہو سکونگا اگرچہ وہ ایسی پیغام بہت سے لارڈ کورنوالس سے کر رہا تھا۔ مگر آخر کو جواب غصہ سے لارڈ صاحب نے یہہ دیا تھا

گرکو انگشور مین جو تم نے نقض عہد کے انگریز گرفتار کرلیے ہین اونکو بہیجدو تو مین اپنے سفارش صلح کے باب
مین مشورہ کرونگا۔ اب ٹیپو نے کپتان شامرز اور دیش صاحب کو پہر بلاکر پوچہا کہ تم لارڈ صاحب کے رشتہ دار ہو
اونہون نے جواب دیا نہین پہر پوچہا کہ کوئی جلیل القدر عہدہ رکہتے ہو اونہون نے کہا کہ نہین۔ غرض پوچہنے کی
یہہ تہی کہ اگر ایسا ہوگا تو زیادہ تر اونکا پاس خاطر ہوگا۔ پہر کپتان صاحب سے ٹیپو نے پوچہا کہ تم گورنر جنرل
سے ملاقات کرسکتے ہو اور سیر کپتان صاحب نے کہا کہ ہان تو اونہون نے ایک خط دیا اور دو شال اور پانچ سو روپیے
دیئے اور کہا کہ باقی اور اسباب تمہارا پیچہے بہیجا جائیگا تم جاکر میری طرف سے اور دوستی کا معاملہ لارڈ صاحب کو
اور سیر کپتان شامرز نے کہا کہ مین بسر چشم یہہ خطوط لارڈ صاحب کے پاس پہونچا دونگا مگر اس سے زیادہ کسی اور
کام کی توقع مجہسے نہ رکہئے۔ ٹیپو سلطان نے کو انگشور کے قیدیون کے باب مین یہہ عذر کیا کہ قمر الدین نے فقط
یہہ اقرار کیا تہا کہ مین سلطان سے سفارش کرونگا۔ غرض ایسی باتون مین ٹیپو سلطان دوستانہ تہا۔
بات کا بتنگڑ بنا لیتا تہا۔ ان قیدیون کے ہاتہ اونسے صرف یہہ پیغام بہیجا کہ مجہے اجازت دیجئے کہ میرے وکیل انگریز
مصالحت کے باب مین گفتگو کرین۔ اب جبکہ یہہ پیغام صلح لیکر کپتان شامرز اور دیش کو بہیجا ہے
اوسی روز ایک جتہا ہوا دستہ سوارونکا لارڈ کورنوالس کے مارنیکے لیے روانہ کیا۔ یہہ سوار انگریزی لشکر مین
چلے آئے اور وہ نظام کے سوار سمجہے گئے جب وہ لوگون کے پاس آئے تو اونہون نے ایک ترجمان سے پوچہا کہ لارڈ صاحب
کہان ہے۔ اونسے ایک بڑے صاحب کرنل ڈف کے خیمہ کو بتا دیا۔ وہ اس خیمہ کی طرف لپکے اور یہہ سمجہ کر لارڈ
کورنوالس یہی ہین ہر رستے مین جو روکنے آیا تو اونہون نے مار ڈالے۔ آخر مین وہ گرفتار ہوئے اونکا قتل ہوا
پہر لوگون کو معلوم ہوا۔ ہندوستان کے کچہ بات کہہ بہت سے سلطان ٹیپو کا یہہ کام اوس فریب و دغا سے
خالی نہ تہا۔ اس سبب سے لارڈ کورنوالس کو اپنی جان کی اور زیادہ حفاظت کرنی پڑی۔ پہلے بہی ایک
دفعہ ٹیپو سلطان کے لشکر کے تین سوار ایسے شب گشت مین بدست آئے تہے کہ اونہون نے لارڈ کے مارنیکا
قصد کیا تہا۔ اب ۱۶ فروری ۱۷۹۲ء جنرل ابرکرومبی بہی اپنا لشکر لیکر لارڈ کورنوالس سے
آن ملے۔ اور محاصرہ سرنگاپٹن مین سرگرمی ہوگئی۔ اس کی دشوار گذاری سے اونکے لشکر کو محنت
اور مشقت اٹہانی پڑی۔ لارڈ کورنوالس نے ٹیپو سلطان کو اجازت دیدی کہ وہ اپنے وکیلون کو صلح کے لیے

ان ہنگاموں کے سبب سے انگریزوں کی طرف سے آمادگی اسباب محاصرہ کی تدبیر میں کوئی تقصیر نہیں ہوتی تھی اور ٹیپو سلطان
کی طرف سے اپنی حراست و حفاظت میں کوئی بات فروگذاشت نہ ہوتی تھی قلعہ کی شکل مثلث کی سی
تھی اور اوسکے دو ضلعوں کی طرف دریا کی دو شاخیں بہتی تھیں تیسرا ضلع جزیرہ کی طرف تہا۔ وہ برج
اور بارہ دری بہت درست تہا۔ اوسکے گرد خشتی فصیلیں بہت چوڑی تھیں اور ایک دوسرے سے بڑا فصل رکھتی
تھیں اور اون پر بہت کچھ عمارتیں دشمنوں کے روکنے کے لئے بنی ہوئیں تھیں۔ ایک گہری خندق اوسکے
گرد تھی اور اوس پر تختوں کے پل لگے ہوئے تھے کہ جب چاہو لگا لو جب چاہو کھینچ لو غرض قلعہ کی سنوار
اور صناعت میں اہل یورپ کی تمام صنعت ٹیپو سلطان نے خرچ کرائی تھی۔ مگر اب وہی لوگ جنہوں نے
اوسکو مضبوط بنایا تہا اوسکے ڈہانے کے لئے آمادہ تھے۔ اور اوسکی ضعیف پہلوؤں کو جانتے تھے پہلے یہہ
تجویز ہوئی کہ حملہ جزیرہ کی اس جانب پر کیا جاوے۔ مگر یہہ صلاح ٹھہری کہ دریا پار ہوکر جانب ضعیف پر حملہ کرنا
چاہئے۔ یہاں خندق پہاڑ کو کہود کر بنائی گئی تھی وہ خشک تھی۔ گو اس طرف دریا حائل تہا۔ مگر
اوسپر عبور کرنا کچھ مشکل نہ سمجھا گیا۔ سپاہ انگریزی کو یہ یقین تہا کہ اب ہم قلعہ کو لئے لیتے ہیں۔ ادہر ٹیپو سلطان
کی ہر دم یاس بڑہتی جاتی تھی اور پہر ان دشمنوں کے ہٹانے کی امید گہٹتی جاتی تھی۔ ایک نہر کے پانی سے
انگریزی لشکر فیضیاب ہوتا تہا اوسکے پانی کو بند کرنا چاہا مگر انگریزوں کو اوسکی خبر ہوگئی اور اونہوں نے
اوسکا علاج کرلیا۔ ۲۲ فروری کو جنرل ایبر کرومبی بہی اپنے مقام سے آگے بڑھ کر حملہ آوری کے کاموں
میں شریک ہوگئے ٹیپو سلطان نے انگریزی مورچے ہٹانے کے واسطے سپاہ بھیجی مگر اوسکو شکست ہوئی۔
یہاں سب کام جلد درست ہوگئے بیٹریاں گولیوں کے ڈہالنے کے لئے بن گئیں۔ بڑی بڑی توپیں مورچوں پر
قائم ہوگئیں۔ پہلے حملہ کرنے سے یہہ ضرور تہا کہ شہر پر گولوں کا مینہہ برسانا چاہئے شہر کے اندر تمام مکان
چوبی اور کاہی تہے۔ وہ گولوں کی آگ سے جلکر شہر کو خوب روشن کر سکتے تہے۔ اور اہل شہر میں کہلبلی پڑ جاتی
تہے۔ اب دشمن کی حیرانی اور پریشانی کو اور زیادہ کرنے کے لئے پورش رام بہاؤ کا لشکر اور کپتان
لٹل کا دستہ سپاہ آگیا تہا۔ اور میجر کوپ بیچ بہی اپنی سپاہ لیکر کوامبٹور سے چلے آئے۔ ان دستوں
کی سپاہ سے انگریزی لشکر کو یہہ بڑا فائدہ تہا کہ سامان کہانے پینے کا بافراط میسر ہوجاتا تہا غرض انگریزی

جسوقت یہہ سمجھنے لگے کہ ہم نے سری رنگ پٹن لے ہی لیا ہے تو ۲۴ فروری ۱۷۹۲ء کو ایک بیگ یہہ حکم
تمام مورچون پر آیا کہ جو تیاریان حملہ کرنے کی ہو رہی ہیں وہ بہت توقف کی جاوین سب یہہ سنکر
حیران تہے کہ دفعتہ کیا ہو گیا ہے مگر یہہ حیرانی رفع ہو گئی جب یہہ معلوم ہوا کہ صلح کی گفتگو کئی روز سے
ہو رہی تہی ۲۴ فروری کو وہ ختم ہو گئی۔ اور ٹیپو سلطان نے بہی شرائط صلح کو منظور کر لیا۔ اسوقت نظام اور
مرہٹون کے افسرون کے دلون پر لارڈ کورنوالس کا رعب ایسا چہایا ہوا تہا کہ انہون نے صلح میں کچہہ
چون و چرا نہ کی اور نہ کر سکے اسی پر سارا معاملہ چہوڑ دیا کہ جو چاہے سیاہ و سفید کرے۔ ان پانچ شرائط صلح
ہو گئی۔ اول لڑائی سے پہلے جس ملک پر سلطان ٹیپو کا قبضہ تہا اوس میں سے آدہا بحق فریقین دیکے
ملک کو متصل حد انگریزی کے۔ دوم ٹیپو سلطان تین کروڑ تیس لاکہہ روپیہ بطور تاوان ادا کرے کہ آدہا تو
ابہی دیدے اور آدہا تین قسطون میں یا چار مہینے کی فصل سے ادا کرے۔ اگرچہ اول چہہ کروڑ روپیہ
اوس سے طلب ہوا تہا مگر وکیلون نے قسم کہا کر عرض کیا کہ ہمارے آقا میں اسقدر روپیہ دینے کی استطاعت نہین
سوم انگریزون۔ نظام۔ مرہٹون اور ٹیپو کے ان قیدیون یا ان آدمیون کو جو حیدر علی کے زمانہ سے قید کئے گئے
وہ سب چہوڑ دئیے جاوین۔ چہارم شرائط صلح کے ایفا کے واسطے سلطان کے دو بیٹے اول میں دئے جاوین
پنجم جب یہہ دو شہزادے اول میں آئین تو صلحنامہ کو ٹیپو سلطان کے دستخط کرکے بہیج دے اور اوسکا
نقل تینون۔ نظام۔ مرہٹون۔ انگریزون پاس بہیجدین۔ اور تمام رفقائی جنگ کے نام معروف
کئے جاوین اور ہمیشہ کے لئے اتحاد اور وداد اور مصالحت و دوستی قائم کی جاوے۔ سلطان نے جامع مسجد میں اپنے
ارکین سلطنت کو بلا کر اور قرآن شریف کو آگے رکہکر اونسے کہا کہ جو میں سوال کرون اوسکا جواب
نیکنیتی اور ایمانداری اور تصدیق سے ہی قرآن پر ہاتہ رکہکر دینا۔ اور شرائط صلح کو سنایا اور پہر یہہ
سوال کیا کہ میں لڑون یا صلح کرون۔ اسپر تمام ارکین سلطنت نے کہا کہ ہم حضور کے بندہ فرمان ہیں۔
جان مال سب سلطان پر قربان ہے مگر سپاہ افسردہ خاطر و شکستہ دل ہو رہی ہے۔ اسپر کچہہ بہروسہ
اور اعتبار نہیں ہو سکتا ہے۔ سلطان نے بہی دیکہا کہ وہ لوگ سامان جنگ سے تمام امیدین ناکام شکستہ
ہو گئی۔ تو اونسے صلحنامہ پر دستخط کرکے لارڈ کورنوالس پاس بہیجدیا۔ اور لڑکون کے بہیجنے کے لئے کچہہ

مہلت مانگی جسکو لارڈ صاحب نے اپنی جبلی دریا دلی کے سبب دیدی۔ شاید ساری عمر میں ٹیپو سلطان کے
اراکین کو یہ اتفاق نہ ہوا ہوگا کہ ایسی خود پرست اور خود رائے زبردست آقا کے سامنے خوشامد پر صداقت کو
ترجیح دیں۔ یہ پہلی ہی دفعہ تھی جس میں انہوں نے سلطان سے انگریزوں کے خوف کے مارے سچی بات کہی اور تملق
کی بات نہیں کی۔ لارڈ کورنوالس نے اپنی مروت اور رعایت کو سلطان کے ساتھ دکھایا مگر اسکی عوض میں
دشمن کی طرف سے سوا مخاصمت کے کچھ نہ پایا۔ باوجودیکہ صلحنامہ پہنچ گیا مگر پھر بھی کئی گھنٹے تک سختی
ساتھ سلطان کے لشکر سے گولے اور گولیاں آتی رہیں اور ایک افسر کئی سپاہی زخمی ہوئے سلطان
کی جیسی نا حرکت۔ سبب تھی کہ لوگوں کو جتانا تھا کہ یہ صلح جو ہوتی ہے تو فقط اس سبب سے کہ
میں نے اپنی دار السلطنت کی حفاظت بخوبی کی ہے کہ دشمن مجبور ہو کر صلح کا خواہاں ہے۔ اب
انگریزی سلطنت کی تہذیب اور شائستگی دیکھئے کہ باوجود تمام سامان مہیا ہو سکنے اور قلعہ شہر کے لینے کی
قدرت کے گورنر جنرل کے ساتھ ہی سپاہی نے خالی بندوق تک دشمن کی طرف نہیں چھوڑی۔ لارڈ کورنوالس نے
حکم میں یہ فقرہ بھی تحریر کیا تھا کہ مجھے اس بات کے بیان کرنے کی جو انگریزوں کے آگے ضرورت نہیں ہے
کہ مردان دلاور جب کہ میدان جنگ میں اپنی شجاعت شعاری دکھانی کو فرض جانتے ہیں ویسی
بعد فتح و ظفر کے اعتدال سے باہر قدم رکھنے کو برا جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ دشمن مغلوب کے سامنے ایک لفظ
بھی طعن اور طنز کا زبان سے کنایتہ یا صراحتہ نہیں نکالتے ہیں۔ ۲۶ فروری ۱۷۹۲ء کو چوتھی شرط صلحنامہ
کا ایفا ہوا۔ ایک بیٹا ٹیپو سلطان کا بیس برس کا تھا وہ میدان میں لڑائیاں لڑتا تھا۔ باقی دو بیٹوں میں
ایک دس برس کا اور دوسرا آٹھ برس کا تھا یہ دونو اسطرح اردل میں آکر ہر ایک ہاتھی سوار تھا۔ ہاتھیوں
پر جھولیں زرق برق کی پڑی ہوئی جواہرات اور سیر جھمک رہے تھے۔ میسور کے وکیل صاحب فیل بنے اور انکے
ساتھ بہت سے چوبدار اور سو شتر سوار چاندی سونے کی چوبیں اور سونٹے لئے ہوئے اور دو سو پیدل اور
سوار اردلی میں تھے۔ ایک ازدحام خلقت کا انکے گرد تھا۔ سلطان خود فصیل پر حسرت کی نگاہ سے اپنے
ان لخت جگر کو دیکھ رہا تھا۔ لڑکے سوار ہوئے تو قلعہ سے توپیں سلامی کی چھوٹیں۔ جب وہ انگریزی خیمہ
کے نزدیک پہنچے ہیں تو وہاں بھی اکیس توپیں سلامی کی سر ہوئیں اور جس سپاہ انگریزی میں انکا

گذر ہوا اوسنے سلامی اوتاری۔ اور نظام اور مرہٹون کے وکیل اور سرجان کناوی اجنٹ گورنر جنرل
استقبال کے واسطے آئی اور اونکو اون خیمون پر لائی جو اونکے واسطے تجویز ہوئی تہی۔ پہر یہان خیمہ
گورنری مین گئے۔ گورنر جنرل اور اوسکے بڑی بڑی افسر خیمے سے باہر جب لڑکے آتی تہی اونکو لینے آئے
اور لارڈ صاحب دونو کا ہاتہہ اپنی ہاتہہ مین لیکر خیمے کے اندر لیگئے۔ وکیل نے گورنر جنرل سے عرض کیا کہ آج
صبح تک یہہ ہمارے سلطان کے بیٹے تہے مگر اب انکا حال بدل گیا اب حضور انکے باپ ہین۔ پہر گورنر جنرل نے
وکیل سے ارشاد فرمایا کہ اونکے ساتہہ ایسا سلوک کیا جائیگا کہ اونکو یہہ معلوم ہوگا کہ ہم باپ سے جدا ہوئے
اس بات کے سننے سے لڑکون کا چہرہ بشاش ہوگیا۔ پہر لارڈ صاحب نے اونکو سونے کی گہڑیان دین جنکو وہ
دیکہہ کر بڑے خوش ہوئے۔ انگریزون کو ان دونو شاہزادون پر خصوصاً چہوٹے شاہزادہ پر رحم آتا تہا کیونکہ اوسکی
ماں اس صدمہ کے سبب سے کہ ٹیپو سلطان دوسری لڑائی پر چلا گیا تہا مرگئی تہی۔ غرض ان شاہزادون کی ایسی
خاطرداری ہوئی کہ سلطان نے اس خوشی کی اکیس توپین سرکین۔ اب ایک کروڑ روپیہ بہی سلطان نے
بہیجدیا۔ ملک کی تقسیم مین جہگڑے شروع ہوئے۔ وکیل نے عرض کیا کہ بہت سے اضلاع کے کاغذات مالگزاری کے
تلف ہوگئے۔ اور اونکی جگہ اور کاغذات پیش کیے جنمین ان اضلاع کی آمدنی کو بڑہا کر لکہا جو دیجاتی
اور اونکے اضلاع کی آمدنی کو کم کرکے لکہا جو سلطان کے پاس تہے۔ اسکے جواب مین کاغذات نظام اور
مرہٹون کے وکیلون نے بنائی کہ جنمین حساب بالکل برعکس دیا۔ غرض یہی جہگڑا نہ تہا بلکہ سلطان کے
سکہ کی قیمت کی بابت مین قضیہ شروع ہوا۔ اوسکے سکہ کی قیمت قانون سرکاری کے موافق ٹہری اور
اوسکے مطابق مطالبہ ہوا۔ اب اسپر وکیل نے کہا کہ یہہ قیمت وہ ہے جو خزانہ سلطانی مین داخل ہونے
کے وقت ہوتی تہی۔ مگر جب روپیہ خزانہ سے نکلتا تہا تو سکہ کا نرخ سلطان کے حق مین فائدہ مند ہوتا تہا۔
غرض نظام اور مرہٹون کے وکیلون نے یہہ فیصلہ کیا کہ روپیہ کا وہ نرخ لگایا جاے جو سلطان ٹیپو اپنے عرض
مین کہ اپنی رعایا کو دیتا تہا لیتے وقت لگایا کرتا تہا۔ فیصلہ آخر یہہ ٹہرا کہ سکہ کا اوسط نرخ لگایا جاے
آدہا فائدہ ادہر آیا اور آدہا اودہر گیا۔ اور اسی طور پر تقسیم اضلاع مین فیصلہ ہوگیا۔ اب اس تقسیم مین بعد
انفصال یہہ جہگڑا مشکل آپڑا کہ انگریزون نے کورگ کا ضلع اور اگاؤ وہ پہاڑون مین واقع تہا آمدنی اوسکی

چندان نتہی۔ وہان کے باشندے تہے اور اونکی عادتین ملیبار کے نائرون کی سی تہین۔ وہ جنگجو اور پرعاش خو ہوتے تہے کسی غیر کی عملداری کو پسند نہین کرتے تہے حیدر علی نے اونکو مطیع کیا تو کئی دفعہ اونہون نے حرکت مذبوحی سلطان کی جبری کرتلے سے نکل جانیکے واسطے کی مگر نہ نکل سکے۔ راجہ جو انکا نوجوان سلطان کی قید مین تہا کہ وہ بہاگ گیا اور اونہون نے بہت سے آدمی اپنے پاس جمع کیے۔ اور فتنہ و فساد برپا کرکے اپنی حیثیت اور ریاست کی صورت اچہی کی۔ اب جو جنرل ابیرکرومبی کا لشکر آتا تہا تو اوسکو اپنی ریاست مین لے دی اور سامان رسد و ضروریات کا اچہی طرح سرانجام کیا۔ خبررسانی اور جو امداد کہ اوسکی قدرت مین تہی وہ انگریزون کی کی۔ ان حسن خدمات کے سبب سے وہ مستحق تہا کہ انگریز اوسکے سر پر ہاتہہ رکہین اور انگریزی گورنمنٹ کا اعزاز اور احتشام کا مقتضا بہی اسی مین تہا کہ کورگ اس راجہ کو دلا دین۔

ان وجوہات کے سبب سے جب سلطان ٹیپو سے کہا گیا کہ کورگ بہی حوالہ کیجیے تو وہ غصہ کے مارے اپنے جامے سے باہر ہوگیا اور اوسنے کہا کہ کیا کورگ انگریزون کے ملک کے پاس ہے کس واسطے وہ اوسکو مانگتے ہین۔ وہ تو سری رنگ پٹن کی قسم باب کی کنجی ہے۔ دشمن میری اسبات کو خوب جانتے تہے کہ مجہے قلعہ کے گرد لڑارون مین مرنا منظور ہوتا مگر کورگ دینا منظور نہ ہوتا۔ اب سیکر کون اور خزانون کو دغا سے لیا ہے صلحنامہ مین کورگ کا ذکر ہونا غفلت سے خالی نہ تہا اسلیے کہ یہہ وہ مقام ہے جہان سے سلطان کی پیش قدمی اور دست یازی روک جا بہ تصرف ہو سکتی تہی یہی مقام تہا جہان کے راجہ نے کیسی حسن خدمات کین تہین اب اوسکے لینے پر اوتر آوسکے نہ دینے پر ایسا اصرار ہوا کہ پہر لڑائیون کی تیاریان ہونے لگین اور وہی روز اول پہر آن موجود ہوا تہا۔ اب انگریزون کو یہہ دقت پیش آئی کہ بہت کچہہ سامان جو قلعہ کے لینے کے لیے جمع کیا تہا وہ اس توقف کے سبب سے خراب ہو گیا تہا۔ دوسرے بیماری نے انگریزی لشکر مین بہی پہیلاو کئے تہے سوا اسکے اور طرف سے بہی اندیشے تہے۔ جو رئیس صاحب اخلاص اوسوقت تہے اونکی وفاداری پر اعتماد نہ تہا۔ سپاہی انگریزون سے صاف نہ تہا غرض یہہ سب اسباب ایسے جمع ہوگئے تہے کہ انگریزی لشکر کا زور روز بروز کم ہوتا جاتا تہا۔ اور مشکلات بڑہتی جاتی تہین جب سلطان نے کورگ کے

دینے سے انکار کردیا۔ بھاؤ کے لشکر نے غارتگری بھی اپنی شروع کردی کچھ اونٹ اور مویشی دشمن کے
چھین لئے۔ اور انگریزون نے شاہزادونکو مطلع کیا کہ اونکے کرناٹک بھیجنے کی ضرورت ہے اور انکے ملازمون
کے ہتیار لے لئے گئے۔ غرض کیا وہ شاہزادہ بھی اب قیدی ہوگئے اور اونکا سفر بھی کرناٹک کی طرف
شروع ہوا۔ مگر ان لڑکونکا اسے ذرا تغیر حال نہوا۔ کیونکہ لاچار اگر کہا کہ حضور ایک روز کا اور توقف
اپنے حکم کے اجرا مین فرماوین۔ ۱۹ مارچ کو رسم صلحنامہ بھی کی ان شاہزادون نے ادا کی۔ سلطان ٹیپو
ملک کی آمدنی دو کرور بیستیس لاکھ روپیہ کی تھی جسکا نصف تین احد اب [illegible] مین تقسیم ہوا تو
ساڑھے اڑتالیس لاکھ روپیہ کا ملک ہر ایک کے حصہ مین آیا اور اس سبب سے مرہٹون [illegible] دریا
تنگ بہدرا ہوگئی جو تیرہ برس پہلے تھی اور نظام علی کا جو ملک اس دریا کے شمال کی طرف ہاتھ سے
نکل گیا تھا وہ حاصل ہوگیا اور اسکے صوبے مین کرپا ہاتھ لگا۔ انگریزون کے حصے مین یہ علاقے
آئے ملیبار۔ کورگ۔ ڈنڈیگل بارامحال ان [illegible] سرکار کمپنی کی عملداری کو بڑی
تقویت حاصل ہوئی۔ اور یہ علاقے آپس مین آگئے۔ سپہ سالار نے سپاہ کی محنت شعاری و دلیری
اعمال پر نظر کرکے چھ مہینہ کا بھتہ اوس روپیہ سے دیا جو سلطان سے ہاتھ آیا تھا۔ اور صاحب و جنرل
میڈوز نے غریب پروری کی کہ اپنا حصہ غریب سپاہیون کو دیدیا۔ ایک [illegible] ہوا
کمیٹی مین سات ممبر شاہی دیسی و مدراس و بنگال سپاہ کی طرف سے مقرر ہوئے تھے انہون نے
غنیمت کے مال کو اچھی طرح تقسیم کردیا۔ شترمرغ کی عادت مین یہ امر داخل ہے کہ جب وہ کسی امر
سے خوف کھاتے ہیں اوسکے ساتھ تمام دنیا کی برائیان منسوب کرتی ہے اور اونکی خوبیون کے دیکھنے مین
آنکھین بند کرلیتی ہے اور برائیون کے دیکھنے مین خوردبین کا شیشہ آنکھون پر لگا لیتے ہیں۔ یہہ خباثت
تمام خباثت انسانی مین بدتر ہے۔ اگر اور قومون مین اسکا ظہور ہو تو تعجب نہین ہوتا کیونکہ تعلیم و تربیت
و تہذیب کے زر و زیور سے وہ عاری ہین وہ اس حق کو نہین روک سکتے مگر جب اسکا ظہور انگریزی قوم
مین افراط کے ساتھ ہوتا ہے تو نہایت تعجب ہوتا ہے اونکی ترقی تعلیم و تہذیب اسکی مقتضی ہین کہ
کرده سلطان ٹیپو مین تمام جہان کی برائیان ناحق لگا دین کوئی اوسکو یہہ کہے کہ وہ [illegible] تھا

جسمین تمام عیوب انسان مین ہوسکتے ہین سب موجود تہے اوسکی بدکاریون کے آگے شیطان کی شرارتین بہی سرسبز نہین ہوتی تہین بیچارہ [illegible] جتنا جو اون آدمیون مین نہین ہین کہ تعصب قومی مثل تعصب مذہبی اپنا نصب العین [illegible] اور بے سوچے سمجہے بات کو منہ سے نکالین وہ حضرت یہہ فرماتے ہین کہ ٹیپو سلطان کو ذہین اور صاحب ہمت تہا مگر غایت درجہ کا بیداد گر اور ظالم تہا۔ اوسکی رعایا اوس سے ایسی دل بیزار تہی کہ غالباً یون معلوم ہوتا ہے کہ بہت دنون تک اوسکی سلطنت نہین رہیگی۔ لفٹنٹ مور صاحب لکہتے ہین کہ اس آخری لڑائی مین بہت سے عالی دماغ افسر انکو یہہ خیال تہا کہ جسوقت سپاہ متفقہ ٹیپو سلطان پر چڑہیگی تو اوسکی تمام سپاہ برگشتہ ہو جائیگی۔

حقیقت حال یہہ ہے کہ جسوقت سرکار کی سپاہ نے قدم سلطان کی مملکت مین رکہا تو اوسکے عمدہ انتظام کو دیکہہ کر دنگ ہو گئی [illegible] سارا ملک سرسبز و شاداب باغ بنا ہوا۔ رعایا تمام آباد اور خوشحال ہندوستان کے کسی قطعہ مین ملک ایسا مرفہ الحال اور آسودہ نہ تہا خود سرکار کمپنی کا ملک اوسکی شادابی کے آگے پانی بھرتا تہا۔ یہان یہہ خیال [illegible] گئے تہے کہ جب ہم قدم اوسکے ملک مین رکہینگے تمام رعایا و سپاہ اپنی شکایت کرتی ہوئی ہمارے ساتہہ ہو جائیگی۔ مگر ایک شخص بہی اوسکی رعایا مین سے انگریزون سے ملنے نہ آیا سپاہ کا حال ہم نے پہلے ہی بیان کیا ایک فرد بہی [illegible] ایسا نکلا [illegible] مشکل لڑائیون مین اوسکے ساتہہ [illegible] جہان اوسکا پسینا گرتا تہا وہان اپنا خون گراتے تہے جہان اوسکی [illegible] سلطنتون کی نوکرون [illegible] نکالی گئین وہ پہر موقع کی منتظر بیٹہی ہین اور جب [illegible] دوبارہ ٹیپو سلطان پاس چلی گئین لفٹنٹ مور صاحب نے نہایت انصاف کی نظر سے یہہ بات کہی کہ جب کوئی آدمی اجنبی ملک مین سفر کرے اور دیکہے کہ ساری زمین زراعت سے سرسبز ہو رہی ہے باشندے محنت کرتے ہین شہر نئے تعمیر ہوئے ہین۔ تجارت کا بازار گرم ہے قصبات کی ترقی ہر چیز ایسی رونق پر ہے کہ انسان کی مرفہ الحالی اور آسودگی اور مسرت بڑہاتی ہے تو اوس سے ضرور یہہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ اس ملک کی گورنمنٹ وہان کے باشندونکی حسب مراد اور دلخواہ ہے۔ پس سلطان کی عملداری کا وہ حال نہ تہا جو اوپر بیان ہوا ہے کچہہ شبہ نہین ہے کہ اوسکے ملک کا انتظام ایسا

شائستہ اور مہذب تہا کہ اوسوقت ہندوستان مین کسی سلطنت کا نہ تہا۔ نہ رعایا اوسکی شاکی نہ سپاہ اور ملازم اوسکے نمک حرام بلکہ جان نثار اور مصیبت کے وقت مین جان سپار تو پہر کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ سلطان رعیت پرور نہ تہا۔ وہ ظالم تہا تو اپنے دشمنون پر تہا۔

انگریزون نے جیسا کہ سلطان کی برائیون کے بیان کرنے مین مبالغہ کیا ہے ویسی ہی اوسکی قوت اور اپنے دشمن ہونیکا تخمینہ اصل سے بہت زیادہ کیا ہے۔ دشمن مغلوب کی قوت و دولت کا مبالغہ اسی سبب سے اور بہی کیا جاتا ہے کہ اوسمین ایک اظہار دریدہ اپنے شوکت و صولت کا بہی ہوتا ہے۔ اوسکے ملک کی کل آمدنی ڈہائی کروڑ روپیہ سال کی تہی جسقدر اوس پاس سپاہ تہی اور جو لڑائیون کا خرچ وہ اوٹہاتا تہا بہلا ایسی صورت مین خزانہ کب روپیہ سے بہر سکتا ہے۔ عہدنامہ کے موافق جو دینا پڑا تو وہ [illegible] سلطان ٹیپو شیخیان بہت بگہارا کرتا تہا۔ اور اپنی قدرت اور قوت کی لن ترانیان بہت لیتا تہا انگریزی قوت کو اپنے آگے کچہہ نہین سمجہتا تہا۔ اسلئے وہ نخوت انگریزی کو برانگیختہ کرکے اونسے اونکو ڈراتا تہا اور خالی دہمکے دیتا تہا۔ اور یہہ اوسکی نادانی تہی کہ وہ یہہ سمجہا کہ مین جو اس شیر کو چہیڑتا ہون اوسکا غیض و غضب میرا کیا حال کریگا۔ انگریزون کے غضب کا مطلق اوسکو خوف نہ تہا اسکے دو سبب تہے اول یہہ کہ اوسکو فرانسیسون کی امداد کا بڑا گہمنڈ تہا۔ دوسرے یہہ کہ وہ نہین جانتا تہا کہ انگریزون کی حالت مین پہلے کی نسبت زمین آسمان کا فرق ہوگیا ہے۔ وہ اونکو وہی سمجہے بیٹہا ہے کہ ایک تاجرون کی جماعت ہے جسکو بہی اوسکے باپ نے چارون طرف دبا دبا کر ایک کونہ مین بٹہا دیا ہے۔ یہہ بڑی غلطی اوسکی تہی اوسی نے اوسکا ستیاناس ملایا ہے اوسکے باپ کے وقت مین ایسٹ انڈیا کمپنی کو [illegible] پڑا تہا کہ کمزور اور ضعیف ہوگئی ہے جسکے خزانہ مین روپیہ نہ تہا۔ ولایت مین لوگ حصہ کے ماہوار کی جدا ہی جان کہا ہے [illegible] کہ سلطنت کی امید نہین تہی۔ لیکن اب اوسکو ایسٹ انڈیا کمپنی سے [illegible] جسکی لڑائی کا اہتمام پارلیمنٹ انگلستان کے ذمہ [illegible] نہین بلکہ ایسا تہا حقیقت مین ایک بادشاہ سے لڑائی تہی جو ٹیپو کا سامان جمع ہو سکتا تہا تاجر اور بادشاہ سے لڑنے مین بڑا فرق ہے اوسوقت سلطان [illegible] غرور کی [illegible] یہہ وقت تہا

سو جاتی رہا۔ اب اس لڑائی کے انجام پر جو نتیجے پیدا ہوئے ان پر نظر ڈالیں تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انگریزوں کو نفع تو یہہ
ہوا کہ سلطان ٹیپو کو مغلوب ہو جانے نے اوسکو صلح جو بنا دیا اور آئندہ لڑائی کی صورت میں اوسکا خوف جاتا رہا
مگر یہہ امر خیالی تھا۔ تجربہ نے دکھا دیا کہ اس لڑائی نے سلطان کو ایسا ضعیف نہیں کیا۔ کہ وہ اپنی پرخاش
خوئی کو صلح جوئی سے بدل لیتا اور انگریزوں کے دلوں سے اپنا خوف گھٹوا دیتا۔ دوسرا فائدہ یہہ تھا کہ ایک نیا ملک ہاتھ
آیا۔ لیکن اگر خرچ جنگ کا خیال کیجئے تو اوسکا سود اس ملک کی آمدنی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس نئے ملک کا زیادہ کرنا
بالکل پالیمینٹ کے قانون کے خلاف تھا کیونکہ لارڈ کورنوالس کو سخت ممانعت کی گئی تھی کہ وہ کسی زمین کیلئے
لڑائی بھڑائی نہ کرے۔ مگر اسپر بھی پالیمینٹ نے اور ساری قوم نے اس کام کی واہ واہ کی۔ گویا ایک گروہ وہ
ایسا تھا کہ اس توسیع ممالک سے بہت گھبراتا تھا۔ اور اس کام کو لارڈ کورنوالس کے اچھا نہ سمجھتا تھا

(۱۳۳) سرنگا پٹن کے گرد انگریزی لشکر میں وبا پھیل رہی تھی اسلئے لارڈ کورنوالس نے
جلدی سے کیمپ توڑ دیا۔ اور وہ خود مئی سنہ ۱۷۹۲ء میں مدراس میں آئے اور جولائی میں بنگال میں
پہنچے جب یہہ لشکر چلا گیا تو سلطان ٹیپو نے اپنے ملازمان عالی قدر کو بلا کر کہا کہ تین کروڑ تیس لاکھ
روپیہ جو حفاظت کی قیمت میں دیا گیا اوسکا سرانجام تمام سپاہ اور رعایا کے ذمہ ہے۔ ایک کروڑ دس لاکھ
روپیہ یعنی ایک تہائی سلطان ہونے کے سبب سے میں دیتا ہوں۔ ساٹھ لاکھ روپیہ سپاہ دے اور باقی ۱
کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ اہل قلم اور باشندے دیں غرض اس حساب کے موافق فہرست تیار ہوئی کئی
برس کے بعد بھی ساٹھ لاکھ روپیہ اس مد کی بابت باقی تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رعایا کو یہہ روپیہ دینا
شاق گذرا ہوگا۔ اب آگے اسکے مجمل احوال یہہ ہے کہ دو برس کے آخر میں دونوں شاہزادے سلطان پاس
بھیجے گئے۔ کپتان ڈوٹن انکے ہمراہ تھے۔ سلطان ٹیپو کو اپنی نفرت دلی کے سبب سے اسمین تامل تھا
کہ میں کپتان صاحب کو اپنے سامنے بلاؤں یا نہیں۔ مگر اوسکے مصاحبوں نے عرض کیا کہ آپ اس نفرت
قلبی کو مخفی رکھئے اور دلاسے ظاہری ظاہر کیجئے۔ غرض اوسنے کپتان صاحب کو بلایا اور اونکی بڑی
خاطرداری کی۔ یہہ لڑائی لارڈ کورنوالس کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور دوسرا یہہ ہے کہ اونہوں نے فرانسیسیوں
کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اور تمام میسور کے جھگڑوں کو دبا دیا۔ فرانس میں انقلاب عظیم ہونے سے تمام

یوروپ مین زلزلہ پڑ رہا تہا۔ اور نپولین بونا پارٹ کا ارادہ تہا کہ ساری دنیا کی تخت و تاج کو تاراج
کرون اور سلطنتونکو خاک مین ملادون۔ اس فرانسیسی جن کی گرفتاری کے لیے انگلستان اپنی توپونکا
فلیتہ روشن کر رہا تہا۔ اسلئے انگریزی گورنمنٹ کی توجہ ہندوستان مین بہی اس طرف ہوئی کہ فرانسیسیون
کے تمام علاقونپر قبضہ کرلین۔ یہہ تمام علاقے بڑے جہگڑے انگریزون کے قبضہ مین آگئے۔ لارڈ کورنوالس نے
پانڈیچری کی تسخیر کیلئے آئی۔ مگر اونکے پہونچنے سے پہلے ۲۳ اگست ۱۷۹۳ء کو کرنیل برتہویٹ صاحب نے
اوسکو فتح کرلیا۔ اب پانڈیچری نہ تہی کہ سرنگاپٹم کی طرح اوسکے فتح کرنیمین سرزنی کرنی پڑی
اب تمام ہندوستان مین جاکر دیکہو دو حال مین فرانسیسی نظر آتے ہین کہ کیا تو وہ انگریزون کے قیدی تہے
یا ہندوستانی رئیسون کے ہان ملازم اور خدمت گزار تہے غرض وہی حال ہوگیا جو تمہین پہلے سے نہ تہا۔
(۱۴) جسوقت ٹیپو کی تیسری مہم کی تیاریان ہو رہی تہین اور سرجنرل نے نواب کرناٹک کا
ایک بڑا معاملہ طے کیا۔ یہہ تمکو یاد ہوگا کہ لارڈ میکارٹنی نے نواب کے ملک کی تمام مالگذاری کا کام اپنے
ہاتہہ مین لے لیا تہا۔ اور کورٹ ڈائرکٹرز کے حکم سے اوسکو پہر واپس کر دیا تہا جبکہ سر آرچبالڈ کیمبل
صاحب گورنر مدراس ہوے تو انکو حکم ہوا کہ اس معاملہ کی طرف اپنی توجہ کرکے فیصلہ کرین۔ بورڈ کنٹرول
نے حکم دیا تہا کہ نواب کے قرضخواہ بارہ لاکہہ پیگوڈا سالانہ پایا کرین۔ گورنر اور کونسل نے جو حساب کیا کرناٹک
امن مین اکیس لاکہہ پیگوڈا سالانہ خرچ حفاظت ملک کرناٹک تہا اسلئے نواب دا تجویز کیا کہ وہ
اس روپیہ کا انصرام اپنی حیثیت کے موافق زر مالگذاری ہی کرین۔ اس حساب سے نواب کے گورنمنٹ کا خرچ زمانہ
صلح مین ساڑہے دس لاکہہ پیگوڈا کا تہا۔ مگر گورنر نے نواب سے بہت کہا کہ ڈیڑہ لاکہہ پیگوڈا چہوڑ دیا۔ غرض
نو لاکہہ یہہ اور بارہ لاکہہ قرضخواہون کو دینے کے لیے ایک عہدنامہ ۲۴ فروری ۱۷۹۲ء کو
نواب نے لکہدیا۔ زمانہ صلح کے لیے تو یہہ فیصلہ ہوا اور ایام جنگ مین یہہ ٹہرا کہ نواب چار پانچوین حصے ملک کی
آمدنی کے انگریزون کو دین۔ اسمین سے بہت سی جاگیرین نواب کے خاندان کے خرچ کے لیے جدا کر دی گئی
تہین۔ اگر روپیہ وقت پر ادا نہو تو یہہ ٹہری کہ سرکار کمپنی تو آدمیون کو بہیجکر خاص اضلاع سے جنکا نام
لکہے ہوئے تہے روپیہ وصول کرلے۔ کیمبل صاحب کے اس انتظام کی بڑی تعریف ہوئی

نواب کرناٹک اور سرکار انگریزی کے درمیان آخری عہد و پیمان

۲۱ جون ۱۷۹۰ء کو سپریم گورنمنٹ نے یہہ اظہار کیا کہ نہایت مشکل ہے کہ نواب سے زر موعود وقت پر وصول ہو اسلئے گورنمنٹ مدراس کو حکم ہوتا ہے کہ وہ نواب کے ملک پر قبضہ کرکے زر مالگزاری کو وصول کرے جس سے لڑائی کا کام چلے اور نواب کے خاندان کا بہی خرچ موافق اوسکی شان کے حاصل ہو۔ پہلے نواب سے کہا گیا کہ وہ ملک کو اپنی خوشی سے دیدے مگر اوسنے ایک نسنی اور بہت سی حرفین وہ کام مین لایا اور یہہ سمجھا کہ ہر چہ از دست ہیرسد نیکوست۔ مگر اسوقت جنگ مین نواب سے اوسکے ملک کا نکال لینا نہ مروت سے نہ انسانیت اور عدالت سے نہ ضرورت کے اعتبار سے بعید تہا۔ نواب نے اپنی نالائقی سے اپنی نوبت یہہ پہونچائی۔ انگریزون کے اغراض اوس سے ایسی متعلق ہوگئین تہین کہ بغیر اسکے کہ ملک نواب سے لے لیا جاتا کام ہی نہین چلتا تہا۔ لارڈ صاحب کو اندیشہ تہا کہ ولایت مین ضرور اسپر غل مچیگا کہ ایسے نواب کا ملک لے لیا جو مدت العمر سے سرکار کا خیرخواہ رہا اور خدمات نمایان اوسنے کی تہین۔ اسلئے ایک رسالہ اونہون نے بہی بہت فصاحت و بلاغت سے لکہا جسے وہان سب چپکے بیٹھے رہے۔ اگر آئین اخلاق کے موافق اس کام کو دیکھئے کہ ایک دوست دیرینہ اور صادق الوفا سے زبردستی بغیر اوسکی مرضی کے ملک لے لیا اور اوسکے جی کو دکہا دیا تو انسانیت سے بعید و مروت سے دور معلوم ہوتا ہے لیکن دین جہان آرائی مین تو دانش اندوزان دوربین نے اور ہی فتوی دے رکہے ہین اوسکے مطابق ایسی ضرورت مین یہہ ملک لے لینا نہ انصاف سے بعید تہا نہ مروت سے۔ نواب کی عقل کا تجربہ ہوچکا تہا کہ اگر وہ سو مرتبہ مر کر جنم لے تو بہی اوسمین انتظام ملک کی قابلیت نہین پیدا ہوگی۔ اوسکی حماقت سے ہزارون غریب رعایا کا نقصان جان و مال کا تہا۔ پس ایک شخص کی دل شکنی سے ہزارون کی دلداری ہوتی تہی پہر ایسا کام عدالت سے کیون بعید ہونے لگا۔

جب اس لڑائی کا خاتمہ ہوا تو ملک کی آمد و خرچ کی شرائط جو ہنگام جنگ ٹہری تہین وہ نہین رہین اب ہنگام صلح کی شرائط کے موافق اوسکا انتظام کیا گیا۔ مگر اس انتظام مین فریقین کو شکایت تہی اسلئے ایک جدید عہد و پیمان انگلش گورنمنٹ اور نواب کے درمیان لارڈ کورنوالس نے کئے کہ امن کے زمانہ مین نواب نو لاکہہ پگوڈا سالانہ ملک کی حفاظت کے واسطے دیا کرے۔ اور قرض خواہون کو و

بارہ لاکھ پیگوڈا سالانہ دیتا تھا اوسے گھٹا کر چھ لاکھ اکیس ہزار ایک سو پانچ پیگوڈا دیا کرے اور جب لڑائی ہو تو چار پانچویں حصے ملک کی آمدنی دیا کرے۔

اور اس روپیہ کی تکفیل کے لئے یہہ قاعدہ ٹھہرا کہ جسوقت لڑائی ہو تو سرکار کمپنی تمام ملک کی آمد و خرچ اپنے ہاتھ میں لیلے۔ اور جب امن ہو جائے تو پھر اوسکو دیدے۔ اور اگر امن کے زمانہ میں نواب روپیہ وقت پر نہ ادا کرے تو خاص اضلاع کو سرکار اپنے قبضے میں لیلے۔ اور وہاں سے نواب کے افسروں کو نکال دے۔ اضلاع مدورا اور ترنیولی جہاں کے پولی گار (زمیندار) بڑے سرکش و مفسد تھے سرکار کمپنی کے حوالہ کر دیئے گئے۔

فصل دوم

مال و دیوانی و فوجداری و پولیس کا نظم و نسق

(۱) لارڈ کورنوالس نے جو غیر ریاستوں کے ساتھ جنگ آشتی میں اپنی عقل جہاں (؟) زیادہ اوپر بیان ہوا۔ اور جو اپنی دانش و فطرت عالی کو ملک کے انتظام ... میں صرف کیا او... بیان ہوتا ہے۔ اب جو گورنمنٹ ہند جدید قائم ہوئی تھی جس میں ظاہر میں ... اور حقیقت میں وزرا شاہی اختیار اور اقتدار رکھتے تھے۔ اوسکی نظر سے زیادہ زمین کی آمدنی تھی جسکا ہم پہلے ذکر کرتے ہیں۔ زمانہ قدیم ہندوستانی سرکاروں کا یہہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ ... میں کا پیداوار سے ہوتی ہے۔ اوسکا خاص پیداوار کا ایک حصہ پر غیر منتقل ہوتا ہے۔ اسلئے ... اور زیادہ اگلا ... تمام سلطنت کا دار ایک عظیم الشان اور ... تمام ... آسائش اور آرام موقوف ہے۔ اب ہم فقط ہندوستان ... بیان کرتے ہیں ... گاؤں میں یہہ قاعدہ تھا کہ ... دیہات شامل کرکے اوسکا ایک پرگنہ یا محال ... اور ہر گاؤں میں ایک مقدم ہوتا تھا اور پھر ان مقدموں پر ایک افسر ... محال پر ... مقرر ہوتا تھا وہ گاؤں والے اپنی میں سے مقدم کو مقرر کرتے تھے اور وہ مالک ... ہوتا تھا۔ اگرچہ وہ حاکم کی طرف سے مقرر ... اوسکا کام یہہ ہوتا تھا کہ ... بادشاہ کا ... پہنچا دے

لارڈ کورنوالس کا مال و دیوانی و فوجداری و پولیس کا نظم

[illegible] حقوق رعایا بعوض مین زر وصول شدہ مین سے فیصدی کچہ اوسکو ملتا تہا - اور سوا اوسکے گانو والون کی [illegible] مدات بے علتی اوسکو دیجاتی تہی لیس یہہ شخص گویا راجا اور رعایا کی بیچ مین واسطہ ہوتا تہا - [illegible] ہے جو پہلے راجہ کی طرف سے افسر ہوتا تہا اور باعتبار ایک وہ رعایا کا وکیل ہوتا تہا - راجہ کو یہہ [illegible] زمیندار کی سمجہتے وہ اپنی اس عہدہ سے موقوف کر دی مگر وہ رعایا کی طرف بدستور اپنا عہدہ رکہتا تہا - اور [illegible] مسند وسپوتی تہی وہ بدستور رہتی تہی -

[illegible] اسکی [illegible] ذکر ہو رہا ہے اوس سے دو سو برس پہلے راجہ **ٹوڈرمل** وزیر **اکبر شاہ** نے ان اضلاع زیرین کا ہر سال زر مالگزاری ٹہرا کر زمین کی پیمائش کرکے اور اوسکی قدر و قیمت کا اندازہ کرکے کاشتکارون کو دا کرنے کی سکت سے موافق زر لگان جسکو ریچ اور لگنی بہی کہتے ہین ٹہرا لیا تہا - اب غرض اس زر لگان کی جمع وصول کرنیکے واسطے اور اوسکو خزانہ شاہی مین پہونچا دینے کے واسطے بادشاہ کی طرف سے عامل مقرر ہوئے - اور محالون اور پرگنون وغیرہ مین وہ مقرر کیے گئے اور زر وصول شدہ مین سے فیصدی اونکا حق السعی مقرر ہوا - اب رفتہ رفتہ تحصیل مالگزاری کا عہدہ موروثی ہو گیا - کچہہ تو اس سبب سے کہ یہان ہندوستانی سرکارون کا دستور ہے کہ ہر عہدہ موروثی ہوتا ہے کچہہ مصلحت ملکی کے سبب سے کہ ایسے کام کرنے کے واسطے ایسے خاندان کا ہونا ضروری ہے جو زمین کی خواص اور رعایا کے حال سے واقف ہو اور تمام اگلے پچہلے کاغذات حساب وغیرہ کے اوسکے قبضہ مین ہون لیس اس عامل کے ذمہ زر لگان کے تمام جوابدہی قائم ہوئی اور اوسکو وہ اختیارات جو محصل زر کے لیے ضروری ہین دی گئے - اوسکو اجازت دی گئی کہ وہ سپاہی بہی مقرر کرلے غرض عہدہ کے بڑہتے بڑہتے یہانتک نوبت پہونچی کہ کیا تو وہ زر لگان کے اوگہانے کے عوض مین حق السعی کا عوضانہ پاتا تہا یا اب وہ اوسکا زمین مین حق ملکیت سمجہا جا کے اور وہ عہدہ دار سے زمیندار ہو گیا - اور راجہ بن گیا اور حقیقت مین وہ زمین کا مالک ہو گیا - زمین کے مالک ہونے کے یہی معنی ہوتے ہین کہ جو اوسکی پیداوار سے منفعت ہو اوسے حاصل کرے -

جب انگریزی عملداری نئی نئی آئی تو بہرا اونہون نے زمینداروں کو بمنزلہ کالکٹر (زر لگان جمع کرنیوالا) سمجہا اور اونکو بے تکلف بیدخل کرنا شروع کر دیا جبکبہی زمیندار کی زمین کا خراج زیادہ دیر کر [illegible]

کسی شخص نے سرکار سے کہا سرکار زمیندار کو بیدخل کرکے اوس کی شخص کو [illegible] دیا کرے اور جب
مین کوئی شخص زراعت کی درستی اور اصلاح مین اپنا سرمایہ صرف کرتا تھا لیکن
گھٹنا شروع ہوا اور ملک اوجڑنا اور سرکار کا مطالبہ زیادہ ہوتا گیا۔ اب کورٹ [illegible] ملک کی آمد و خرچ کو
شکایت کرنی شروع کی کہ مالگزاری سال بسال گھٹتا جاتا ہے اور ملک مفلس ہوا سب روپیہ وقت
چنانچہ لارڈ کورنوالس یہان آکر ۲۲ اگست ۱۷۸۹ء کو ولایت لکھ بھیجا میان کو نکال دکر
گھٹتا ہے کہ ہندوستان مین زراعت و تجارت کا روز بروز بہت تنزل ہوتا جاتا ہے سرکار کمپنی
بنیون صرافون و مہاجنون کے جو بڑے شہرون مین تھے [illegible] سب [illegible] ہوتے
ہوتا جاتا ہے۔ افلاس انکو چارون طرف سے گھیر لیتا ہے سرکار کمپنی کے [illegible]
اپنی سستی اور بسرفی سے اور زیادہ تر ہمارے انتظام کی برکت سے نہایت [illegible]
اب اس مرض کا علاج سرکار کمپنی کے ذمہ پر فرض ہے [illegible] جب [illegible] ہندوستانیون [illegible]
کے واسطے ایسی چارہ گری کرے کہ وہ آسودہ اور خوش حال ہو جائین [illegible] تعلقہ دارون اور
تاجرون کو ایسی مقدرت ہو جاوے کہ وہ اشرافون کی طرح اپنی اوقات [illegible] بسر کرین
اپنی رسم و رواج اور آئین و دین کے موافق تعلیم کرسکین [illegible]
کورٹ ڈائرکٹرز نے ایسی تدبیرین سوچین جو ہندوستانیون کی [illegible]
کا مسئلہ اونکا قابل دریافت کے ہے یعنی تمام بندوبست مالگزاری کی بنیاد [illegible] لارڈ کورنوالس
نے تکمیل کی۔ اوسمین وہ لکھتے ہین کہ زمین جو [illegible] کو دی جاتی ہے وہ نہایت [illegible]
چند روز کا ٹھیکہ [illegible] ترددو زراعت [illegible] خیال نہین کرتے ہین گورنمنٹ کو [illegible]
[illegible] بندوبست زمینداران [illegible] تحقیق [illegible]
[illegible] انتظام کا خیال [illegible] اب ہم کو [illegible] بندوبست [illegible]
کیا جاوے اور اگر [illegible] بندوبست [illegible] کیا جائے گا [illegible] لارڈ کورنوالس
یہان آکر معلوم ہوا کہ کورٹ ڈائرکٹرز کی [illegible] حالات [illegible]

ابتک [illegible] رعایا بہ علم کافی بندوبست کرنیکے لائق حاصل ہوگیا ہی بیس برس کے عرصہ مین حالات اراضی
[illegible] دریافت بہ علم حاصل کرنیکے لئے پانچ انتظام گورنمنٹ نے کیے مگر مثل روز اول ہے اور اوسکی لاعلمی کا حال
[illegible] جو پہلے تھا۔ کلکٹر صاحب بین کی جمع نہین تشخیص کرسکتے۔ زرلگان اور جو حقوق رعایا اور
[illegible] اونکی بے سمجھے نہین کر گیا ہے۔ نہ وہ یہان کے آدمیون سے ملتے ہین نہ اونکی زبان جانتے ہین۔ سارے کام
[illegible] ہندوستانی افسرون کے ہاتھہ مین ہین اور یہہ عملہ ایک آفت شریف ہے جہانتک اونکا مقدور ہے
[illegible] اونکی آنکھون پر پٹی باندھ کر کری ہاتھہ مین دیکر جدہر چاہتے ہین لیجاتے ہین۔ اگرچہ یہہ معلوم ہے
[illegible] پیمال زر مالگزاری کسقدر وصول ہوا ہے مگر یہہ کچھہ تحقیق نہین ہوسکتا کہ آیا ملک مین زیادہ زر مالگزاری
[illegible] دینے کی سکت ہے یا جو وہ زر مالگزاری دیتے ہین وہی اونپر بار سنگین اونکے سر پر ہے جسے وہ پسے جاتے ہین
سرجان شور صاحب لارڈ کورنوالس کے بڑے معتمد الیہ تھے۔ وہ اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے لکھتے ہین کہ
انگلش گورنمنٹ کا نظم ونسق ایسی جو ولایت مین ہے وہ یہان کے حسب حال نہین۔ اوس سے اہل ہند کی آسودگی
اور فلاح کچھہ زیادہ نہین ہوسکتی۔ ملازمان سرکار کمپنی کو علم و عقل و فراست و ذہن وہ نہین ہے جو ناظمان
ملکی کو آئین اور قوانین کی ترتیب دینے کے لئے چاہئے۔ جو صاحب گورنمنٹ کے ارکان ہین وہ ہمیشہ تزلزل
کی حالت مین رہتے ہین۔ اونکے پیچھے اتنے کام لگا دیے ہین کہ اونکو دم لینے کی بھی فرصت نہین ہوتی۔ اتنی
مہلت اور جمعیت قلب کام کی کثرت سے حاصل نہین ہوتی کہ وہ تدابیر اور انتظام رفاہ ملک کا سوچ سکین۔ اور
اوسکو تجربہ کرکے دیکھہ سکین۔ مدت ملازمت اونکی قلیل ہے کہ اونکو تجربہ حاصل ہوا اور اوسکا عمل ہو ختم
ہوجاتی ہے۔ علم اور تجربہ ہونا تو ایک مشکل کام ہے جب تک واقعات اصلی پر خبر نہو وہ حاصل نہین ہوسکتی
جو صاحب ہندوستان کے حاکم مدتون تک رہے ہین اونمین سے دو کو بھی ایک امر پر اتفاق نہین ہے
بلکہ ایک ہی افسر کی رائے کبھی کچھہ ہے کبھی کچھہ ہے۔ جو کچھہ کچا پکا علم اونکو حاصل ہوا ہے اوس پر اساس محکم
انتظام ملکی کی نہین رکھی جاسکتی۔ اگر بعض ظاہری امور واقعی معلوم ہو گئے ہون اور بعض مخفی امور
نفس الامری پردہ مین رہے ہون تو ضرور ہے کہ اون تعلقات پر بھی لاعلمی رہی ہوگی کہ جو ان معلوم
اور مجہول امور واقعی مین ہے۔ پس ایسے علم سے کوئی امر رفاہ خلائق اور ترقی جمہور بہ نسبت زمانہ ماضی کے

زمانہ آئندہ کو نہین پیدا ہو سکتا۔ سر جان شور تمام انتظام کی خرابیان اس جہالت کے سبب سے کہتے
ہین اور جہالت کی وجہ ملازمان سرکاری کے ذمہ کام کی کثرت بیان کرتے ہین۔ مگر یہہ عذر بد نظمی کا
بدتر از گناہ ہے یہہ عذر اون غلطیون کے واسطے ہو سکتا ہے جو خاص یہان کی خصوصیات کی لاعلمی سے پیدا ہوئین
ہون۔ مگر جو غلطیان کہ ایک جہالت امور عامہ اور اصول کلیہ سے پیدا ہوئین ہون وہ ہمیشہ قابل ملامت
ہین۔ الحاصل ان اسباب کی جہت سے لارڈ کورنوالس نے اون احکام کورٹ ڈائرکٹرز کی تعمیل کو ملتوی کر دیا
جو درباب بندوبست اراضی و مالگزاری تہے۔ اور چاہا دونون طرف سے تحقیق اور تفتیش کے درپے ہوا۔ اگر حقیقت
مین زمین کی مالک وہی تہی جو سب سے پہلے اوسکو آباد کرین مگر آخر کو زمانہ قدیم سے یہہ امر تسلیم کیا گیا ہے
کہ زمین کا مالک بادشاہ ہے گو فرانسیس اور بعض اور صاحبون نے یہہ دلائل بیان کئین کہ زمین کا مالک
حقیقت مین زمیندار ہے مگر اکثر کی رائے یہی ٹہری کہ یہان کے قدیمی دستور کے موافق زمین کا مالک بادشاہ
ہے مگر جب سب طرح کی تحقیقات ہو چکی ہے تو لارڈ کورنوالس نے اپنی شاہانہ فیاضی اور عالی ہمتی
سے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ زمین کا مالک زمیندار ہے خواہ وہ اصل مین تہا یا نہ تہا اور اس تدبیر سے گویا
زمین کی قدر و قیمت کو بڑہا دیا اور زمیندارون پر باب دولت کہولدیا۔ زمیندار کو زمین کے مالک ماننے کی تدبیر
مین آسانی ہی تہی کیونکہ پہلے سے ایک شخص جو زمیندار کہلاتا تہا ایسا موجود تہا کہ رعایا سے لگان
لیتا اور سرکار کمپنی کی جمع ادا کرتا یہہ بحث عبث تہی کہ زمین کا مالک کون ہے خواہ بادشاہ ہو خواہ زمیندار
کلام دونون صورتون مین وہی زمیندار کا تہا کہ اجرا اور ملک کے بیچ مین واسطہ دار [illegible] تہا غرض سرکار
اور زمیندار کے درمیان تو یہہ تعلق آسانی سے قائم ہو گیا مگر بڑی دشواری اسمین تہی کہ رعایا اور زمیندار
کے درمیان تعلقات کیونکر قائم ہون سلطنت تیموریہ مین جو قواعد کسانون کی حفاظت اور آسایش
کے [illegible] لی گئے تہے وہ کافی نہ تہی۔ زمیندار کسانون پر جو زیادہ جبر [illegible] تہے [illegible] اون بیچارے
[illegible] کے پاس [illegible] اور [illegible] سے چہٹکارا [illegible]
[illegible] مگر [illegible] بات کو [illegible] تہی جو چاہین کرین [illegible]
[illegible] ظلم و تعدی کو روکا مگر قانون اس ظلم کے [illegible] مگر غریب

کاشتکار اپنی خوف اور نامردی کے سبب سے اسی مین اپنی عافیت جانتا تہا کہ زمیندار سے نہ بگاڑون
امر کا سمجہنا تجربہ سے بہی اوسکو ثابت ہو چکا تہا۔ قاعدے جو رعیت سے لگان لینے کے تہے وہ مختلف
مقامات مین مختلف تہے۔ اور پہر دور آگے ایسے معاملات پیچ در پیچ تہے کہ انگریز اونکے سمجہنے مین اجنبی تہے
اس لئے اونکے سمجہنے کا قصد ہی چہوڑ دیا۔ رعیت کو زمیندار کے حوالہ کر دیا کہ جاہے جسطرح اوسے اپنا بندہ
کرے۔ فقط ظلم کے روکنے والی چیز ملک کا رسم و رواج تہا۔ کسانون پاس پٹہ تہا کہ جو مدت اوس مین لکہی
ہوتی تہی اوسمین کسان اپنی زمین پر قابض رہتا تہا۔ زمیندار یہہ چاہتا تہا کہ زمین سے جو کچہہ حاصل کیجئے
اور کسان کی حیثیت تہی کچہہ پرکہ نہ دیکہی۔ یہان تک نوبت پہونچی تہی کہ زمیندار نے تمام کسانون کے
آلات کاشتکاری کو کوڑیون کے مول بکوا دیا اور مویشی کو اوس پاس رکہا۔ غرض قطع نظر جبر و ظلم کے
ملک بہی یون ویران ہوتا تہا۔ انگریزی کلکٹرون کی یادداشت مین ہست و بود کی بابت باتین
تہین اور جسمین وہ لکہتے تہے کہ کیا تہا اور کیا ہے غرض ایسی معلومات سے بعد تحقیقات کے یہہ امر تشخیص ہوا
کہ اصول بندوبست دہ سالہ کو مستحکم کیجئے۔ اور اسکے ساتہہ ہی یہہ مقدمہ پیش ہوا کہ اس بندوبست دہ سالہ کے
ساتہہ ہی بشرط منظوری کورٹ آف ڈائرکٹرز بندوبست استمراری کا اشتہار دیا جائے۔ یا پہلے بندوبست دہ سالہ
کا تجربہ کیا جائے اور نتیجہ دیکہا جائے پہر بندوبست استمراری کیا جائے۔ مسٹر جان شور جو اسکام مین دل
و جان سے شریک ہوتے تہے کہا کہ ہنوز ہم کو علم کافی ایسا نہین حاصل ہوا کہ بندوبست استمراری پر بنیاد
کیا جائے۔ بہت امور زمینداروں اور رعیت کے درمیان کے ایسے طی ہونے باقی ہین جو دریافت طلب ہین
اور جب تجربہ کر لئے لینے چاہئین تب جسطرح معلوم ہو چکا کہ ہم نے اپنی بہتری نہین کی
زمیندار کو یہہ معلوم ہو چکا کہ اوسکو مال ہمیشہ اسکو قیمت گران پر نہین خریدا۔ لارڈ کورنوالس کو
اس بندوبست کے واسطے بڑا اضطراب تہا اور فرمایا کہ ہندوستان مین سرکار کمپنی کا مال ایک تہائی جنگل ہو گیا
ہے۔ کیا کوئی شخص اس بندوبست دہ سالہ کے اندر سرمایہ ایک ویران زمین کے آباد کرنے مین صرف کریگا ہرگز نہین
تجربہ جو کیا جاتا ہے تیس برس مین کیا تجربہ حاصل ہوا جو آئندہ امید کی کیجائے کہ تجربہ ہو گا تو
بندوبست استمراری کیا جائیگا۔ لارڈ کورنوالس کے ذہن مین یہہ امر نقش کالحجر تہا کہ اراضی کی سرسبزی

صرف مالکان زمین کی ذات پر موقوف ہو اور کسی اور طرح سے ممکن نہیں۔ لارڈ صاحب اور اونکے مشیرون نے یہ
خیال کیا کہ اراضی کی ترقی اور سرسبزی کے لیے مالکون کے مضمون کو دیکھنا چاہئے۔ تین باتین ایسی ہین کہ وہ مالکون
کے ہاتھ سے ترقی زمین کے مانع ہین اول جہالت دوم بہت کم سرمایہ کا پاس ہونا سوم مزارعین پر بہت
اختیار ہونا۔ یہ پہلی بات اس ملک مین بہت سے ہے سوا اون لوگون کے جنکا دل و دماغ تعلیم و تربیت اور گورنمنٹ
نے مہذب و شائستہ بنا دیا ہے بہت آدمی دولت کی نسبت حکومت پر زیادہ مرتے ہین۔ زمیندارون کا دل
جیسا کہ کاشتکار پر حکومت کرنیکو چاہتا ہے ایسا زمین سے روپیہ پیدا کرنیکو نہین۔ اس شوق کو پہلو مین جہالت
کو سمجھا تو یہ معلوم ہوگا کہ وہ زمین کی ترقی مین سب سے زیادہ حرج پیدا کرتی ہے۔ اس جہالت کا نتیجہ یہ ہے
زمیندار اسیر رہتا ہے کسان مثل غلام بنا رہے جب وہ سر اوٹھاتا ہے تو اوسکے نیچا کرنیکے لئے ایک گروہ ایک کہ خاک
مین ملانیکے لئے موجود ہوجاتا ہے پس ساری توجہ اوسکی اسی کے مغلوب کرنے پر ہوتی ہے اور زمین کی
ترقی قابلیت و پیداوار کا وہ خیال ہی نہیں کرتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب زمیندار کے پاس سرمایہ کثیر
ہوتا ہے تو وہ بالکل چین کا بندہ ہوجاتا ہے۔ ذرا اوسکے اندر بیٹھے رہنے مین ایسی آرائش دوست
بتدریج قلیل ہوتی ہے اور خیال نہیں کرتا اور اسکا اثر اوسکے دل پر نہیں ہوتا مگر جو زمیندار کہ سرمایہ قلیل
رکھتے ہین وہ اوسکی بڑہانے مین رات دن اراضی کی سرسبزی اور شادابی کی طرف توجہ کرتے ہین حقیقت
زمین کی ترقی اوس کاشتکار پر موقوف ہے جسکو یہ توقع ہو کہ جو اس زمین کی پیداوار بڑہانے اور زیادہ کرنے سے
فائدہ ہوگا وہ میرا ہی ہوگا۔ یہ توقع جیسا زمین کی ترقی کی زراعت پر اثر کرتی ہے کوئی اور چیز نہیں اثر کرتی
پس یہ بات ایک ہندوستان مین ایسی ہے کہ جسکی مثال کہین اور تاریخ مین نہ ملی کہ بادشاہ اور کاشتکار کے
درمیان کوئی اور واسطہ دار نہ ہوتا اور حقوق زمیندار کا بھی معاوضہ کامل ادا ہوجاتا مگر اب زمین کی ترقی
کے لئے بادشاہ کا حق مالکانہ کاٹ کر جو زمیندارون کو دیا گیا وہ کاش کاشتکارون کو دیا جاتا تو ایک گروہ کثیر التعداد
امیر ہوجاتا۔ اور زمین سرسبزی اور شادابی سے مالا مال ہوجاتی۔
جسوقت تک اس بندوبست کی تدابیر پختہ ہوئین انگریز ایسے ملک کے حال سے ناواقف تھے کہ حیران تھے کہ کس جمع پر
بندوبست کیا جاوے۔ بعض کہتے تھے کہ جمع جو ابوالفضل نے لکھی ہے [illegible] اور بعضی کی جاویگی بعض کہتے تھے

بہت تیز ہو۔ اسکو ٹہرانا چاہیے مگر گورنمنٹ نے بہی کسی سال کا اوسط نکال کر اوسکے موافق بندوبست کر دیا
ولایت سے اوسکی مخالفت ہوئی کہ زمین کی پیمائش و حیثیت کی تحقیق مین پڑکر معاملہ کو جہگڑے مین نہ ڈالین
اور یہہ فقرہ نہایت رعایا پروری کا اس موقع پر لکہا آیا کہ اگر جمع نرم ہو تو اوسکو نہ بڑہاؤ سخت مت کرو
اسلیے کہ جمع نرم سے رعایا کی دولت بڑہیگی اور رعایا کی دولت بڑہنا عین سرکار کا دولت بڑہنا ہے۔
اس بندوبست کی ہدایتین صوبہ **بنگال** مین ۱۷۸۹ء مین بہیجی گئین اور سال آئندہ مین **بہار** مین اور
۱۷۹۱ء مین اوس انتظام جدید کے لیے مجموعہ قوانین کی اشاعت ہوئی۔ اس سال مین تینون صوبون **بہار**
بنگال۔ اڑیسہ اور **بنارس** سے ۳۰۲۵۴۵۹۳ روپیہ مالگزاری کے وصول ہوتے تہے ۱۷۹۳ء تک
ہر ضلع مین بندوبست دہ سالہ ہوا۔ لارڈ **کورنوالس** کی تحریر کا بندوبست استمراری کے باب مین وہ اثر
کورٹ ڈائرکٹرز پر ہوا کہ اونہون نے اسی سال مین اوسکی منظوری بہی بہیجدی۔ اور آخر کو ہمیشہ کا اشتہار دیا گیا۔
چونکہ نظر دیسہ سہار مین اشیاء تجارت کو دیکہیے تو وہ پیداوار زمین ہین اگر یہان آدمیون کی خوراک کو دیکہیے تو
وہ زمین کی پیداوار ہے۔ غرض سارے کامون کا مدار زمین کی پیداوار پر ہے۔ اسلیے سرکار انگریزی کی توجہ
ان صوبون کے انتظام مین امور ترقی زراعت پر از حد متوجہ ہوئی اول اوسنے سب سے عمدہ تدبیر یہہ کی کہ
اوائل ایام سے تا زمان حال اراضی کی جمع سرکاری کبہی ایک طور پر قائم نہین رہی مگر اب سرکار نے ملکیت اراضی کو
زمینداروں کے مفوض کیا۔ اور مالگزاری سرکار ہر محال پر برائے دوام مقرر کی۔ ان تدبیر سے مالکون کو
اپنی اپنی اراضی کی حیثیت کے زیادہ کرنیکا حوصلہ ہوگا اور جو سرمایہ کہ ترقی زراعت کے واسطے ضروری ہے
وہ اونکو حاصل ہوگا پیشتر حسب ضابطہ کبہی ملکیت اراضی زمینداروں کو مفوض نہین ہوئی اور نہ اونکو بلا حصول
منظوری سرکار یہہ اجازت تہی کہ اپنے حقوق مقبوضہ کو منتقل کرین یا باستغراق اراضی روپیہ لین اور مطالبہ
سرکاری کا حال سب اراضی کی نسبت یہہ تہا کہ حسب مرضی سالانہ یا اکثر اوقات زمین مین تغیر و تبدل
ہوتا رہتا تہا اور اوسکی تعداد اس نہج پر مقرر کیجاتی تہی کہ جو لگان رعایا اسامیون پر بابت ہر ایک بیگہہ
اراضی مزروعہ کے واجب الادا ہوتا تہا اوسکے مجموعہ کا اہلکاران سرکاری تخمینہ کر لیا کرتے تہے اور اوس مین
بعد وضع اخراجات تحصیل کے بطور معمول گیارہ حصون مین سے دس حصے حق سرکار بہیجے جاتے تہے اور باقی ایک حصہ

حق زمیندار ہوتا تہا۔ اگر مطالبہ سرکار ادا کرنے مین انکار ہوتا تہا تو اراضی سے اوسکی بیدخلی کیجاتی تہی اور
اراضی خواہ بطور مستاجری دیجاتی تہی یا عہدہ دار سرکاری تحصیل کیواسطے مقرر ہوتا تہا اور زمیندار کا
حصہ مذکورۂ بالا یا اوسقدر زر جو از روی رسم خاص یا بحکم سرکار مقرر کیا جاتا تہا مستاجر کی طرف سے یا خزانہ
سرکاری سے اوسکو دیا جاتا تہا جس صورت مین کہ زیادہ زراعت صرف باعث [illegible] کا ہوتا تہا بلکہ
قبضہ ملکیت ہی غیر متعین رہتا تہا تو زمیندار کو اپنی اراضی کی حیثیت کو بڑہانے مین کم رغبت ہوتی تہی
اور اہل زر کو کوئی فائدہ اراضی کی حیثیت کے بڑہانے مین نہ تہا۔ [illegible] نظر نہین آتا تہا کیونکہ
اوس حال مین صرف منافع بلکہ لگائے ہوئے سرمایہ کے محفوظ رہنے کا بہی اطمینان نہین ہوتا تہا یہی
جن وجوہ سے کہ اراضی کی حیثیت ترقی پذیر نہین ہو سکتی تہی وہی باعث اوس قلیل مالیت [illegible]

سر مال گزاری مین علاوہ محاصلات زمین کے محصولات سائر بہی داخل تہے۔ زمیندار کا کام
اوسکا وصول کرنا بہی تہا۔ ان محصولات کی آمدنی کچہہ بہت نہ تہی۔ اسلئے جولائی سنہ ۱۷۹۰ء کو محصولات
سائر کی موقوفی کا حکم صادر کیا گیا۔ اخلاق کی [illegible] صرف ابکاری کا محصول
قائم رہا اور جو نقصان مالگزاری کا اس سائر کی موقوفی سے مالکان زمین کو ہوا [illegible] کا بدل
سرکار نے اونکو دیا۔ [illegible] ملک مین [illegible]
یہہ طریقہ تہا کہ [illegible]
لیا تہا۔ اور فائدہ اوٹہایا اسکا بیان ہو چکا ہے [illegible]
پانچ برس کا اجارہ دیدیا جاتا تہا۔ لارڈ کورنوالس نے صرف [illegible]
کا بدل دیا۔ اور نمک بنانیوالون کے واسطے قانون مقرر کیا [illegible]
اور یہہ تجویز کیا کہ تہوڑی تہوڑی مقدار نمک کی نیلام [illegible] ہوتا تہا
اونکو [illegible] کرکے کام لیتے تہے اور جو اس مین فریب و دغا ہوتی تہی [illegible]
تین سال پہلے کی آمدنی [illegible] روپیہ سالانہ تہی۔ لارڈ کورنوالس [illegible]
سنہ ۱۷۸۳ء سے سنہ ۱۷۸۷ء تک [illegible] روپیہ غرض [illegible]

سبب سے کچھہ زبردستی قیمت ٹہراتے ہیں۔ افیون کا ٹھیکہ بھی نمک کی طرح سے سلطنت مغلیہ مین دیا جاتا تہا مگر اب لارڈ کورنوالس نے یہہ ٹہرا دیا کہ افیون بونے والی کو ٹھیکہ دار اس حساب سے قیمت دیا کرین اور پہر وہ ٹھیکہ دار سرکار کے ہاتھہ اس قیمت سے افیون بیچا کری۔ اسسے وہ قاعدہ جو ٹھیکہ دار افیون کے کاشتکار پر زبردستی خاص قیمت ٹہرا کر لیا کرتے تھے جاتا رہا۔

رعایا اور زمیندار کے درمیان جو ایک سلسلہ جبر و ظلم جاری تہا اوسکے انقطاع کے واسطے یہہ قانون مقرر کیا گیا۔ کہ جو کاشتکار اپنی اراضی کا قبضہ اندازدوازدہ سال رکہتے ہون اونپر بیشی لگان کی نہ عہدہ داران سرکاری کر سکتے ہین اور نہ زمیندار یا دوسرا واقعی مالک اراضی کا۔ جو اپنی اراضی کی بابت اقرارنامہ مالگذاری داخل کر چکا ہو اور جو استمرار دار کہ جو مقرری پر قبضہ اپنی اراضی کا اتنی مدت نہین رکہتے ہین اگر اونکی نسبت بہی زمیندار نے یا دوسرے واقعی مالک اراضی نے بذریعہ سند کے یہہ لکہدیا ہو کہ اونپر بیشی لگان نہین کیجائیگی۔ تو وہ اپنی نفع کے واسطے مجاز انحراف شرائط مندرجہ سند مذکور کا نہ ہوگا بلکہ اوسکو نسبت لگان کے بمقدار مطالبہ کا پابند رہنا پڑیگا جو برضا و رغبت اوسنے قبول کیا ہوگا اگر کسی حال مین یہہ ثابت ہوگا کہ زمیندار یا دوسرا مالک اراضی اپنے حق سے زیادہ کاشتکار سے اخذ لگان کرتا ہے تو عدالت کو لازم ہوگا کہ اوسسے بطور تاوان بقدر دو چند تعداد اوس اخذ بالجبر کے معہ خرچہ نالش فریق دادخواہ کو دلاوے۔

لارڈ کورنوالس نے دیوانی عدالتون کے انتظام مین بہت کچھہ ترمیم کی پہلے جو کلکٹر ضلع کا ہوتا تہا وہ دیوانی کا جج اور فوجداری کا مجسٹریٹ ہوتا تہا۔ اب ۱۷۸۹ء مین حکام کی یہہ مرضی ہوئی کہ یہہ تینون عہدے علیحدہ علیحدہ ہوجائین۔ بعد تجربہ کے لارڈ کورنوالس نے ہی ۱۱ فروری ۱۷۹۳ء مین اپنی یادداشت مین لکہا کہ جو انتظام بالفعل ہے اوسمین ہندوستانیون کی حفاظت و حراست کلکٹر کے ذات پر موقوف ہے اگر وہ نیک اندیش اور انصاف دوست اور شریف اور خوش نیت ہو تو رعایا کی نیک نصیبی ہے اگر اوسکا مزاج اسکے خلاف ہے تو وہان رعایا کی عجب کم بختی ہے۔ اگر کلکٹر ظلم کرے تو اوسکے ظلم کا فریادرس وہ خود ہے۔ گو اوسکے احکام کے واسطے بورڈ ریونیو اور صدر دیوانی عدالت ہے۔ مگر وہ اس قدر

فاصلہ پر رعایا کے ہے کہ وہان آتے ہی آتے تک خرچ کی زیرباری سے غریب مظلوم کا تو دم نکل جائے چونکہ طرح طرح سے
یہہ منظور تہا کہ ملک کی زراعت اور تجارت کو ترقی ہو اسلئے یہہ تدبیر عمل مین آئی کہ ابتک سرکار اور زمیندار
کے فیمابین تمام تنازعات او تشخیص جمع اور مالگزاری سرکار کی تحصیل کی بابت مقدمات اور دعاوی
متنازعہ فیما مین زمیندار اور اونکے رعایا و دیگر اشخاص متعلق تحصیل لگان کہ عدالت ہای مال مین رجوع
ہوتے تہے - اور ان مالی عدالتون کے حاکم صاحب کلکٹر ہوتے تہے - اور اونکے فیصلے کے اپیل محکمہ بورڈ مال
مین ہوتے تہے - اور بنا راضی حکم صاحبان بورڈ کے نواب گورنر جنرل کی اجلاس کونسل کے ضیغہ مال مین
اپیل ہوا کرتے تہے پس جبتک کہ حاکمان مال کو یہہ اختیارات تجویز مقدمات مفوض ہین مالکان اراضی
کو جو حقوق دئے گئے ہین اونکی حفاظت پر اطمینان نہین ہوسکتا ہے - علاوہ اسکے اغراضات ان
عدالتون کی نسبت اس وجہ سے بہی پیدا ہوتے ہین کہ اونکی کارروائیان بے قاعدہ اور بطور سرسری اور
اکثر یکطرفی ہوا کرتی ہین - اور نیز صاحبان کلکٹر بسبب اپنی امورات مالی مین مصروف ہونے کے بہت کار عدالت
کو انفصام یا ملتوی کردیتے ہین - اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ اگر احیاناً قوانین تشخیص و تحصیل مالگزاری سرکار
سے انحراف کیا جای تو خود حاکمان مال انحراف کرنے والے ہونگے - اور جن شخصون کو کہ اس سے اونکے
ایک اختیار کے ضیغہ سے ضرر پہنچا ہو وہ امید نہین رکہہ سکتے ہین کہ حاکمان مذکور اپنے دوسرے ضیغہ مین جو
ضیغہ اختیار کے داد رسی کرینگے - علی ہذا القیاس حاکمان مال بوجہ کثرت امورات مالی کے فیمابین مالکان
اراضی اور اونکی اسامیون کے انصاف قانوناً کرنیکے لیے لائق نہین ہین اسلئے کہ قبل ازانکہ زراعت کی ان
ترقیون کی امید ہوسکے جو مطلوب ہین یہہ لازم آیا کہ واسطے حفظ ملکیت اراضی اور اون حقوق کے جو اوس سے
لاحق ہوتے ہین کوئی اور تدبیر کیجائے - سرکار کو چاہئے کہ جو حقوق و استحقاق کہ سرکار نے بمنصب توضیح
قوانین کے زمینداران کو دئے ہین اون مین دست اندازی بمنصب عاملی نکرے پس لازم ہوا کہ عہدہ داران
مال سے اختیارات عدالت کے لیے جائین - سرکار کو تمام دعاوی مالی جب اونکی نسبت بموجب قوانین کے
تنازع ہو جائے کہ عدالت دیوانی مین سماعت کئے جائین جنکے حاکم صاحبان جج بمنصب اپنے عہدون اور
بنظر نوعیت امور مفوضہ کے اپنے فیصلون کے نتائج مین بالکل بے غرضانہ عمل کرینگے سلکاو نیز لازم ہوگا

فیمابین سرکار اور مالکان زمین اور نیز فیمابین مالکان زمین اور اونکے اسامیون کے بلا طرفداری فیصلہ کرین اور صاحب کلکٹر مال ہی صرف اختیار تجویز کرنے خود اپنے کیے ہوئے اموراتکا ہی دیا جاوے بلکہ چاہیے کہ بابت اون امور کے اور نیز عدالت دیوانی مین نالش ہو سکے اور سرکاری مطالبون کو اس قید سے وصول کیا کرین کہ اگر زیادہ بہ نسبت اوس تعداد کے جو مستحق سرکار اونکی طلب کی جائز ہی اونکی ذات سے عمل مین آیا ہو تو وصول تحصیل کے واسطے مقرر ہین انحراف کرین تو بابت ایسی امر کے خود اونکی ذات پر نالش ہو سکے۔ ایسی صورت مین کوئی ناحق لینا ... شرط مفصل بندوبست کو از روئے قوانین دیے گئے ہین اون مین وہ دست اندازی کرسکے یا دلالت اونکی املیت مین خلل انداز ہو نتیجہ بالضرور اسکا یہہ ہوگا کہ ملکیت اراضی سبب ملکیتون کے زیادہ بیش قیمت ہو جاویگی اور لوگ زراعت کی اون ترقیون کی طرف توجہ کرینگے جو واسطے بہبود خلائق اور ملک کے بدرجہ مساوی لابد ہین پس یکم مئی ۱۷۹۳ع سے عدالتہای مال موقوف ہوئین اور دیوانی عدالتین اسطرح قائم ہوئین کہ ہر ضلع اور بڑے بڑے شہرون مین ایک عدالت دیوانی او فوجداری حاکم اعلی جج مقرر ہوا جو کلکٹر سے بڑا عہدہ رکھتا تہا اور اوسکے ساتھہ ایک رجسٹرار مقرر کیا گیا اور بعض اور حکام متعہد اوسکے اسسٹنٹ یعنی مددگار مقرر کیے گئے۔ اور ہر جج کے ساتھہ مفتی اور پنڈت مقرر ہوئے تاکہ جن مقدمات کا فیصلہ شرع اور شاستر پر موقوف ہو اوسمین فتوی اور بوستہا مفتی اور پنڈت سے لیا جاوے۔ اس عدالت کے ماتحت ہر قسم کے آدمی تہے باستثناء اہل ولایت جنکے واسطے سپریم کورٹ مقرر تہا۔ سو روپیہ تک کے مقدمات کو رجسٹرار فیصل کر دیتا تہا ہر ضلع مین چہوٹی چہوٹی عدالتین مقرر کی گئین اور اونمین ہندوستانی کمشنر مقرر کیے جو پچاس روپیہ تک کے مقدمات کا فیصلہ کرتے اونکی تنخواہ کچہہ نہین مقرر کی بلکہ ایک آنہ فی روپیہ اونکی فیس مقرر ہوگئی جتنے روپیہ کے مقدمات فیصل کرتے اوتنی روپیہ لے لیتے حقیقت مین یہہ لوگ پنچ تہے جو مقدمات کو سرسری یعنی فقط اپنی عقل کے موافق فیصل کر دیتے تہے وہ عدالت دیوانی کے پیچ پاچ کے دستورات اور تحقیقات مین نہین پڑتے تہے ضلع کی عدالت مین اونکے فیصلہ کا اپیل ہو سکتا تہا رجسٹرار اور ان ہندوستانی کمشنرون کے فیصلون کے اپیل مین صاحب ضلع کے جج کا حکم ناطق و نافذ تہا اور پہر اوسکے اپیل نہین ہوتا تہا پہلا اپیل بورڈ اور دوسرا یعنی گورنر جنرل مع کونسل مین ہوتا تہا۔ انتظام کے بموجب

ہلکا ہونیکے لئے گورنر جنرل مع کونسل لے یہہ تجویز کیا کہ ہزار روپیہ کا اپیل نہین سنا جائیگا۔ یہان پر
شاذونادر ایسے مقدمات ہوتے تہے کہ جو اس مقدار کے ہون اسلئے گویا اپیل کی عدالت سے ہندوستانی
بالکل محروم کردیے گئے سوا اسکے اگر مقدار کم بہی کردی جاتی تو کلکتہ کے جانیکا اور اخراجات ایسے تہے
کہ کون اپیل کرتا تہا۔ اس عیب کے دور کرنیکے لئے لارڈ **کورنوالس** نے چار اپیل کی بڑی عدالتین ایک
کلکتہ کے قریب جوار مین اور باقی ڈہاکہ۔ پٹنہ۔ مرشدآباد مین مقرر کین۔ عدالت مین تین جج
اور ایک رجسٹرار اور دو ایک ڈپٹی اسسٹنٹ اور قاضی اور مفتی اور پنڈت مقرر ہوے۔ اور یہہ عدالت
ضلع کی عدالت کی فیصلونکا اپیل سننی لگی ور اوسکو اختیار رہا کہ وہ عدالت ماتحت کے فیصلون کو
منسوخ کرے یا ترمیم کرے یا واپس بہیجدے۔ یا از سر نو تحقیق کرے۔ پہر ان عدالتون پر بہی ایک عدالت
صدر دیوانی مقرر ہوئی۔ اوسکی حاکم گورنر جنرل ور اوسکی کونسل کے ممبر اور قاضی القضاۃ و مفتی
اور دو پنڈت اور رجسٹرار اور کئی اسسٹنٹ تہے۔ وہ عدالتہای مرافعہ اولی اور ضلع کی عدالتون کے
فیصلون کے مرافعہ اخری کو سماعت اور تجویز کرتی۔ اول ہزار روپیہ تک مقدمون کا اس عدالت
مین مرافعہ ہوتا مگر مقدمات کی کثرت ہوئی تو بجای اسکے یہہ خیال کرتے کہ اپیل کے بہت ضرورت رعایا کو پڑتی
ہے مقدمات کی مالیت کو اپیل سننے کے واسطے زیادہ بڑہا دیا جسے اپیل کرنے والا دادرسی سے محروم ہو گئے
پچاس ہزار روپیہ کا مرافعہ ولایت مین بہی بادشاہ کے حضور مین بہی پیش ہو سکتا تہا۔ دیوانی عدالت کے
جتنے کام گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہوے وہ سب ایسے پیچدار تہے کہ بیان کی سیدہی سادہی دیوان کو بڑی
دقت اوٹہانی پڑتی۔ سیکڑون اصطلاحین قانون مین داخل تہین۔ انکے سمجہنے کے لئے بڑی سمجہ
درکار تہی عبارتین ایسی مشتبہ اور مغلق تہین کہ صاف صاف مطلب سمجہہ مین نہین آتا تہا۔ یہان کے
باشندے دیوانی کی قانون کی پیچیدگیون کے سبب اپنے مقدمہ کو عدالت کے روبرو پیش نہین کر سکتے
تہے اسلئے ضرورت پڑی کہ وکلا مقرر کئے جائین اور شخص جو اہل مقدمہ کی طرف سے مقدمہ کو عدالت کے لئے
قانون کے موافق پیش کرے مقرر کیا جائے۔ پہر اس فرقہ کی تیاری کے واسطے ایک قانون جاری
ہوا اور یہہ فرقہ تیار ہوا۔ اوسکو وکالت فیس فیصدی مقرر ہوئی۔ پہلے یہان کا دستور تہا کہ حاکم مسلم

کرنیکے عوض مین جو تہہ یعنے پچیس ۲۵ فیصدی لیتا تہا اسکو سرکار کمپنی نے موقوف کردیا تہا۔ اوسکی جگہہ فیس مقرر کی جو ہر مقدمہ کے دائر کرنے مین اہل مقدمہ کو دینی پڑتی تہی۔ لارڈ کورنوالس کے نزدیک یہہ سمجہتے تہے کہ جو چیز دادرسی کو روکے وہ بری ہے اور اس مقولہ پر اونکا عمل تہا کہ جہان انفصال تنازعات کے لئے عدالت ارزان نہین ہے وہان عدالت ہی نہین ہے۔ اسلئے اونہون نے اس فیس کو بہی موقوف کردیا اور کسی قسم کی فیس باقی نہین رکہی۔ فقط وکیلون کے اور گواہون کی فیس کو قائم رکہا۔ ججون کے واسطے بہی سوا تنخواہ ماہوار کے کوئی اور صیغہ بالائی یافت کا نہین چہوڑا۔ یہہ ایک بڑا احسان ہندوستانیون کی جان پر اونہون نے کیا۔ لارڈ کورنوالس کی توجہہ کچہہ مال و دیوانی سے فوجداری کی طرف کم نہ تہی۔ ۱۰ نومبر ۱۷۹۰ع کو اونہون نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکہا کہ جو ملک تمہارے قبضہ مین ہے اوسکا انتظام درست جب تک نہین ہوسکتا اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت بخوبی نہین ہوسکتی کہ فوجداری کی عدالت کا حسن انتظام نہو اوسکا حال نہایت ابتر ہے مجہے اس امر کا دل سے شوق ہے کہ وہ برائیان جنسے گورنمنٹ کی بیعزتی ہورہی ہے تجارت کے بازار بند ہورہے ہین۔ تمدن اور معاشرت سے رعایا مین خلل پڑرہا ہے اونکا علاج مدراس جانے سے پہلے کردون۔ اونہون نے فوجداری کے قوانین کی تعمیل کے واسطے چارون طرف عدالتی کچہریون کے ججون کو حاکم مقرر کرکے چار کچہریان فوجداری کی قائم کین۔ اور دیوانی کی طرح اس صیغہ مین ایک جج اور اسسٹنٹ اور ہندوستانی افسر اسکے مددگار مقرر ہوئے اور اونکا کام دورہ کرنیکا مقرر ہوا۔ چارون شہرون مین جہان ضلع کی عدالتین تہین وہان حوالات کے قیدیون کے مقدمات کی تجویز کے لئے یہہ مقرر کیا کہ ہر مہینہ مین

ضلع کلکتہ مین چار اجلاس و دیگر اضلاع مین سے ہر ایک ضلع مین دو اجلاس ہوا کرین جج ہر سال دو دورے کرین یعنے دورہ اول یکم اپریل سے اول جج اور صاحب رجسٹرار اور مفتی شروع کرین اور دورہ ثانی دو جج اور ہندوستانی افسر اور یہہ صاحبان جج اپنی اپنی قسمت مین جمیع اضلاع کے صاحبان مجسٹریٹ کے صدر مقام مین جایا کرین اور حوالات کے قیدیون کے مقدمات کی تجویز کیا کرین۔

پس جب یہہ جوڈیشل اختیار کے مقدمات مین مقرر ہوئی تو محکمہ اپیل بند ہوجاتا ۱۷۹۲ع مین ہی اسکے

خرابی معلوم ہوئی اور یہہ حکم ہو گیا کہ ایک جج مرافعہ سننے کے لئے دورہ کو نہ جایا کرے۔ مگر مرافعہ سننے کے واسطے قانون
کے بموجب دو ججون کا ہونا ضرور تہا اسلئے اس قاعدہ کی کارروائی بخوبی نہ ہوئی اسلئے سنہ ۱۸۴۳ع مین حکم ہوا کہ
دو جج دورہ کو نہ جایا کرین سوا ان عدالتون کے صدر نظامت کی بہی عدالت تہی اوسکے حاکم گورنر جنرل
مع ممبران کونسل اور قاضی القضاۃ اور مفتی تہے۔ یہہ جج دائر سائر کے ضلعون مین جاتے اور وہان کے
مجرمون کے ثبوت جرم اور عدم ثبوت جرم کے گواہ لیتے اور اونکے اظہار قلمبند کرتے اور اگر مجرم اقرار کرتا تو
اوسکا اقرار لکہتے پہر یہہ کاغذات مفتی اور قاضی کو جو کہ مقدمہ کے صاحب جج کے ساتہہ سماعت کرتے تہے
دیتے اور وہ مسلمانون کی شرع کے موافق جو سزا مناسب تہی لکہتے اور اوس پر اپنی مہر ثبت کر دیتے
اب اگر صاحب جج اور قاضی اور مفتی کی رایون مین اتفاق ہو جاتا تو مقدمہ فیصل ہو جاتا اور اگر اختلاف
تو صدر نظامت کو تمام کاغذات مقدمہ بہیج جاتے صاحب جج اپنی رای اور سبب اختلاف اوسکے ساتہہ لکہتے
جب جج دورہ سے فارغ ہو کر آتے تو اونکو اپنے تمام کامون کا روزنامچہ صدر نظامت کو بہیجنا پڑتا
اور ان ججون سے معمولی رپورٹ مین طلب ہوتی تہین جنسے یہہ معلوم ہوتا کہ کیا کیا برائیان باقی ہین اور اونکی
کیا کیا علاج ہین یہہ کام تو ایک دانشمند اور فرزانہ گورنمنٹ کا ضرور تہا۔ لارڈ کارنوالس نے قانون کی
تعمیل کے لئے یہہ آلات اور اسباب تیار کئے مگر اب سوال یہہ ہے کہ وہ قانون کیا تہا جسکی چلانے کے لئے یہہ کل
بنائی گئی۔ ہندوستانیونکو جو حقوق سرکار کی طرف سے دئے گئے تہے اب قانون کا کام یہہ تہا کہ وہ ان
حقوق کی تعریف کرتا کہ وہ کیا ہین اور اونکا نقص کیا ہے۔ یہہ تو ناقص ہونا تمام تہی کہ آدمی قانون
کی تعمیل کے لئے مقرر ہون اور در حقیقت قانون موجود ہی نہون۔ بن دولکی طرح مسلمانون اور ہندون کے
قوانین جو اونکے حقوق کرتے ہین قرآن شریف اور دہرم شاستر ہین۔ مگر وہ قانون آدم انسانون کے
حقوق قائم کر سکتے ہین کچہہ ہندوستان کی مخصوص نہین ساری خدائی کے لئے ہو سکتے ہین۔ قاضی
اور مفتی اور پنڈت جو اونکے موافق فتوی اور ویوستہا لکہتے خود متردد اور ڈانواڈول رہتے۔ غرض جو
کام تہا بے ثبات اور غیر محقق تہا اسلئے جو جسکا جی چاہتا تہا وہ کرتا تہا تہوڑی باتین ایسی تہین جو
قانون کے احاطہ مین آئی تہین باقی عدالت کی لکڑی کوئی قانون تہا جو عدالت چاہتی وہ بن گئے قانون

بنالیتی ہے کے لئے کوئی مجموعہ قوانین نہیں بنا جسکا وہ پابند ہو کر کام کرتا - اور خلاف اسکی کام کرتا تو سزا پاتا
اپنے لئے وہ آپ ہی قانون بناتا اور آپ ہی اوسکی تعمیل کرتا بعینہ یہہ حال تہا کہ کوئی شخص بعوض بڑی بڑی تنخواہ پر
نوکر رکہہ لے اور تانبے اور چینی کے برتن بہت بڑے بڑے خرید لے مگر کہانے کے لئے کوئی چیز نہ دے - گو یہہ حال تہا کہ
اسپر ہی خیال کرنا چاہئے جو ہم آگے لکہتے ہیں کہ یہہ حماقت کا خیال انگریزوں کے دلوں میں نہیں تہا کہ
خود عدالت اور کچہری ہی قانون ہے - اور جب عدالت مقرر ہو جاتی تو کچہہ ضرور نہیں ہے کہ قانون اوسکی
تعمیل کے واسطے بنایا جاوے بلکہ وہ خود ہی قانون ہے - یہہ کوئی فلسفہ تو تہا نہیں کہ ایک حکیم اوسکو بے تجربہ کے
اپنے خیالات سے بنا لیتا - اگر گورنمنٹ ایسی فلسفانہ کام کرتی تو اپنی سفاہت سے اپنے تئین برباد کرتی - غرض
پہلے تجربہ حاصل کرنا ہندوستان کے لئے قانون بنانے کے واسطے ضرور تہا - گورنمنٹ نے یہہ اول سبق پڑہنا شروع
کیا اور بتدریج اوسمین ترقی کی - تجربہ کرنے میں بیشک غلطیاں اور نقصان ہوا ہے وہ بیشک ہوا - آخرکو
بتدریج وہ ترقی کی جسکو ملک میں انسداد جرم ہوا - ارتکاب جرم کی تعداد کم ہوئی - زراعت اور تجارت کی
ترقی ہوئی - باوجود ان سب باتوں کے لارڈ کورنوالس کی تعریف اس الانطق کی نہیں ہو سکتی کہ
اونسے اس امر کو دل سے چاہا اور زبان سے کہا اور بطور نمونہ مشتے از خروارے کرکے دکہا بہی دیا کہ حقوق رعایا
کے لئے اور جان ومال کی حفاظت کے واسطے قانون لکہے جائین اور اونکی وجوہات اور براہین اونکی پیشانی
پر تحریر ہوں کہ وہ کس اصول پر مبنی ہیں اور وہ منطبع ہو کر ملک میں شائع کئے جائین اور اونکا ترجمہ اس
ملک کی زبان میں ہو اور جس طرح ان قانون کی تعمیل ہو وہ قاعدے بہی مقرر کئے جائین - اور تمام حکام
اون آئین کے پابند ہو کر کام کا انصرام کرین - یہہ امر رفاہ خلائق کے لئے ضروری ہے کہ افراد اپنے ملک کی
قانون سے واقف ہوں - اور اونکے موافق اپنی حق تلفیون کا تدارک کر سکین - قوموں کی ترقی اور تنزل
کا سرچشمہ قانون ہوتے ہیں - جو گورنمنٹ ایک مجموعہ قوانین مقرر کرکے اوسکے موافق حق رسی رعایا
کی کرتی ہو اور رعایا ان قوانین کو جانتی ہو اور اوسے اپنی حقوق کی حفاظت کرتی ہو - اور جنکے تجربہ
سے کوئی غلطی اونمین ہوتی ہو تو اوسکی ترمیم گورنمنٹ کرتی ہو تو وہ اپنا حق ادا کرتی ہے - قوموں کی ترقی اور تنزل کے
اسباب ہمیشہ سے اس مجموعہ قوانین کی حالت پر موقوف ہوتے ہیں - رفاہ انسانی کے لئے کوئی

رائے اس امر سے زیادہ منفعت رسان انسان کے ہونٹون سے نہین نکلی ہے جیسے یہہ کہ ملک کا
فرمان روائی ایک مجموعہ قوانین کے موافق کیجائے - لارڈ کورنوالس کا مجموعہ قوانین سنہ ۱۷۹۳ع
جو قوانین ہند کا دیباچہ ہے دیکہہ کر ہندوستانیون کو اونکا دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اونہون نے
ہمارے لیے بہی رفاہ اور فلاح کا دروازہ کہولا - اور ہر ہندو و مسلمان کو بتلایا کہ وہ بہی آدمی ہے
اور اپنے حقوق رکہتا ہے اور اگر وہ تلف ہو جائین تو لیون پا سکتا ہے - لارڈ کورنوالس کی
ترمیم اور اصلاح کا یہہ نتیجہ تہا کہ پہلے جو مسلمانون کے قوانین کے موافق قطع اعضا [illegible] کرتے
تہے - اور سخت سزائین جو ہندوستان کی رسم و رواج کے موافق دیجاتی تہین موقوف ہوئین اور پہلے
جو قرضدارون کو قرض خواہ گرفتار کرکے جبر اور ظلم سے اپنے وصول قرضہ مین کرتے تہے یا زر لگان کے
وصول کرنے مین زمیندار بیچارے غریبون کا سر گنجہ بانٹ تے تہے - یہہ سب طریقے موقوف ہوئے اور یہہ جہگڑے
اب عدالت مین دائر ہونے لگے - اب ایک اور صیغہ پولس کا باقی رہا ہے اوسکی طرف بہی گورنر جنرل نے
توجہ فرمائی - ضرور تہا کہ تمام ملک مین پولس ایسا کارگزار مقرر کیا جائے کہ مجرمون کو عہدہ داران عدالت کی
سراغ رسانی سے امید گریز نہ رہے - لوگون کو ارتکاب جرم سے باز رکہنے کے لیے اوسکا ہونا ایسا ہی ضروری
ہے جیسا کہ مجرمون کی سزا جلد از جلد و انصاف لازم ہے - یہان دستور تہا کہ موافق زمیندارون اور تاجرون
کے اقرار نامون مین جو عبارت داخل کیجاتی تہی اوسکے موافق اونپر امن امان رکہنا واجب تہا - اس
اگر کوئی چوری اونکے محال یا علاقہ مستاجری مین ہو جاتی تو چورون اور مال مسروقہ دونو کا سراغ رسانی
کرکے پیدا کرنا اونپر واجب تہا - مگر اس ذریعہ سے انسداد واردات اور جرمون کا نہوا بلکہ بہت جگہ جرم شدہ
اور بہت سی بدنظمیون کا اضافہ اس نہج پر ہوا کہ زمیندار و مستاجر زمین جو اقرار نامہ کی رو سے تہانے
سے پولس یا اپنا ملازم رکہتے وہ مجرمون سے گٹہ جاتے اور باہم سازش ہو جاتی - اسلئے گورنر جنرل نے بنظر
محافظت جسم و مال رعایا کی جو اونکے آرام اور راحت اور فلاح عام کے واسطے ضروری ہے یہہ قانون جاری
کیا کہ آئندہ ملک کی پولس بر طرف نہین عہدہ دارون کا انتظام ہوگا جو گورنمنٹ کی طرف
سے اس کام کے انصرام کے لیے مقرر ہون اب زمیندارون اور مستاجران اراضی کو حکم دیا گیا کہ

عملہ تھانہ داروں کے اور اہل کاروں پولس کے جو ملک میں امن رکھنے کے واسطے اونکو ملازم رکھنے پڑتے تھے
موقوف کرائے گئے آئندہ تمام زمینداروں اور متاجران اراضی کو ایسے عملوں کے ملازم رکھنے کی ممانعت
ہے۔ اب متاجر اور زمینداروں اون جرائم سرقہ کے جو اونکے علاقہ میں واقع ہوں جوابدہ نہیں ہیں
ضلع کے جج کو حکم ہو گیا کہ وہ اپنے ضلعے و علاقوں میں تقسیم کریں اور ہر علاقہ دس کوس یعنی بیس میل مربع
کا ہو۔ اور ہر علاقہ میں ایک داروغہ مقرر کرے۔ اور سزا اور یہہ حاضر ضامنی وہی لیجائے ان داروغاؤں
کو اختیار تھا کہ وہ حاضر ضامنی پر مجرموں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اب ہم مال۔ دیوانی۔ فوجداری۔
پولس کا انتظام جو لارڈ کورنوالس نے کیا بیان کر دیا۔ ہم ہر انتظام کے نتیجے کو بیان کرتے ہیں مگر وہ
کچھ ہم تاریخ کی طرح زمانہ کی قید سے مقید نہیں رہینگے۔

لارڈ کورنوالس کے انتظامات کے نتائج

(۳) لارڈ کورنوالس ہندوستان کا بڑا محسن تھا جس نے اس فیاضی سے ہندوستانیوں کے حال پر
یہہ فیض رسانی کی کہ زمینداروں کو زمین کا مالک بنا دیا اور اونکے ساتھ بندوبست استمراری کر دیا۔ گویا
حقیقت میں ہر زمیندار کو ایک امیر اور امیر بنانا چاہا۔ مگر اوسنے وہ کام جو برسوں میں ہونا چاہئے تھا
دنوں میں کرنا چاہا۔ اور اس بات پر خیال نہیں کیا کہ جس بوجھ کو اوٹھایا ہے اوسکے اوٹھانے کی اونمیں طاقت
کی قدرت نہیں ہے۔ اول اتنے افسر نہیں ہیں کہ ان کاموں کو انجام دے سکیں۔ دوم جو افسر ہیں وہ ملک
کی رسم و رواج اور زبان سے ناآشنا ہیں۔ جو کچھ زرمالگذاری کا بندوبست ہوا تھا اوسکے نتیجے تھوڑے
ہی دنوں میں ظہور ہونے لگے۔ یہہ قانون تھا کہ اگر مالکان زمین زرمالگذاری کو وقت معین پر نہ ادا
کریں تو بقدر زر غیر ادا شدہ کی اونکی زمین نیلام کر دی جاسکے۔ یہہ سرکار نے بڑی حکمت کی کہ اپنے پیچھے پر
دیوانی عدالت میں نالش کرنے کا جھگڑا نہیں لگایا جسمیں وقت ضائع ہوتا اور بڑی دقتیں پیش آتیں
غرض یہہ دیوانی کا عذاب رعایا کی جان کو لگا اور اپنے تئیں اوس سے بچایا۔ یہہ قاعدہ خود سرکار کے حق
میں مفید تھا۔ زمینداروں کو مالک زمین کرنا اور اونکو جمع معین کے ساتھ بندوبست استمراری کرنا اور ابھی اونکی
بہبود اور فلاح اور امارت کی امید کرنا غلطی سے خالی نہ تھا۔ ۱۷۹۶ء میں جو زر مالگذاری کی نہ ادا ہونے کے
سبب سے اراضی نیلام پر چڑھا اوسکا زر مالگذاری ۲۸۷۰۰۰۰ روپیہ تھا جسکے سبب بڑے بڑے زمیندار بہت تباہ و برباد ہو گئے۔ اور بعض زمیندار مفلس

گنوار کی طرح محتاج ہو گئے۔ نہ پیٹ کو روٹی تھی نہ بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑا تھا جو جلدی تباہی آئی اوسکا
سبب یہہ تھا کہ رعایا نے روپیہ دینے میں توقف کیا سرکار نے تو اپنے زر مالگزاری کے وصول کرنیکا طریقہ
زمینداروں سے سرسری مقرر کیا تھا مگر زمینداروں کو رعایا سے لگان وصول کرنے کے لیے بجز دیوانی عدالت کے کچھ
نہیں۔ ایک آدمی نے لارڈ کورنوالس کو عرضی اس شکایت میں لکھی کہ جو علاقہ گورنمنٹ اور زمینداروں کے درمیان
ہے وہی زمینداروں اور رعایا کے درمیان ہے اس درستگی بات کی کیا وجہ ہے کہ خود گورنمنٹ سرسری
طریقہ سے زر مالگزاری وصول کرے اور زمینداروں کو لگان وصول کرنے کے واسطے عدالت دیوانی بتلائے
جسکے دستورات اور قواعد پیچیدگی سے اور کام آئین و مقدمہ بازی غرض ملک میں زمینداروں کی حالت میں
بڑا تغیر ہوا۔ پہلے ہندوستان کے امیر مسلمان تھے جو حاکم تھے وہ لوگ تباہ ہو گئے اور انگریزوں کے قائم مقام ہوئے
اب ہندو بڑے امیر زمیندار تھے وہ اس بندوبست کی کم بختی میں آ گئے مگر خراب ہو گئے حقیقت میں لارڈ کورنوالس
نے جب جمع کی استمرار سے یہہ خیال کیا تھا کہ دولت ملک اور رفاہ خلائق زیادہ ہوگی وہ استمرار تھا لیکن
اوسی سے زمینداری ایسی گردش میں آئی کہ پہلے کبھی اتنا تغیر اور تبدل ہوئی جب جمع کا
لارڈ کورنوالس نے استمرار سے مقرر کیا تھا وہ اور دوا ہو گئی۔ اب اس انتظام کا ثمرہ زمینداروں پر تو معلوم ہو
اب رعایا کا سننا چاہیے کہ اوسپر کیا گذری۔ لارڈ کورنوالس کی یہہ توقع تھی کہ بندوبست استمراری
کے سبب زمیندار اپنی رعایا کے ساتھ نیکسلوکی کرینگے اور زمین کی حیثیت بڑہانے میں اونکو پوری مدد
دینگے اور اونسے مدد لینگے مگر یہہ عجب طرح کا خیال تھا جس وقت کاشتکاروں پر لگان مقرر کر دیا گیا کہ وہ
اسے زیادہ زمینداروں کو نہ دیں تو پھر زمینداروں کی بلا کو غرض تھی کہ وہ اپنی دولت کو زمین کی حیثیت کو
بڑہانے میں صرف کرتا اور اپنی اسامیوں کو مدد دیتا۔ بلکہ اسکے خلاف وہ تو اونکی تباہ کرنے میں کوشش کرتا
کہ پرانی اسامیاں نکلیں تو نئی اسامیاں بڑہا دیں جو آبادی کے بڑہنے سے کسی طرح ضروری کہیں
مل سکتی نہیں۔ یہاں کا یہہ قاعدہ کہ بدستور جبکہ پیدا کرتے ہیں کہ بغیر کچھ بہی نہیں آتا جب اسامیوں
دیکھا کہ زمیندار زبردستی روپیہ نہیں لے سکتا بعد عمر دیوانی عدالت کی جب تک نہ ہو ایسا تو دیدہ
اونہوں نے زمینداروں سے مقرری اختیار کی اور لگان دینے میں توقف کیا۔ بسبب اس کے نالشوں کا

زمینداری سے اور تباہ ہوا غرض تعلق جو زمیندار اور رعایا کے درمیان تہا وہ بدل گیا۔ زمیندار نے رعایا کے سر پر
سے اپنا اختیار اٹھا لیا۔ رعایا نے اوسکو اپنا ماں باپ سمجھنا چھوڑ دیا۔ اب زمینداروں نے جب دیکھا کہ لگان کو نہیں
بڑہا سکتے تو اور پچاس طرح کے جھگڑے اسامیون کے پیچھے بیج خرچ اور لگان خرچ کے شروع کر دئے غرض انتظام
جدید سے زمیندار کو رعیت کی لوٹنے کا اقتدار تہا اور رعیت کو زمیندار کے دق کرنے کا اختیار تہا۔ مگر ان برائیوں
کو گورنمنٹ نے نہیں تسلیم کیا بلکہ ان باتوں سے جو ہم نیچے بیان کرتے ہیں اور ہی نتیجہ نکالے۔ باقی زر
مال گزاری کی کم رہنے لگے اور زمینداروں کی جائداد جو گران فروخت ہوتی اوسسے یہہ نتیجہ نکالا تہا کہ جمع
نرم زمین پر مقرر ہوئی اور زمین کی حیثیت اور قدر و قیمت بڑہتی جاتی ہے اور لوگ دولتمند ہوتے
جاتے ہیں۔ جو مستند گران قیمتوں پر زمینوں کو مول لیتے ہیں۔ اگر یہہ نہ ہوتا تو کوڑیوں کے مول
نہیں بکتی۔ پرانے نکمے زمیندار اس انتظام سے جیسے گئے اور نئے عقلمند اور جفاکش زمیندار اونکی جگہ
قائم ہو گئے۔ پرانے درختوں کا باغ اوجڑ گیا اور نئے درختوں کا نہایت سرسبز و شاداب لگ گیا۔
اب عدالت دیوانی کے لئے جو قوانین بنائے گئے ہیں اونکا اثر اور نتیجہ دیکھنا چاہئے جب فقط کلکٹری کا حکم
چلتے تہے تو کورٹ (دربار) کلاد رعایا نے کہدیا تہا کہ ۰۰۰۰۰ ۳۲ آدمیوں کے انفصال مقدمات اور
تنازعات کے واسطے ۵ کافی نہ تہے بہت سے آدمی اپنے مقدمات کو پنچایت سے آپس مین فیصلہ کر لیتے تہے یا
گرو یا پیر و مرشد کے مقدمہ کو حوالہ کر دیتے جو وہ اپنی عقل سے اٹکل پچو فیصلہ کر دیتے تہے اور صبر
کر کے بیٹہہ رہتے تہے۔ لارڈ کورنوالس نے جو انتظام کیا تو انہیں عدالتوں کو اس طرح سے مقرر کیا
کہ ہر شخص کو اپنی دادرسی کے واسطے عدالت تک رسائی ہو اور کسی کو یہہ شکایت نہ رہی کہ ہم کو منازل
دور دراز اپنی فریادرسی کے واسطے طے کرنے پڑتے ہیں اور حقیقت مین یہہ کام ایک اچھی گورنمنٹ کا
فرض ہے اور عمدہ گورنمنٹ کے معنی یہہ ہیں کہ ہر شخص کے دروازہ پر عدالت منتظر حق رسی کے لئے بیٹھی ہو
ایک عدالت کے فیصلہ سے ناراضی ہو تو دوسری عدالت مرافعہ اسکی تنسیخ یا اصلاح کے لئے موجود ہو
مگر تجربہ نے تہوڑے ہی دنوں مین سکہا دیا کہ مرض کے واسطے جو دوا تجویز ہوئی تہی وہ مناسب مرض نہ تہی۔
دیوانی عدالتوں کے قوانین پیچیدگی کے سبب سے جج نہایت کم مقدمات منفصل کر سکے۔ اور مقدمات کی باقیات کی

ڈھیر لگ گئی۔ اب انصاف اور عدل کا تقاضا تو یہہ تھا کہ جب یہہ حال تھا تو عدالتوں کی تعداد زیادہ کرنی چاہئی تھی یا حاکم زیادہ مقرر کرنی چاہئے تھی جسسے زیادہ انفصال مقدمات ہوتا۔ مگر غضب یہہ کیا کہ اہل مقدمہ کے پیچھے بیس طرح کی کڑیں لگا دیں کہ جسکے سبب سے وہ بیچارے عدالت تک بھی نہ دوڑ سکیں۔ اسکے یہہ معنی ہیں کہ جو شخص عدالت میں مقدمہ دائر کرے وہ سزا یاب ہو۔ قانون جاری کر دیا کہ جو شخص مقدمہ عدالت میں پیش کرے وہ اسقدر روپیہ پہلے عدالت میں پیشکش کرے۔ اسسے زیادہ کیا آسان بات عدالت کے لئے ابھی کام گھٹانیکے واسطے ہو سکتی ہے کہ اب یہہ دستور ہو گیا کہ جس شخص کا قدر حیثیت سے کم ہو گا وہ عدالت میں مقدمہ نہ دائر کر سکیگا اور بالکل کام بند کر دیا ہو تو یہہ ظلم ہے کہ جب شخص کا قدر حیثیت [illegible] اوسکا عدالت میں استغاثہ نہ سنا جائیگا۔ پس جس شخص کے پاس عدالت کی فیس [illegible] ہو اور وہ چپ چاپ صبر کرتا ہو اور عدالت بری ہو جاوی تو عدالت اوسکو منہ لگا کر [illegible] کی طرح کہ سب مقدمات جو عدالت میں دائر ہوتے ہیں اون میں یہہ امر ضروری نہیں ہوتا کہ فریقین دغا باز یا جھوٹے ہوں بلکہ اکثر کہ مقدمہ میں ہر شخص کو اپنے حق کے لئے غلط فہمی ہو جسکے لئے وہ اپنا انصاف چاہتے ہوں لیکن ایسے مقدمات وہاں بہت کم ہوتے ہیں جہاں قوانین کا مجموعہ عمدہ ہوتا ہے [illegible] حقوق کا [illegible] اچھی ہوتی ہے کہ اونمیں غلط فہمی یا نہیں ہوتی۔ مقدمات کی کثرت وہیں ہوتی ہے جہاں قانون اچھا نہیں ہوتا [illegible] گورنمنٹ [illegible] اخلاق پیدا [illegible] کرتی ہیں۔ جہاں وہ [illegible] ہوتے ہیں اون میں دغا اور فساد زیادہ پھیلے ہوتے ہیں۔ اور عدالت میں مقدمات کے ڈھیر لگتے ہیں۔ دغا باز ایک فریق مگر دوسرے فریق سے ناجائز فائدہ اوٹھانا چاہتے ہیں۔ عدالت کا خرچہ اس نظر سے [illegible] جعلسازوں کو موقع نہ ہو کہ وہ [illegible] کے لوٹنے کی فکر عدالت میں نہ کریں۔ [illegible] خرچہ [illegible] تو ایسی باتوں سے ایسے جرموں کا انسداد نہیں ہو سکتا۔ اگر عدالت [illegible] مستغیثوں کے استغاثہ سننے [illegible] تو ایسے جرم نہیں کم ہوتے۔

اکثر ججوں کے فیصلہ مقدمات میں [illegible] توقع ہے کہ کرنی چاہئی کہ [illegible] آدمی [illegible]

فیصلہ کر لیا۔ عدالت کے فیصلہ کے منتظر رہے۔ ایسے مقدمات اکثر دیہات کے گانون کے ہوتے تھے کہ زبردست گانون والے دوسرے گانون گانون والے کو دبا بیٹھے یہہ جانتے تھے کہ عدالت مین برسون مین فیصلہ ہوگا۔ سوا اسکے یہہ خرابی تھی کہ حاکم یہان کی زبان نہین جانتے تھے اور جس زبان مین تحریر ہوتی تھی نہ وہ یہان کے حاکمون کی زبان تھی نہ رعایا کی۔ دیوانی عدالت کے قوانین کی پیچیدگی اور انکے دستورات سے یہان کے آدمیون کو کچھ فائدہ نہین ہوا بلکہ جو عدالتین اس نظر سے بٹھائی گئی تھین کہ ہر شخص اپنی دادرسی اور حق رسی کے لئے عدالت کو اپنے دروازہ پر دیکھے اوس سے اور مفسدون اور فسادون کو تقویت ہوگئی۔ چونکہ قوانین ملکی اہل ملک کے اخلاق پر بڑا اثر رکھتے ہین۔ اسلئے ان قوانین سے بد اخلاقی نے بھی خوب اشاعت پائی۔ سٹہ بازی اور دیانتداری روز بروز کم ہونی شروع ہوئی۔ مکاری عیاری دغابازی بڑھنی شروع ہوئی۔ رعایا کو دزدان راہ سے تو عافیت نہ حاصل ہوئی الا اور دزدان امن دان کے ہاتھ مین گرفتار ہوکر رہ گئے۔ اب فوجداری کے انتظام کا جسمین پولس بھی داخل ہے۔ نتیجہ سنئے کہ داروغہ صاحب جو مقرر ہوتے اونکی تنخواہ پچیس تیس روپیہ ہوتے نہ وہ کچھ اپنے کام مین تعلیم یافتہ ہوتے نہ ایسے خصائل رکھتے کہ وہ اس کام کے واسطے زیبا ہوتے۔ اکثر برہمن محرر منشی سردار دلال اور ایسے ویسے آدمی ان عہدون پر مقرر ہوگئے وہان اس حکومت کے نشے مین ایسے مست ہوگئے کہ کچھ اپنے کام سے کام نہ رکھا۔ چونکہ وہ اپنے افسر سے پچاس میل کے فاصلہ پر ہوتا تھا کوئی اوسکا پرسان حال نہ ہوتا تھا جو جی چاہتا تھا کرتا تھا۔ اوسکے ظلم و ستم کے افسانے اور حکایتین ایسی لوگون کی زبان پر ہین کہ اگر لکھی جائین تو ایک قصہ کی کتاب خوب مرغوب بنجائے۔ سوا اسکے اگرچہ اسکا تخمینہ کرنا مشکل ہے کہ کہان جھوٹ زیادہ اور کم بولا جاتا ہے مگر جھوٹ بولنا خوف اور نامردی کی نشانی ہے۔ یہان کے آدمی ہمیشہ قاہر اور جابر حاکمون کے محکوم رہے ہین اسلئے اونکو جھوٹ بولنے کی بہت عادت ہے۔ اول تو داروغہ صاحب کی عنایت سے مجرم پکڑے جاتے اور جو کم بختی کے مارے پکڑے گئے تو اونکے واسطے عدم ثبوت جرم کے شاہد ایسے موجود تھے کہ حاکم کو فیصلہ کرنا دشوار تھا۔ توقف انفصال مقدمہ مین اتنا لگتا کہ مجرم کو حوالات مین بیٹھے بیٹھے اتنی مہلت ملجاتی

کہ جتنے گواہ جھوٹے چاہے بنا لو۔ دولت مند تو کسی جرم میں سزا ہی نہ پاتے تھے۔ یہاں کے آدمی ایسے بے شرم و
بے حیا ہیں کہ عدالت میں دروغ حلفی کو کوئی جرم نہیں جانتے کسی دوست کی واسطے جھوٹ بولنا اپنی
خوش اخلاقی کا جزو اعظم سمجھتے ہیں۔ کچھ گواہ جھوٹ بولتے کچھ صاحب جج اور اوسکے متعلقین ناآشنائے زبان
سبب غلط سمجھتے اسلئے کما حقہ انصاف نہ ہوتا۔ اور اسی سبب سے سرکار کمپنی کے ملک میں ڈکیتی کا وہ بازار
گرم ہوا کہ شاید کسی جگہ ہندوستانی عملداری میں ہوا ہو گویا اس فرقہ کا موجد یہ انتظام جدید فوجداری تھا
چوریاں بچائے تھے ٹھگ لوگ ستونکی رہزنی کا ٹھیکہ دیتے تھے۔ لوٹ مار برباد کہاتے تھے جن اشراف
کے گھر چوری ہوتی وہ عدالت میں گھسیٹے گھسیٹے پھرتے۔ اسلئے بیچارے افسوس تو چوری کی خبر تک نہ کرتے
پولس میں قسم کھالی تھی۔ یہ مرض ساری گورنمنٹوں کے پیچھے ہوا ہے اب تک لگا ہوا ہے۔ کہ وہ اپنی تمام
تدابیر کو نہایت صفا جانتے ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ جو قانون جس مقصود کیلئے ہم جاری کرتے ہیں ضرور وہی
ہوتا ہے۔ یہی بلا اس کمپنی کی گورنمنٹ کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ اگر کمپنی ذرا سی بھی کامیابی
ہوتی تو واہ واہ کا وہ غل مچتا کہ اوسکی آواز انگلستان تک پہنچتی اور وہاں وزرا کی دم میں [illegible]
اور رعیت اور ساری قوم کے کانوں تک پہنچتا۔ اس پولس کی بدنظمی آفتاب کی طرح روشن تھی اور
اسکے خراب نتیجے روز بروز ظاہر ہوتے جاتے تھے مگر وہ پولس کے ذمہ نہ لگائے جاتے تھے۔ بلکہ یہاں کی خلائق
کی بداخلاقی کا نتیجہ سمجھا جاتا تھا اور یہ کہا جاتا تھا کہ ہندوستانیوں کی عادت نہیں ہے کہ وہ کسی مجموعہ
قوانین کے پابند ہوں۔ اسلئے جب کبھی اس سلسلہ میں بند ہو گئے تو ایسے ہی گھبراتے جیسے کوئی نیا
قیدی قفس میں مضطرب و بیقرار ہوتا ہے اسلئے چاروں طرف سے ان قوانین کا غل مچ گیا۔ گو رعایا کی بداخلاقی
میں گورنمنٹ اور اوسکے قوانین کی اصلاح ہے۔ ایک اور سبب بھی بدنظمی کا تھا کہ اس انتظام میں
ہندوستانی بجز ادنیٰ عہدوں کے کسی حکومت کے کام میں دخل نہ پاتے تھے ہزاروں لاکھوں بیکار بیٹھے
اور ہزاروں سپاہی بے روزگار ہو گئے تھے وہ بھی لوٹ مار کے لئے دندناتے پھرتے تھے
لارڈ کارنوالس کے مجموعہ قوانین سنہ ۱۷۹۳ء [illegible] کے بندوبست میں یہ ہی انتظام تھا جو کچھ ہو سکا وہ
نتیجہ وہ اوس سے زیادہ متوقع نہیں ہو سکتا تھا جس ملک میں کبھی کوئی مجموعہ قوانین کا اور عمال کا

دستور العمل مقرر ہوا تہا ہوا ہے اوس میں اول اول اس مجموعہ کا ہونا ہی بہت غنیمت تہا۔ چوری۔ رہ زنی۔
ڈکیتی۔ خون قتل ان سب جرموں کا درخت ایسا سرسبز ہو رہا تہا کہ اس مجموعہ قوانین کی آری سے
نہ کٹ سکا اور جو شاخیں کاٹیں بہی تو وہان سے اور پہوٹے پہوٹ کر پہیلیں اور خوب پہپک کر
بڑہیں۔ پہر ہر سال ان مجموعہ قوانین کی ترمیم اور تبدیل ہوتی رہی اور تجربہ کے بعد تجربہ حاصل
ہوتا گیا جسسے یہہ معلوم ہوا کہ بیان کر دینگے خصلت اور عادت کا بدلنا قلم کے دس پانچ ڈوبونکا
کام نہیں ہے۔ یہہ قوانین یہانکے باشندون کی عادات کے موافق و مناسب تہی اسلئے وہ عام پسند
اور فائدہ مند اونکو نہ معلوم ہوئے بڑا اصول رعایا کی مرفہ الحال اور خوش اخلاق کرنے کا یہہ ہے کہ
اون سے ٹیکس کم لیا جاے۔ اور اون امور کا انسداد کیا جائے کہ ایک دوسرے کو مضرت نہ پہنچا سکے۔
اور ایک مجموعہ قوانین بنایا جائے کہ جس سے رعایا اپنے حقوق کو سمجہہ جائے ہم نے جو کچہہ اوپر قوانین کے
برائیان بیان کین اونسے یہہ نہ سمجہنا چاہیے کہ وہ اون برائیون سے زیادہ ہتین جو قوانین بغیر فقط حاکم
کی رائے سے خواہ وہ کیسی اچہی ہون پیدا ہوتی ہین۔ اس مجموعہ قوانین کا بننا خواہ کیسا ہی نامناسب
اور برا ہو اس ملک کی خوش اقبالی کا آغاز تہا۔

(۳۳) لارڈ کورنوالس جو مدراس مین دوبارہ آئے تو پہر بنگال نہیں گئے بلکہ یہین سے اگست
۱۷۹۳ء مین وہ انگلستان کو تشریف فرما ہوئے سرکار کمپنی کے دولت و مال مین اونکی عہد مین جو ترقی
آیا اوسے بیان کرتے ہین۔ اپریل ۱۷۹۲ء مین جو مالی سال ختم ہوا تو سرکار کمپنی کو ۸۴۲۵۶۲۸۰ روپیہ کی
آمدنی سب قسم کی ہوئی۔ اور سب قسم کا خرچ ۷۰۰۷۰۵۰۰ روپئے اسلئے ۱۴۱۸۵۷۸۰
روپیہ اس سال ہین سرکار کمپنی کو نفع رہا۔ اس آمدنی مین ۱۹۱۱۴۹۲۰ روپیہ جو ہندوستانی
رئیسون اور ملک مقبوضہ او مفتوحہ سے حاصل ہوا داخل ہے۔ اور خرچ مین ۷۰۲۴۴۳۰ روپیہ
جو قرض کی بابت سود کا دیا گیا ہے حساب مین لگایا گیا ہے۔

ہندوستان مین قرض ۷۹۷۱۶۶۵۰ روپیہ تہا۔ اور انگلستان مین قرض جسے سرمایہ
کمپنی خارج ہے ۱۰۹۸۳۱۸۰ روپیہ سرکار کمپنی نے ۱۷۸۹ء مین اپنے سرمایہ مین ایک کروڑ روپیہ

اور زیادہ کیا تہا۔ ۴۷ اور روپیہ سیکڑہ منافع ہوا اور سے ۰۰۰۰۴۷۱ روپیہ پیدا ہوا۔ اب سرکار
کا کل مال سرمایہ پانچ کروڑ روپیہ کا تہا۔ اور سپاہیوں دس روپیہ سیکڑہ نفع کا تقسیم کیا گیا۔ اب اگر
اس دولت کے حساب کو وارن ہیسٹنگز صاحب کے عہد سلطنت سے مقابلہ کریں تو کچھ تہوڑا سا
قرض کم ہو گیا تہا مگر انکے تہتا نقد روپیہ خزانوں میں کم تہا۔ پس سرکار کمپنی کی جو حالت تہی کو دیکھئے تو ایک
لحاظ سے اونکا حال پہلے سے اچہا تہا مگر دوسرے اعتبار سے خراب تہا۔ اسلئے نہ کچھ ترقی تہی نہ تنزل
مگر اس سبب سے کہ اب انتظام گورنمنٹ میں وزرا انگلستان کی شراکت ہو گئی تہی سب کام
کی تعریف و ستائش ہوتی تہی۔ اور اونکا اثر پارلیمنٹ اور تمام قوم پر ہوتا تہا۔

(۴۳) اب ۱۷۹۳ء میں وہ زمانہ آیا کہ سرکار کمپنی کا اجارہ تجارت و حکومت ہند کا زمانہ ختم ہوا اسلئے
نئی سند حاصل ہونی چاہئے تہی اور جو گورنمنٹ کا انتظام جدید ہوا تہا وہ مستقل ہوا تہا اسلئے یا [illegible]
انگلستان میں یہہ زمانہ وہ تہا کہ ساری قوم کی آنکہیں رعیت کی بہبودی اور فلاح کے اوپر لگی رہتی ہیں
اور مساوات سب درجہ کے آدمیوں میں ہونی چاہتی تہی اور گورنمنٹ ڈائرکٹرز نے درخواست
سند جدید کی لئے پارلیمنٹ میں دی اور جب ہی چہٹے لورپول و گلاسگو برسٹول کے
تاجروں کی درخواستیں کامنس ہوس میں آئی شروع ہوئیں کہ تجارت کا اجارہ [illegible]
یہہ مقامات صنعت و تجارت کے گہر تہے۔ وہاں [illegible]
بالفعل جو انتظام جدید گورنمنٹ کا ہوا تہا اوسمیں [illegible]
و سوا اوسی انتظام کے خواہاں تہے۔ لورڈ کنٹرول [illegible] تحقیقات تجارت [illegible]
واسطے ایک کمیٹی ڈائرکٹروں کی مقرر کی اور [illegible] آزادی تجارت [illegible]
وہ بیان کریں۔ ۲۵ فروری ۱۷۹۳ء کو ڈنڈس صاحب نے کامنس ہوس میں [illegible]
تقریر دلپذیر سرکار کمپنی کی آمدنی کے باب میں کی [illegible] بات ہے کہ [illegible]
کیفیت جیسی اچہی اس سال میں سرکار کمپنی کی تہی ایسی کبہی نہ تہی اگر یہی صورت [illegible]
سال میں سارا قرض ادا ہو جاتا۔ ایک کروڑ لیا [illegible] لاکہہ نوے ہزار روپیہ کی [illegible]

سرکار کمپنی کا اجارہ حکومت کا زمانہ ختم ہوا

لوگون کے دلون پر بڑا اثر کیا اور اس عالی دماغ مدبر نے کہا کہ اب بہہ امر یقین کے مرتبہ کو پہنچ گیا
ہے کہ آئندہ ہمیشہ دولت کی آمدنی ہندوستان سے روز افزون رہیگی - وہ ہماری دولت کا خزانہ اور سرچشمہ
رہیگا جسسے دولت کو دبالکل کر ہماری ملک کو رونق دیتی رہینگی جب صاحب بہہ کہہ چکے اور اپنی خوش بیانی
کی تاثیر سے لوگون کو حیرت اور تعجب مین ڈال چکے تو بہہ فرمایا کہ فقط اس
خیالی امر پر کہ آزادی تجارت سے قوم کو زیادہ فائدہ ہوگا اس واقعی امر پر جو عملاً آنکھون کے روبرو
دیکھنے مین آیا ہے تم ہرگز نہ چھوڑو گے کہ سرکار کمپنی کا اجارہ ٹوٹ جائے - اب اس کمیٹی تحقیقات تجارت نے آزادی
تجارت کی درخواست دینے والونکو جواب دیا کہ قومی اغراض اور فائدون کے واسطے ضرور ہے کہ ہندوستان
کی گورنمنٹ اور تجارت کا اجارہ سرکار کمپنی کے ہاتھ مین رہے - ڈنڈس صاحب نے دلائل اس اجارہ
کے لئے بہہ بیان کئے کہ اگر کے لئے باب تجارت وا ہو جاتا تو سرکار کمپنی اپنا قرض نہین ادا کر سکیگی
اور تجارت جو روز بروز بڑھتی جاتی ہے وہ کم ہو جائیگی اور یقین ہے کہ یہان سے لوگ نقل مکان کر کے
ہندوستان مین جا بسینگے جس سے انگلستان کی قوت کم ہو جائیگی غرض انہون نے اس کمپنی کے
ٹوٹ جانے کی اور خرابیان بھی بیان کین کسی نے ان دلائل کی تائید کی کسی نے تردید کی سب کا
نتیجہ آخر کو بہہ ہوا کہ بیس برس کے واسطے دوبارہ سرکار کمپنی کو اجارہ مل گیا اور اسمین بہہ اصلاحین ہوئین
بورڈ کنٹرول اب تک پرائیوٹ کونسل بادشاہی کا ممبر ہوا کرتا تھا اور کچھہ تنخواہ اپنے خاص کام کے سبب سے نہین
پاتا تھا - اب بہہ ٹھہرا کہ وہ تنخواہ پایا کرے اور اس عہدہ کے لئے بہہ قید نہ رہی کہ جو بورڈ کنٹرول ہو وہ ممبر
پرائیوٹ کونسل بھی ہو - دوسری ترمیم بہہ ہوئی کہ اور تاجرونکو بھی اختیار دیا گیا کہ وہ تین ہزار ٹن
(۳۰۰۰ ٹن) مال یا سرکار کمپنی کے جہازون مین لیجایا کرین اور اسمین کوئی سامان جنگی اسلحہ
اور اسباب کا نہ لیجائے - اور سرکار کمپنی جس بہاو پر اشیا کو بیچتی ہے اسی بہاو سے بیچین غرض
تمام اون قیود کا پابند رہین جو سرکار کمپنی اونکے لئے تجویز کرے مگر بہہ تجارت ان جھگڑون کے سبب سے
کچھہ بارونق نہ ہوئی - ولبرفورس صاحب نے بہہ درخواست بھی دی کہ مشنری اور معلمان اسی غرض سے
ہندوستانیون کے تلقین اور تعلیم کے لئے بہیجے جائین - اس درخواست کو بھی ڈنڈس صاحب نے نہ چلنے دیا

اوسکی بہت خرابیاں مبتلا ہین غرض جو ۱۷۹۳ء مین ہند سرکار کمپنی کو ملی اوسے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک اہل انگلستان کے خیالات تنگ و تاریک تھے اور اونمین وہ وسعت نہیں جو اب ہے وہ روشنی نہ تھی جواب جہانتک ہے اول تجارت و حکومت کو باہمین شامل کرنا دانشمندی سے بعید تھا تجارت کا کام تو صرف یہہ ہے کہ وہ کام کیجیئے جسے حاصل ہو سیم و زر۔ حکومت کا مقتضا عدالت اور انفصال حقوق ہے۔ ان دونوں میں تباین ہے۔ پہر تجارت کی جان آزادی ہے اس آزادی کی اونہوں نے گردن مروڑ دی۔ اور اجارہ جو تجارت کے حق میں زہر ہے وہ اوسکو پلا یا جس سے تجارت بیجان ہو گئی بعض مدبران سلطنت یہہ خیال کرتے تھے کہ سرکار اپنی تجارت بہی خوب کرتی ہے اور حکومت بہی بہت اچہی طرح کرتی اونکی برابر دنیا کی پردہ پر کوئی گورنمنٹ ایسی نہیں کہ وہ ہندوستانیوں کی ترقی اور آسودگی کے لئے اپنے اغراض اور فوائد سے قطع نظر کرتی ہو۔ حکومت کا برا اور اچہا ہونا ایک اضافی ہے اگر سرکار کمپنی کی حکومت کیہہ کہئے کہ وہ شائستہ اور مہذب زمانوں سے آج کل یورپ مین ہین اچہی نہ تہی تو اوسے کچہہ اوسکو نسبت نہیں اگر یہہ کہئے کہ پہلے زمانوں کی ہندوستانی سلطنتوں سے زیادہ عمدہ نہیں تو یہہ امر مشتبہ ہے۔

فصل سوم

سر جان شور کا عہد سلطنت

(۱) لورڈ کورنوالس کے چہوڑنے کے بعد ان کی جگہ سر جان شور نے منصب عالی پر سرفراز ہوئے لورڈ نام اس ملک مین جیسا کہ بندوبست استمراری ہندوستان مین برقرار رہیگا۔ پارلیمنٹ اور کل اہل انگلستان کا دل انگریزی مقبوضات ہند مین صلح قائم رکہنے کی طرف مائل ہو رہا تہا اس واسطے سر جان شور کی عادت سلامت روی اور انتظام مالگزاری مین سلیقہ مندی کی دلوں پر بہی وقعت اور اعتبار رکہتی تہین اسلئے وہ اونکو ایسا عالی دماغ اور مستعد شخص جانتے تہے جیسے حقیقت مین وہ تہے۔ سر جان شور نے اس عہدہ جلیل القدر کا کام لیا ہی تہا کہ نواب مبارک الدولہ نے چہتیس برس کی عمر مین بیس برس فقط برائے نام سلطنت کر کے اس دنیا

سے بارہ بیٹے اور ایک جن بیٹیاں اپنے پیچھے چھوڑیں اونمین سے ۲۸ دسمبر ۱۷۹۳ء کو وزیر الدولہ
مسند نشین ریاست ہوا پہلا معاملہ جو گورنر جنرل کے روبرو پیش ہوا اور جسمین اونکو اپنی عقل و ذہن کو کام
مین لانا پڑا وہ نظام اور مرہٹون کا باہم فساد تہا۔ گو یہہ دونو ٹیپو سلطان کے لوٹ لینے کے لئے انگریزون کے
ساتھہ متفق ہوگئے تہے مگر اس اتفاق چند روزہ نے اونکے کینہ دیرینہ مین تغیر نہین پیدا کیا۔ انگریز اور نظام
اور مرہٹے تینون ٹیپو سلطان سے دلی نفرت رکہتے تہے لڑائی سے پہلے تینون مین آپسمین معاہدہ ہوا تہا کہ
اگر سلطان ٹیپو سے صلح ہوجائے اور پہر وہ کسی ایک فریق کو ستائے تو پہر تینون متفق ہوکر اوسکو سزا دین۔
مگر لارڈ کورنوالس نے یہہ حکمت عملی کی تہی کہ اس معاہدہ کی تکمیل اور تفصیل بعد جنگ قرار دی تہی
کیونکہ اس دانشمند کا مقصد اس معاہدے سے یہہ تہا کہ انگریزون کی محافظت ہوجائے نہ یہہ کہ ان دونون
رفقاء جنگ کی ناحق خونریزی لڑائیون مین اپنے تئین پہنسائے۔ لڑائی کے ختم ہوتے ہی اس دور اندیش
نے یہہ سوچا کہ اب مرہٹون اور نظام مین ہنگامہ کارزار گرم ہوگا۔ معاہدہ کو یون ترمیم کیا کہ اگر ہم
مین سے کسی ایک کو کوئی ستائے تو باقی رفقا کو اختیار ہے کہ جیسے مناسب جانین اور اپنی ملک کے قرین انصاف
سمجہین تو استعانت اور استمداد کرین ورنہ اونپر کچھہ امداد کرنا واجب لازم نہین ہے۔ غرض یہہ عہدنامہ
بہی عجیب غریب ہوگیا اور اوسکا عدم وجود برابر ہوگیا۔ اور کسی فریق پر نقض عہد کا الزام نہ لگا۔
مسودہ اس عہدنامہ کا حیدرآباد اور پونہ مین بہیجا۔ نظام کو یہہ یقین تہا کہ فقط انگریزون کے ساتہہ
یکجہتی رکہنے مین طرفین کے خطرون سے نجات ہے۔ اسلئے وہ اس عہدنامہ سے زیادہ انتفاع حاصل کرنا چاہتا
تہا۔ ٹیپو سلطان سے ابہی اوسکا ایک جہگڑا شروع ہوگیا تہا کہ نواب کرنول اوسکے تابعین مین سے تہا۔
سلطان اوسکو اپنا تابعین مین سے بنانا چاہتا تہا۔ جب نظام نے اس معاملہ مین انگریزی استعانت کو اس
عہدنامہ کے منظور کرنے مین مشروط کیا تو گورنر جنرل ان پر نہایت خفا ہوا اور اوس سے کہا کہ تم نے بڑی گستاخی
کی ہے اسلئے بیچارے نظام کو عفو خطا کے لئے بہت تملق انگریزون کا کرنا پڑا۔
مرہٹون کی جمعیت و قوت کو قلعون نہی لیسویزی اور انکا مزاج متلون تہا۔ نانا فرنویس جو پونہ مین
مدار المہام تہا جیسے ونکا پیشہ تہا کسی مطلب کے انگریزی استعانت سے مایوس ہوئی تو اوسنے معاہدہ مین

جسکی منظوری کے لیے لارڈ کورنوالس منتظر ہو رہے تھے اوسمین توقف کرنا شروع کیا۔ آخر کو
نانا فرنویس نے عہدنامہ خود لکھا اور اوسمین شرائط معاہدہ وہ لکھیں جنکا منظور ہونا غالبا معلوم ہوتا تھا
منجملہ اون شرائط کا ایک شرط یہہ تھی کہ وہ سلطان ٹیپو سے چوتھ وصول کرے۔

انگریزی گورنمنٹ کی ترقی روز افزون مرہٹون کی نظرون مین خار تھی۔ وہ نظام کی ضعیف الحالی کو
دیکھکر اوسکے لوٹنے کے لئے بیتاب تھے مگر انگریزون کی حمایت اوسکی تقویت ایسی کر رہی تھی کہ مرہٹون کے
ارمان پورے نہ نکلنے دیتی تھی۔ سیندھیا جو ابھی برتری سے بڑہ جاتا تھا اور مرہٹون مین سب پر
غالب ہوگیا تھا۔ انگریزونکو جو مقاصد مین خنثا انداز ہوتا تھا اور نظام اور انگریزون کی باہم موافقت
اوسکو بھی ناگوار خاطر تھی۔ غرض جو اتفاق لارڈ کورنوالس نے چاہا تھا وہ بعد [illegible] ٹوٹ گیا
جب نظام نے دیکھا کہ مرہٹے اپنی معاہدہ سے پھر گئے تو اوسنے دل سے یہہ چاہا کہ تنہا اونکے ساتھ معاہدہ اتحاد کرین
اور اوسنے کہا کہ معاہدہ کے توڑنے کی یہہ کوئی [illegible] ہے کہ اگر [illegible] مین سے ایک فریق اپنے عہد سے پھر جاوے
تو باقی دو مین بھی معاہدہ قائم رہے۔ سر جان شور نے [illegible] نظام [illegible] مین سمجھا کہ مرہٹون
کی آتش حسد کو بھڑکانا [illegible] اسلئے نظام [illegible] باقی [illegible] مرہٹون [illegible] ایک
اقرار ہوگیا کہ [illegible] عہد و پیمان [illegible] کرینگے۔

آخر کو نظام [illegible] سر جان کینا وی [illegible] حیدر آباد
[illegible] لکھا کہ [illegible] انگریزون [illegible]
ساتھ عہد و پیمان [illegible] گورنمنٹ انگریزی کی [illegible] ہوگا
[illegible] نظام
کو مرہٹون کی [illegible] مرہٹون [illegible] انگریزون مین
اتفاق ہوا تھا [illegible]
زیادہ [illegible] انگریزون کا
کہنا تھا مگر مرہٹون [illegible] انگریز [illegible] نظام کی اعانت [illegible] اونہون نے

اونکے کہنے پر کچھہ خیال نکیا بہلا اسکے کہ نظام اور مرہٹون مین معرکہ جنگ برپا ہو مہاداجی سیندہیا گذر گیا
ریزیڈنٹ پونہ کو یہہ خیال ہوا کہ اوسکے مرنے سے مرہٹون مین ایسے انقلابات پیدا ہونگے کہ نظام اور مرہٹون
مین انگریزون کو مصالحت کرا دینا آسان ہوگا۔ مگر گورنر جنرل نے فقط اس بات پر ساری توجہ اپنی
کی کہ دربار پونہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نکرون۔ نظام کی طرفداری مین فقط زبانی باتین بنایا کیا
اور کچھہ نکیا۔ مہاداجی سیندہیا کا بہتیجا دولت راو سیندہیا فوج کو جمع کرکے اپنے چچا کا پورا قائم مقام
ہوگیا۔ آخرکار وہ طوفان برپا ہوا جسکے آثار پہلے نظر آتے تہے۔ نظام بیدر کو روانہ ہوا۔ کچھہ اسکا خیال
نہین کہ اول وہ خود جاکر لڑائی شروع کرے۔ بلکہ اس خیال سے کہ مرہٹون کے معاملات خانگی مین
دخل پیدا کرے پہلے اسسے کہ وہ اپنا لشکر اوسپر چڑہا کر لائین۔ مارچ ۱۷۹۵ء مین دولت راو سیندہیا
سپاہ کو لیکر نظام کی طرف چلا۔ اسوقت سلطان ٹیپو نے بہی مرہٹون کی امداد کا قصد کیا مگر اوسکو اپنی
ہی فکر ایسی پیش آئی کہ وہ مرہٹون کے لشکر کے ساتھہ نہ مل سکا۔ اور نظام اونکی طرف چلا۔ اور ایک لڑائی
ہوئی۔ دونو لشکرون مین پریشانی اور انتشار پیدا ہوا اور کسی کو فتح نصیب نہوئی۔ مگر نظام کی گہر کی عورتون
نے واویلا مچا کر میدان جنگ سے رات کو اوسے اپنے پاس بلا لیا۔ ایک چہوٹا سا قلعہ کردلہ تہا اوسمین وہ
پناہ گزین ہوا۔ یہان آکر مرہٹون نے چارون طرف سے گہیر لیا۔ اور رسد کی راہ سب طرف سے بند کردی۔ چند ہفتہ
نظام یون گہیرے مین گہرا رہا۔ آخرکو ایسا مجبور ہوا کہ مرہٹون نے جو شرائط پیش کین اونکو منظور
کرکے صلح کر لی۔ اگرچہ شرائط صلح کی تفصیل تو نہین معلوم مگر مرہٹون کو سوا اونکی سابق کے دعوون
کے تسلیم کرنیکے اوسکو تیس لاکہہ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک اور تین کروڑ روپیہ اور دولت آباد کا
مشہور قلعہ دینا پڑا۔ ایک کروڑ نقد دیا گیا اور باقی روپیہ کے واسطے پچیس لاکہہ روپیہ سالانہ کی قسط
ٹہری۔ اور اسکے واسطے اپنے وزیر عظیم الامرا کو اول مین دینا پڑا۔

اگرچہ ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انگریزون کی اعانت نظام او[illegible] عالی جاہ تو اوسکے عوض
مین اونپر واجب تہا کہ وہ اونکی استعانت کرتے مگر کیونکر کرتے کیا یہہ کرتے کہ کچہہ سپاہ اپنی نظام پاس
بہیجتے اور کچہہ مرہٹون پاس۔ عہدنامہ مین یہہ شرط ٹہری تہی کہ تینون رفیقون مین کوئی کسی رفیق کے

دشمن کی مدد نہ کریں تو جب دو رفیقوں میں آپس میں دشمنی ہوئی تو انگریز کسی طرف کا طرفدار نہیں ہو سکتے تھے۔ جب انگریزوں کے ہندوستانی رئیس مددگار کسی کارزار میں ہوئے تو کم ایسا اتفاق ہوا ہے۔ کہ اوس ہندوستانی رئیس نے اپنی بدکرداری اور زشت افعالی سے اوس اپنے حق کو باطل نہ کر دیا ہو جو اتحاد کے سبب سے انگریزوں پر واجب ہوا تھا۔ ایسی باتیں بنانے کے لئے سوچیں مگر اسمین شک نہیں کہ یہہ معاملہ عظیم الشان ایسا گورنر جنرل کے روبرو پیش ہوا کہ اوسکا انفصال ذکی عقل کی قوت سے باہر تھا۔ اونہوں نے نظام کو بیچ میں چھوڑ دیا۔ اور اوسکو مرہٹوں کے آگے ڈال دیا جنکے ان وفا عہد کے کچھہ معنی نہ تھے اور ٹیپو سلطان کے سامنے پھینک دیا جو اپنی ذلت شکست کے انتقام لینے کے لئے نظام پر دانت پیس رہا تھا۔ کہ جاہے جسطرح اوسکو پامال کرے۔ گورنر نے وقتی صلح اور امن امان خرید لیا جسکے قائم رہنے کی دیر تک امید نہیں رہی اور اوسکے فوائد کی قیمت میں قومی اور ملکی عزت و آبرو و صداقت و وفاء عہد ایسی بیش بہا چیزیں دیدیں اور ایک متاع فاسد کو موتیوں کی قیمت میں خرید لیا۔ ایسا امر کا فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے کہ کسی سلطنت کو اپنی صفات در عزت و دنیا نمی تا قائم رکھنے کو مواقع میں کس قسم کی سعی اور کوشش کرنی چاہیے اور کیونکر کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ اون صفات پر موقوف ہوتی ہیں کہ جنکی مقداریں ایسی مجہول ہوتی ہیں کہ جنکی قیمت ہی صحیح صحیح نہیں دریافت کی سب قوموں کی تاریخ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سلطنتوں کا عروج ہوتا ہے اور وہ اپنے منتہی عروج پر پہونچا جاہتی ہیں اوسکو خود اونہیں خیال ہوتا ہے اور جو قومیں کہ تنزل کی حالت میں [illegible] اور نیچا میں گری جاتی ہیں وہ اوسکا خیال نہیں کرتی ہیں بس اگرچہ تا بعد [illegible] برٹش گورنمنٹ نے جو اپنی سلطنت ہندوستان میں جما رکھی ہے وہ بڑی عظمت [illegible] انقطار سے قائم ہوئی یعنی اول خود انگریزوں کے دلوں میں اپنی گورنمنٹ [illegible] خوف اور اوسکے [illegible] عدالت ور انتظام قانونی کی [illegible] وابستا تو تھی اور پھر ہندوستان ہر قوم کی عقل میں انگریزی گورنمنٹ کی صداقت [illegible] اور وفاداری کا اعتماد پیدا ہوا اور اوسکی سپہگری کی ہیبت پیدا ہوئی [illegible]

نقلال قائم ہوجانا اور بتدریج اپنی معراج پر پہونچ جانا ثبوت کامل اس امر کا ہے کہ اوسمین وہ
ت موجود تھین جو سلطنت کی نیکنامی اور عزت کے لئے ضرور ہین۔

م انگریزون کی اوس حرکتون پر ایسا آزردہ خاطر ہوا تہا جیسا وہ اس بات پر دل مین جل بہن کر خاک
وہ دو پلٹنین انگریزی جو اوسکی سرکار سے تنخواہ پاتی تہین میدان جنگ مین مرہٹون سے لڑنیکے لئے
گئین۔ اوسنے سوچا کہ جب سپاہ جسکے لئے بہت زر کثیر صرف کیا جاتا مرہٹون سے لڑنے کے کام کی نہین
سے کیا فائدہ ہے بلکہ نقصان ہے۔ اسلئے اوسنے حیدرآباد مین پہونچکر تہوڑے دنون بعد ان دونون
ن کو اپنی خدمت سے جدا کر دیا اور وہ سرکار کمپنی کے ملک مین چلی گئین۔

ئے زمانہ سے کبہی ایسا نہین ہوا تہا کہ فرانسیسلی فوج صوبہ دار دکن کی خدمت گزار نہ رہی ہون ٹیپو
مین بہی دس بارہ پلٹنین قواعددان تہین جسکے افسر فرانسیسی تہے اور اوسکا سپہ سالار موشیر
ون تہا۔ وہ اپنی نوعمری سے سپہ گری کا کام کرتا تہا پہلے اس پاس تین سو آدمی تہے جنکے ہتیار
تہے ایک ہم وطن سے اوتہا آئے تہے بیکر اپنے لئے تہے مگر وہ بہرو نظام کے ہان روز بروز بڑہتا گیا
سپہ سالار اوسکا ہوگیا۔ گو وہ فن سپہ گری سے خوب ماہر نہ تہا مگر جوڑ توڑ لگائی اوسے خوب آتی تہی
م اپنی لشکر کی موجودات لیکر اوسکی سپاہ کی تنخواہ اور خرچ کے واسطے ایک ملک کا حصہ مخصوص کر دیا
کمپنی کی سرحد پر گرپاہ اور کم مہم سے سپاہ لیکر بہیجا با غرض اوسنے انگریزون کے جلانیکی
بسو نیر بہت بیان کرنی شروع کین۔ رزیڈنٹ انگریزی نے جب یہہ حال دیکہا تو اوسنے نظام
سپاہ کے لئے بلاؤ نہین انگریزی لشکر اوسکی سرحد پر بہیجا جائیگا۔ اب انگریزون کو اور
اسی پیدا ہوا کہ اونکے پاس جمعیت فرانسیسی ہزار تہون بہانکر موشیر ری مون سے
بد کیا تحقیق نہین معلوم ہوتا کہ نظام کی بیت تہی۔ ۲۱ جون ۱۷۹۵ کو اوسکا بڑا بیٹا
باغی ہوگیا۔ اسلئے نظام نے گرپاہ سے موشیر ریمن کو بلا لیا۔ اوسنے عالی جاہ کو پکڑکر
ار لیا جسنے اوسی قید کیا اور تہوڑے ہی دنون مین اس قید مین قید حیات سے رہا ہوا۔ اب
انگریزون سے بالکل مایوسی ہوگئی تہی کہ وہ مرہٹون کی محافظت مین اوسکی امداد نہ کرینگے۔

۶۶۷۴۸

اسلئے وہ فرانسیسیون سے اپنا زیادہ تعلق رکھتا تھا ۔ اور سپاہ نشان اور علم فرانسیسی انکی سپاہ مین قایم ہونے لگے ۔ سرکار کمپنی کی سرحد پر یہ سپاہ متعین تہی ۔ اور اسکے افسرون نے مدراس کی انگریزی پلٹن کو بہکا کر باغی بنا دیا ۔

انگریزی گورنمنٹ کو یہ فرانسیسیون کی ترقی نظام کے یہان ناگوار خاطر تہی ۔ نظام نے پہر انگریزون سے کہا کہ مین ابہی اس سپاہ کو موقوف کئے دیتا ہون اگر انگریزی سپاہی بہرتی کر دو اتنی اپنی سپاہ کا انتظام کر دین کہ اونکی حمایت اور حفاظت کے واسطے کافی ہو بعض ان چلے انگریز اسلئے مستعد ہوگئے کہ وہ نظام کی خدمت گزاری سے اعزاز اور اعتبار پیدا کرین مگر فرانسیسیون نے اونکی ... دی اور اس تدبیر خام سے کوئی کام نہ نکلا ۔

(۲) نظام کو ان واقعات سے کچھ فائدہ ہوا ہو مگر انگریزی گورنمنٹ کو اسی نقصان نہین پہنچا ان دنون مین ۲۷ اکتوبر ۱۷۹۵ء کو نوجوان پیشوا مادہو راؤ نے خودکشی کی ۔ اسکے انتظام ریاست بڑے بڑے سردار ریاست اور امانت کرتے تہے ۔ اور اپنی عظمت شان کے بموجب لطف اٹہاتے تہے اب اونمین آپسمین سازشین اور کارسازیان شروع ہوئین ۔ نانا فرنویس چاہتا تہا کہ ایک طفل خوردسال کو گدی پر بٹہا کر مین خود پیشوائی کرون ۔ سیندہیا باجی راؤ کو جو رگھونا تہہ راؤ کا بیٹا تہا سلطنت سمجہتا تہا اور اسیکو تخت نشین کیا چاہتا تہا نانا فرنویس اپنا مدعا بر آنے کے واسطے نظام سے مدد کا خواہان ہوا اور اسکے وزیر عظیم الامرا کو چہوڑ دیا ۔ اور کہردلہ کا ملک جو ابہی لیا گیا تہا وہ واپس کر دیا ۔ دولت راؤ سیندہیا اپنی سپاہ لیکر پونہ گیا اور باجی راؤ کو مسند ریاست پر بٹہایا نانا فرنویس اوسکے سامنے کچھ نہ کر سکا سیندہیا نے بہی نظام سے مصالحت کی غرض سے ... کر دیا ۔ انہین دنون نظام کو ایک زبردست دشمن کی بغاوت سے سابقہ پڑا ۔ اوسکے بیٹے علی جاہ نے اوسکے خلاف ... اور نظام نے ... اونکو سنبہال لیا اور نتیجہ بہیجا ۔

(۳) اوائل ۱۷۹۸ء میں جنرل سیڈورنی بجای سر جان کنیل ... کے ... اپنا کام کرتے تہے ... جب ۱۳ اکتوبر ۱۷۹۸ء ... محمد علی خان

والاجاہ اسی برس کی عمر مین اس دنیا کی کشمکش سے رہا ہوئے - اور عمدة الامرا اونکا بڑا بیٹا جانشین ہوا
لارڈ کورنوالس سے جو ایام امن مین ۱۷۹۲ء مین شرائط روپیہ دینیکی ہوئی تہین وہ روپیہ قرض لیکر
پوری ہوتی تہین یعنی لوگ روپیہ قرض دیتے وہ اوسکے بدلے مین ملک کا کوئی حصہ لیتے وہان جاکر رعایا پر وہ
ظلم کرتے کہ جسکی مثال دنیا مین نہین - برابر اس جبر و ظلم سے ملک ویران و بے چراغ ہو گیا تہا - جب
عمدة الامرا مسند نشین ہوا تو لارڈ ہوبرٹ نے اوس سے کہا کہ وہ بعض اضلاع کو حوالہ کرے - اور جس
مہینہ مین نواب مرا تہا اوسی مہینہ کی ۲۴ کو گورنر جنرل نے ایک اسلئے گورنر مدراس کو سمجہا اور
اوسمین لکہا کہ ۱۷۹۲ء کے عہدنامہ کے موافق ملک کرناٹک کی آمدنی کا کام آگے نہین چلیگا - تمام
بنک انگریزی اور ملازمان کمپنی نواب کو روپیہ قرض دیتے جاتے ہین اور سود پر سود چڑہاتے جاتے ہین
اور نواب کے اور اوسکے ملک کے مالک بنتے جاتے ہین - رعیت پر روز بروز وہ ظلم کرتے ہین کہ بیان نہین ہو سکتا
ملک کو ویران کرتے جاتے ہین - یہہ ویرانی ملک آمدنی کو بہت کم کر دیگی کہ سرکار کمپنی کا روپیہ نہین
وصول ہوگا - گو بہت سی تدبیرین کی گئین کہ لوگ نواب کو روپیہ قرض نہ دین مگر کوئی اونمین کارگر
نہ ہوئی اور نہ ہوگی - جب انگریزونکو ممانعت کیجاتی ہے تو وہ ہندو مہاجنون کے نام سے قرض دینے لگتے ہین
اگر سرکاری قسطین نواب ادا کرے تو ملک کی حالت ایسی نہین ہے کہ اوسکی آمدنی سے روپیہ کا پورا
پڑے اسلئے لارڈ ہوبرٹ کی یہہ رائے ہوئی کہ جو اضلاع سرکار کمپنی کے روپیہ کی کفالت مین ہین وہ
نواب کے عمل دخل سے بالکل علیحدہ کر لئے جائین - تاکہ روپیہ کے وصول ہونے پر بہی اطمینان ہو اور رعایا
بہی سود خوارون کے ہاتہہ سے نجات پائے اور اوسنے نواب سے یہہ بہی کہا کہ اگر وہ یہہ منظور کرلے تو بہت لاکہہ
روپیہ وہ چہوڑ دیگا - گورنر جنرل نے اسکی رائے سے اختلاف کیا اور یہہ چاہا کہ نواب کے کل ملک اخذ کر لئے جائین
غرض ملک کی خواہان دونون گورنمنٹین تہین مگر فرق اتنا تہا کہ ایک بالجبر لینا چاہتی تہی اور دوسری
بالکل لینا چاہتی مگر بالرضا - اور اگر نواب کی رضا نہ ہو تو اس کام کو کرنا نہین چاہتی تہی غرض بات آگے
دونون گورنمنٹون مین مباحثونکا طول کہنچ گیا - نواب خوشی سے ملک دینے پر راضی نہین ہوا - فقط نام ہی کی نوابی
پر دم دیتا تہا - اوسنے کہا کہ یہہ درخواست گورنمنٹ کی مین نہین منظور کر سکتا - مگر یہہ اوسکی سمجہہ کا پہیر تہا

اگر حقیقت میں وہ نواب ہوتا تو ایسی درخواست کا منظور کرنا اصول شریعت کے خلاف تھا۔ مگر وہ کوئی کام بھی بغیر گورنمنٹ انگریزی کے نہیں کرسکتا تھا سارا ملک وسنا مدراس کے سودخواروں کے پاس گرو تھا جسکے بوجہ کہ جیسے وہ خود اور اوسکی رعایا ایسی جاتی تھی اور بیاج پر بیاج چڑھتا جاتا تھا سوا اس خرابی کے یہہ بڑی خرابی تھی کہ اناج گران ہوتا جاتا تھا اسلئے جب فصل تیار ہوتی تو رعایا سارا اناج بنئے اور مہاجن ساہو کا خود لے لیتے اور جیسا چاہتے بیچتے اور اگر دوسری فصل تک وہ اناج باقی رہتا تو وہ ساری رعایا میں برابر بانٹ دیا اور بازار کے بہاؤ سے زیادہ قیمت لے لیتے۔ خلاصہ یہہ کہ ملک کی ویرانی اور نقی کو گنتا تھا اسے تھا جب نواب نے انتظام سپرد کرنے کو کسی طرح نہ مانا تو اونکو ملک کے لینے پر اصرار ہوا۔ مگر گورنر جنرل نے کہا کہ یوں زبردستی ملک کا لینا عہد و پیمان کے خلاف ہے۔ اسپر گورنر نے کہا کہ نواب نے پہلے خود عہد شکنی کی ہے اوسکا عہد ہو چکا تھا کہ جو اضلاع کہ سرکاری روپیہ دینے کے کفیل ہیں اونکو قرضداروں کے حوالہ نہ کرے مگر اوسنے یہہ نہیں کیا پس جب اوسنے عہدنامہ کی شرط کو توڑ ڈالا تو سارا عہدنامہ باطل ہو گیا انصاف یہی ہے کہ ایسی ضرورت کی حالت میں اوسکا ملک لے لیا جاوے۔ غرض جب یہ ان دونوں لوگوں میں اختلاف ہوا تو یہہ مقدمہ ولایت میں انفصال کے لئے بھیجا گیا۔

(۴) سر جیمس لورنٹ ...... کا ...... انگریز نواب کا مقابلہ کیا کر اصلاح ملک میں ...... ۱۷۹۶ء میں ایک بیڑا مدراس میں بنایا گیا ...... جسکے افسر امیر البحر شیر صاحب تھے اوسنے تمام علاقہ سیلون۔ ملکا۔ باندا۔ امبوئنا ...... مقابلہ کے لئے صرف کوچین ...... تھا ...... کیپ گڈ ہوپ میں بھی اونکے علاقہ ...... ۱۷۹۶ء میں مورٹیلس سیلبیز کے علاقے سینلا کے لینے کو ...... سب کو ......

(۵) سیلون میں ...... کمپنڈ میں ارلم لوڑیبین ...... تھا

(ب) ...... انگریزی کی ملکی ......

فتح ...... وفات ثیپو ......

آصف الدولہ کی وفات۔ وزیر علی کا جانشین ہونا اور معزول ہونا اور سعادت علی کا تخت سلطنت پر بیٹھنا۔ اور نئے نواب سے عہد و پیمان

سو اوسکو بہی موت نے کشتی مین ملادیا۔ نواب اودہ کی صلاح سے اوسکا بڑا بیٹا محمد علیخان باپ کا جانشین ہوا۔ مگر اوسکا چہوٹا بہائی غلام محمد غضب بلا کا بنا ہوا تہا۔ اوسنے جہٹ بہائی کو گرفتار کر کے ملک عدم کو رخصت کیا اور نواب اودہ کو بیش بہا تحائف بہیجکر درخواست کی کہ مجہے نوابی مرحمت کیجئے۔ اوسکی عوض مین خراج و باج مجہسے زیادہ لیجئے۔ نواب تو مجہہ نیم راضی سے ہو گئے مگر یہہ معاملہ ایسا نہ تہا کہ بغیر انگریزی گورنمنٹ کے مرضی کے طے ہوتا۔ جب اوسسے کہا گیا تو اوسنے غلام محمد کی جانشینی سے انکار کر دیا۔ مگر ایک ور تماشا کیا کہ یہہ تجویز ٹہرائی کہ فیض اللہ خان کا سارا ملک لیکر نواب اودہ کو دیدیجے۔ یہہ نہ خیال کیا کہ یہہ سزا گناہ گار اور بے گناہ دونو کو ہوتی ہے۔ غلام محمد تو باغی تہا اوسکو سزا ہونی چاہئے۔ مگر جو خاندان کہ اوسکے ہاتہہ سے ستم رسیدہ تہا اوسپر کیون ظلم توڑا جائے۔ سوا اسکے فیض اللہ خان کے حسن انتظام سے اوسکا ملک نہایت سرسبز و شاداب تہا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ ایسے ملک کو ایک ظالم گورنمنٹ کے حوالہ کرنا کب انصاف تہا۔ اسوقت سر رابرٹ ابیرکرومبی کی پالیسی اور تیز ہوشی کام کر گئے وہ نواب ہی کی فوج لیکر غلام محمد کے سر پر جا پہونچے۔ اور تہوڑا سے ہی اوسکو شکست دی۔ اور پہر آخر کو یہہ عہد و پیمان ہو گئے کہ فیض اللہ خان جو خزانہ چہوڑ مرا ہے وہ تو نواب آصف الدولہ لے لی اور جاگیر بدستور قائم رہے اور اوس مین نواب مرحوم کا بیٹا ننہا سا آصف جاہ باپ کا جانشین ہو۔

(۶) نواب آصف الدولہ کا حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا تہا۔ گورنمنٹ انگریزی کا زر موعود قرض سے ادا ہوتا تہا اگر کوئی بڑا قرض ادا ہوتا تہا تو اوسکے لئے نیا قرض لیا جاتا۔ آمدنی ملک سے نہین ادا ہوتا تہا سود پر سود بڑہتا جاتا تہا۔ اوسکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ تکیت نرائن سے قلبی نفرت تہی اونکو وہ اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتا تہا جہاؤلال پر مرتا تہا اوسیکو اپنا وزیر بنانا چاہتا تہا اسی نظر لطف کی خاطر اوسنے وزارت کا کام ظاہر میں اپنے ہاتہہ مین لیا اور حقیقت مین اوسکو دیدیا۔ انگریزی سپاہ روز بروز اوسکے ملک مین بڑہتی جاتی تہی وارن ہیسٹنگز کی وقت مین ایک برگیڈ سپاہ رہتی تہی لارڈ کورنوالس کے زمانہ مین دو برگیڈ رہنے لگے اور پچاس لاکہہ روپیہ

اوسے لیجانے لگے اب اوسی بھی زیادہ سیاہ ہو گئی - ۲۲ اپریل ۱۷۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے لکھا کہ بنگال مین جو دو رجمنٹ ہندوستانی سوارونکی ہین اونمین دو اور رجمنٹون کا اضافہ ہو اوسکا کمپنی کا خرچ نہ پڑیگا اسلئے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا جائے کہ وہ اپنی نکمی سوار موقوف کردے اور انکی تنخواہ کی بچت سے ان سوارون کی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کرے جب نواب سے یہہ درخواست کی گئی تو اوسنے صاف انکار کردیا مارچ ۱۷۹۷ء مین گورنر جنرل لکھنؤ مین خود گئے دو مطالب نکلے تہے ایک یہہ کہ ان سوارون کی تنخواہ کا خرچ نواب اپنے ذمہ لے جسے وہ انکار قطعی کر چکا تہا دوسرے انتظام ملکی مین اصلاح کرے گورنر جنرل کا کہنا خالی نگیا اس شامت کے مارے نواب نے مان لیا کہ اگر سارے ہی پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ نہ ہو تو ایک رجمنٹ گورون کے سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے تفضل حسین خان جنکی ذہانت اور لیاقت پر گورنر جنرل کو بڑا اعتبار تہا اوسکے وزیر مقرر ہوئے -

چند مہینے کے بعد نواب آصف الدولہ کچہہ تہوڑا سا بیمار رہا کہ اجل کا پیغام آپہونچا - اوسکے بہائیون مین سب سے بڑا سعادت علی خان تہا اس اندیشے سے کہ کوئی سازش نکرے وہ بنارس مین رہنے کو مجبور کیا گیا تہا - اوسنے آصف الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا علی کی جانشینی پر یہہ اعتراض کیا کہ آصف الدولہ کا کوئی بیٹا نہین اور جو بیٹے اوسکے مشہور ہین وہ اوسکے نطفے سے نہین اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا ہے اور اس جہگڑے کے انفصال کیلئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ہوے - آصف الدولہ مرزا علی کو اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتا تہا اور یہہ کہنا اوسکا شرع اسلام کے موافق اوسکے استحقاق سلطنت کو مستحکم کرتا تہا - آصف الدولہ کی بیوی اور ماکی مرضی تہی کہ وہ تخت نشین ہو - ساری دار السلطنت کے آدمی اوسکے نواب ہونے سے خوش تہے غرض مرزا علی جنکو اکثر وزیر علی کہتے ہین مسند آرائے ریاست ہوا اور انگریزون نے اوسکی وجوہات پر خیال کرکے اوسکی جانشینی کو تسلیم کرلیا - اور وہ افواہین جو اوسکے نطفہ نا تحقیق ہونیکی نسبت مشہور ہین ان پر خیال نہین کیا -

اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کے مزے اڑائے تہے کہ گورنر جنرل پاس اوسکی چال چلن کی اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہونچنے لگین - اسلئے گورنر جنرل کے بر سر موقع آنیکی ضرورت ہوئی

اسلئے اونسے لکھنؤ کی طرف سفر کیا۔ بڑی بیگم یعنی نواب آصف الدولہ کی ماں وزیر علی کی بد افعالی کو
روکنا چاہتا تھا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بھیجی گئیں اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہو گئیں۔
الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جسنے نواب کی سرکاری خدمتوں سے اوسکو جدا
کر دیا تھا اب اوسنے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ اپنی زمینداری میں لے رکھا تھا۔ اور اس
ریاست میں بڑے رتبہ کا آدمی گنا جاتا تھا جب بیگم کا جھگڑا نواب سے ہو گیا تھا تو اوسنے الماس علی
خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا۔ اوسنے بیگم اور نواب کی ظاہر میں صلح کرا دی۔ گورنر جنرل جس وقت
لکھنؤ میں پہونچے ہیں تو اوسکو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے ہیں وہ ایسی استواری
کے ٹوٹنے کے نہیں ——— اور حسین رضا خان اور راجہ ٹکیت نرائن بھی اونکے
مشوروں میں گھس گئے۔ نواب کے مزاج میں اوسکا خسر اشرف علیخان بڑا اثر رکھتا تھا۔ ان تمام گروہوں کا
یہہ مطلب تھا کہ انگریزوں کی مداخلت کا مقابلہ کیجئے۔ تھوڑے ہی دن گورنر جنرل کو آئے ہوئے ہوئے تھے کہ
نواب کو چیچک نکلی اور وہاں سازشیں شروع ہوئیں۔ سر جان شور خود لکھتے ہیں کہ مجھے اپنے ہوش سے
آج تک ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ایسی بدکاری اور حرام کاری کے معاملہ میں دقت اور دشواری
اوٹھانی پڑی ہو۔ ۲۰ دسمبر کو الماس علی خان جو تمام امور کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا
وہ وزیر کے پاس گیا اور کئی روز تک اوسکے ساتھ صلاح و مشورہ کرتا رہا اور کہنے لگا کہ وزیر علی نطفہ
ناتحقیق ہے اور وہ بہت اسراف اور عیاشی کرتا ہے بیگم صاحب کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاع الدولہ
کے بیٹوں میں سے کوئی جانشین ہو۔ آصف الدولہ کے سارے بیٹے جو مشہور ہیں نطفہ ناتحقیق ہیں۔
غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور کمانڈر انچیف کے سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی بیگم صاحبہ
اور الماس علی خان دونو مرزا جنگلی کو جو سعادت علیخان سے چھوٹا بھائی تھا نواب
بنانا چاہتے تھے۔ اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اس پر راضی ہو جائیں تو اوسکا عوضانہ
بہت کچھ نذر کیا جائے گا۔
وزیر علی کی بدچلنی اور سرفی اور زشت افعالی کی شکایتیں نہایت حکمت سے اور سلیقہ سے گورنر جنرل کے

سامنے پیش ہوتی ہین کہ جسسے اوسکا دل وزیر علی سے پہر جاتا ہے۔ لوگون نے کہا کہ نواب ایسا مسرف ہے کہ سارے ملک کی آمدنی اپنے گہرون مین اوڑا دیگا سرکار کمپنی کا روپیہ کہان سے ادا کریگا مزاج اوسکا اکہڑ اور شتابی سے کہ دوسری بات کو سمجہانے سے سمجہتا نہین اسلئے غالبا وہ انگریزونکا محکوم نہین رہیگا بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا اور جہانتک اوس سے ہو سکیگا وہ اونکے جوئے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا۔

جب یہہ باتین سرجان شور کے گوش گزار ہوئین تو اوسکا دل بہی وزیر علی کے نطفہ ناتحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا۔ اور وہ اوسکی تحقیقات کے درپے ہوا۔ تو یہہ معلوم ہوا کہ وہ ایک ماما کا لڑکا ہے۔ تحسین علیخان جو نواب کا بڑا معتمد خواجہ سرا تہا اوس سے یہہ افسانہ سنا کہ وزیر علی کی ماں کا خاوند موجود ہے وہ نواب کے ہان ماما تہی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تہی جب وزیر علی اوسکے ہان پیدا ہوا ہے تو اوس سے پانچسو روپیہ کو نواب نے مول لیا تہا۔ نواب کی عادت تہی کہ وہ حاملہ عورتون کو مول لے لیتا تہا اور اونکے ہان جب بچے پیدا ہوتے تہے تو اونکو اپنا بتایا کرتا تہا اور اونکی پرورش بیٹون کی طرح کیا کرتا تہا یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین۔ یہہ تحقیق ہو گیا کہ وزیر علی کی ماں ایک میر کے گہر مین ماما تہی تین لڑکے اوسکے تہے بڑے بیٹے کو اوسکے نواب نے پانچسو روپیہ کو مول لیا تہا اور اوسکا نام محمد میر رکہا تہا۔ دوسرا بیٹا اوسکا اپنی ذلیل حالت مین نوکری چاکری کیا کرتا تہا تیسرا بیٹا یہہ وزیر علی تہا اس وزیر علی کے ساتہ کبہی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہ ہوئی یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بہی اوسکے بیاہ مین شریک ہوئی اور اوس نے خاوند کو کہا کہ تیرا ایسے ذلیل کمینے کو [illegible] ہو کر اپنے خاندان کے نام و ناموس کو بٹا نہین لگاتی۔ نواب کے [illegible] دو بیٹے تہے وہ صغیر سنی مین مر چکے تہے اب کوئی بیٹا نہین تہا گورنر جنرل نے تحسین علیخان سے پوچہا کہ کیا آصف الدولہ کو خیال یہہ تہا کہ وزیر علی کی ماں سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفہ سے ہے اوس نے کہا کہ نواب کو اوسکی ماں کی حاملہ ہونیکی بہی خبر نہین ہوئی جب لڑکا پیدا ہو لیا تب [illegible] حال معلوم ہوا۔ اب سر جان شور نے یہہ کہا کہ جس شخص کو مین نے نواب وہ مان لیا ہے سوا سعادت علیخان کے اور سب امراء عالی تبار نے اوسکا اقرار کر لیا تہا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو چاہیے کہ وہ تخت

معزول کیا جائے۔ گو گورنر جنرل کے خیال میں پہلا ایک دفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغر سنی میں سارے ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھ میں لیجئے مگر بہت سے اعتراضات و پیش ہوتے تھے اسلئے اس خیال سے ہاتھ اٹھا لیا۔ گو سر جان کی فہم مبارک ذکی پیٹے کہاں مگر تمام اونکی تحریرات اس معاملہ میں پڑھنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات ساده مزاج کی نظر حق رسانی اور انصاف پر تہی۔ وہ اپنی موٹی سمجھ سے مجبور تھا کہ اوس نے ایک سلطنت کا فیصلہ اوس شہادت سقیم پر کر دیا کہ جس پر انگریزی قانون انگلستان میں چند پونڈ کا فیصلہ نکرتا۔ جب وزیر علی کی معزولی کی ٹہری تو سعادت علیخان مستحق سلطنت ٹہرا جب گورنر جنرل نے اونکے نواب بنانے کے لئے شرائط پیش کیں تو اوسکا کیا مقدور تھا کہ اوس میں چون و چرا کرتا شرائط پر سر جھکا دیا۔ اور بنارس سے کانپور میں آیا اور کانپور سے اوسکے جلو میں اردو بزرگ ساتھ ہوا۔ اس شان سے لکھنو میں آیا۔ سارا لشکر اوس پاس انگریزی تہا کیونکہ اس بیکس بیچارے پاس اور کہاں سے سپاہ آتی۔ غرض ۲۱ جنوری ۱۷۹۸ء کو وہ مسند ریاست پر جلوہ افروز ہوا۔ اور حق بحق دار رسید کا غلغلہ سارے شہر میں بلند ہوا۔

نواب سعادت علیخان نے یہہ عہد و پیمان کئے کہ نواب چھتیس لاکھہ روپیہ سالانہ انگریزوں کو دیا کرے۔ قلعہ الہ آباد حوالہ کرے۔ انگریزی سپاہ اکثر اودہ میں دس ہزار رہا کریگی۔ اگر تیرہ ہزار سے زیادہ ہوگی تو نواب کو خرچ زائد دینا پڑیگا اور اگر آٹھہ ہزار سپاہ سے کم ہوگی تو تناسب کے حساب سے روپیہ مِنہا کیا جائیگا۔ انگریزوں نے جو محنت و مشقت نواب کی جانشینی کے لئے اٹھائی اوسکے عوض میں نواب نے بارہ لاکھہ روپیہ دئے۔ اور یہہ قرار کیا کہ بغیر اونکی اجازت کے کسی ریاست غیر سے خط و کتابت نہ رکھیگا۔ نہ کسی اہل یورپ کو نوکر رکھے گا نہ اپنے ملک میں بسنے دیگا۔ وزیر علی کو ڈیڑہ لاکھہ روپیہ سالانہ اوسکے خرچ کے واسطے دیگا۔ اور وہ بنارس میں رہیگا۔ اور باقی اور جو بہتیجے مشہور ہیں اونکو بہی تنخواہ دیگا۔

(۷) ہندوستان میں صوبہ اودہ اور اضلاع کرناٹک نہایت مرفہ الحال و سرسبز و شاداب و حاصل خیز تہی مگر جب سے کہ اونکے نوابوں نے سرکار انگریزی کی سعادت متابعت حاصل کی تہی تو اون میں وہ نحوست پہیلی کہ رعایا کو دیکھئے تو نہ [illegible] لو روٹی نہ بدن کو کپڑا نہ زرق نہ موت۔ زمین کی پیداوار کو دیکھئے تو خاک

جہان سو من غلہ پیدا ہوتا تہا وہان سو سیر بہی نہ پیدا ہوتا تہا۔ اب سوال نہایت توجہ کے قابل یہہ ہے کہ
کیون اس سعادت متابعت انگریزی سے ملک و اہل ملک پر یہہ شامت اور نحوست آئی یہہ آثار بد کیون
اونمین نمودار ہوئے اسکا جواب بہا کچہہ مشکل نہین ہے ہندوستانی سرکارین ہمیشہ ضعیف ہوتی ہین اسلیے
اونکا ظلم وستم بہی ضعیف ہوتا ہے مگر جب انگریزون کی قوت بازو نے اونکی تقویت کی تو اونکے ظلم وستم
مین بہی جان آگئی اور وہ ایسا زبردست ہوگیا کہ کوئی چیز اوسکے مقابلہ مین سوا سرکشی و بغاوت
رعایا کی نہ رہی۔ ابتک ہمنا انکو ظلم و نظم و نسق حل و عقد ملکی کا انتظام آتا ہے کہ تمام گورنمنٹون
(سلطنتون) کے ... مین ہوا ایک گہر اب گورنمنٹ کی مزاحمت کیلیے کوئی چیز موثر سوا سرکشی اور ہمدردی رعایا
نہین ہے۔ ایشیا کی تمام گورنمنٹون مین رعایا کی سرکشی عجب اثر رکہتی ہے اور وہ حکمرانون کے خاندانون
مین انقلابات زیادہ تر کرتی رہتی ہین جب مصیبتون اور آفتون کے سبب رعایا ناراض ہوتی ہے اور
پہر ایسی بڑہ کر بلندی پر پہنچتی ہے کہ اسوقت وہ منتظر سرکشی کے لیے بیٹہے رہتے ہین۔ جب ظلم
سے ملک کی آمدنی مین تنزل ہوتا ہے تو مالگزار گورنمنٹ کو متزلزل ہونے سے روپیہ نہین دیتے اور جب روپیہ
نہین ملتا تو سپاہ کی تنخواہ نہین بٹتی تو سپاہ اول بہت غل مچاتی ہے اور دہمکا دیتی ہے اور آخر کو
بغاوت اختیار کرتی ہے پہر ساری رعایا اس سپاہ کے ساتہہ ہوتی ہے اسی انقلاب عظیم واقع ہوتا ہے
کوئی دل چلا دلاور صاحب سیر پیدا ہوتا ہے اور رعایا اور سپاہ کو سر پر اپنے رکہکر لیتا ہے کہ دہیر ساتہہ
ہو مین حاکم ظالم کے گریبان کو پکڑ ظالم کے ہاتہہ سے چہڑاتا ہون۔ پہر وہ سب اوسکے ساتہہ ہوگئے ہین وہ
حاکم کو دفع کرتا ہے اور خود جلدی جلد منازل حکومت کے طے کرکے معراج سلطنت پر پہنچتا ہے۔ اور جیون حکمران
بنتے ہین اونکے خاندان مین بہی دو تین نسل تک فرمان روائی ہوتی رہتی ہے اور پہر اونکا بہی وہی
حال ہوتا ہے جو فرمان روایون کا ہوچکا ہے ہندوستان چہوٹی چہوٹی ریاستون مین منقسم ہے
بد انتظامی سے ضعف سلطنت ہوتا ہے اور یہہ ضعف سلطنت اور دشمنونکو اوسکے فتح کرنے پر رغبت دلاتا ہے
بس کرنا ایک کے ضعف سلطنت نے سلطان ٹیپو کو اوسکے فتح پر دلیر کیا اور اوده کی بدنظمی نے ہر شو کو دست درازی
پر مستعد کیا وہان کے خاندان خراب ہوتا ہی خالق نے بنایا اگر سرکار انگریزی اونکی سرپرستی نہ کرتی ایشیا اور

یورپ مین تمام سلطنتون مین ظلم ہونیکا یہہ ایک ہی سبب ہے کہ حکومت کرنیکی اجرت رعایا سے روز بروز زیادہ لیجاتی ہے۔ جب ان ضعیف نوابون کی انگریزون نے استعانت اور استمداد اور اعانت کی تو اوسکے عوض مین زر کثیر مانگا اور جب روپیہ مانگا تو ان نوابون کو اپنی رعایا سے زیادہ خراج لینا پڑا۔ تو اونکے رعایا ناراض ہوئی اور اس ناخوشی سے وہ سرکشی کرکے اپنے دل کا غبار نکالتی مگر قوت انگریزی اونکے سرکشی کا سر دبائے ہوئی تھی وہ کب اوٹھنے دیتی تھی۔ پس اس سبب سے کچھہ اور رعایا کو نہ بنا سوا اسکے دکھہ بھرتی روپیہ دیتی۔ اور دل مین کوستی۔ اس ظلم اور ستم کی اصلاح انگریزونکے دل مین بھی جب ہی آتی کہ وہ دیکھتے کہ ہمارے زر موعود کے ادا کرنے مین کچھہ خلل آنے والا ہے۔ پس ان باتونکو کرناٹک اور اودہ کو وہ ویران اور تباہ کیا کہ کوئی قطعہ ہند کیا کوئی قطعہ دنیا بھی ایسا نہ تھا۔ جسمین رعایا کی یہہ خستہ حالی اور ملک کی یہہ لاثانی ویرانی ہو کہ سیکڑون گانون مین چراغ بھی ٹمٹماتا نظر نہ آئے۔ چکی کی آواز کی جگہہ الوکی آواز کان مین آئے۔

(۸) ولایت مین ایک شور تحسین سر جان شور کے کامون پر تھا۔ بادشاہ نے اونکو لقب لارڈ ٹینمتھہ کا عنایت کیا۔ ۱۷۹۸ء کی شروع مین اونھون نے استعفا دیدیا اور انگلستان کو روانہ ہوئے۔ لارڈ کلایو جو بڑے لارڈ کلایو کے خلف الصدق تھے لارڈ ہوبرٹ کے قائم مقام دسمبر ۱۷۹۸ء مین مقرر ہوئے۔ اور ۲۱ اگست ۱۷۹۸ء کو مدراس کے عہدہ گورنری کا کام لیا۔

فصل چہارم

(۱) جب سر جان شور نے ۱۷۹۸ء مین استعفا دیا تو اونکے قائم مقام مقرر کرنے مین ارکان شاہی کو کچھہ تامل ہوا۔ لارڈ ہوبرٹ ۲۳ اکتوبر ۱۷۹۴ء کو گورنر مدراس مقرر ہوئی اور ۲۴ دسمبر کو یہہ حکم ہوا تھا کہ مارکوئیس کورنوالس کے جانیکے بعد گورنر جنرل ہند مقرر ہونگے۔ مگر لارڈ ہوبرٹ نے جو نواب کرناٹک کے معاملات مین دست اندازی کی اور سپریم گورنمنٹ سے اپنی بگاڑی۔ وہ اس عہدہ سے محروم رہے اور سر جان شور گورنر جنرل مقرر ہو گئے۔ اور اب سر جان شور کی جگہہ بھی وہ

اس منصب الاپر سرافراز ہوئی۔ مگر اسکا معاوضہ یہہ ہوا کہ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن اونکی مقرر ہوگئے
کچھہ اس سے آنسو پچھہ گئے۔ اب پہر اس عہدہ پر مارکوئیس کورنوالس کا تقرر دوبارہ ہوا۔ اور اوسکا اشتہار
ہندوستان مین ہوگیا مگر اوس پر عمل نہوا۔ اوسوقت کا رنگ دیکہکر سب حیران تہے کہ یہہ شخص پہر کیون مقرر
ہوا ہے۔ مدبران ملک بہی حیران تہے کہ یہہ تقرر عجیب ہے کوئی اسکا سبب بہی عجیب ہوگا۔ مگر یہہ
عجیب و غریب معاملہ پردہ مستوری ہی مین رہا۔ کچھہ کہلا نہین کہ کیا ہوا۔ مارکوئیس کورنوالس نے
استعفا دیدیا وزیر اعظم کی یہہ رائے ہوئی کہ اب بہ تقاضائے حال ہندوستان کی انتظام کیلئے کوئی
شخص ایسا تجویز کرنا چاہئے کہ کارنوالس سے زیادہ اولوالعزم ہو۔ تو لارڈ ولزلی (ارل مارننگٹن)
۱۸ اکتوبر ۱۷۹۷ء کو گورنر جنرل ہند مقرر ہوا۔ یہہ نامی گرامی امیرزادہ ۲۰ جون ۱۷۶۰ء مین ڈبلن
دار الخلافہ آئرلینڈ مین پیدا ہوا تہا ایٹن کے مدرسہ مین چند سال مین داخل ہوا۔ وہان جاکر ہم سبقون مین
بڑا نام پیدا کیا اور اپنا کمال دکہلایا۔ اور آخر کو بڑا عالم فاضل ہوا۔ اور ۱۷۹۴ء مین اوسنے ہاوس آف کامنس
مین فرانس کے خلاف مین ایک تقریر دلفریب فصاحت و بلاغت سے ایسی ادا کی کہ سب کے سب ہی لوٹ پوٹ
ہوگئے۔ اور سب کو یقین ہوگیا کہ یہہ امیرزادہ بہی انگلستان کے نامآورون مین اپنا نام پیدا کریگا
وہ اکثر جلیل القدر عہدون پر ممتاز رہا۔ اور اونمین کارنمایان اور خدمات شایان کرتا رہا۔ ہندوستان
کے حالات معلوم کرنیکا اوسکو شوق پہلے ہی سے تہا کچھہ اسی سبب سے نہین کہ وہ گورنر جنرل ہوا چاہتا تہا
یہہ عہدہ تو اوس زمانہ مین اوسکے رتبہ عالی سے بہت پست تہا۔ وہ چار برس تک بورڈ کنٹرول کے
جلسہ کمشنری مین رہ چکا تہا۔ وہ تمام ہندوستان کے معاملات ملکی کا ایسا علم رکہتا تہا جیسا کہ گورنر جنرل
ہونیکے لئے علم رکہنا چاہئے سوا اسکے وزیر اعظم پٹ اور ڈنڈس صاحب پریسیڈنٹ بورڈ کنٹرول سے بہی اتحاد اور
اخلاص دلی رکہتا تہا۔ نومبر ۱۷۹۷ء مین ولایت سے چلا۔ کیپ مین فروری ۱۷۹۸ء مین پہنچا
وہان لارڈ میکارٹنی سابق گورنر مدراس سے اور لارڈ ہوبرٹ سے جو ابہی مدراس کی گورنری
سے واپس بلائے گئے تہے ملا۔ اوسنے ان دونون گورنرون کے خیالات اور مدراس و دکہن کے معاملات مین
اونسے پوچہین اونہون نے بتلادین۔ یہان وہ میجر کرک پیٹرک سے جو سیندہیا کے دربار مین رزیڈنٹ

حیدرآباد مین رزیڈنٹ رہ چکا تہا ملاقی ہوا۔ اور جنرل ڈی ووڈی آرڈ جو سری رنگ پٹن کے جیلخانہ مین رہ چکا تہا اوس سے بہی ملاقات ہوئی غرض ان سب آدمیون سے اوسنے وہ حالات دریافت کرلیئے کہ جیسے تمام ہندوستانی رئیسون کی قوت و قدرت اور انتظام اور اونکی تدابیر پہ علم ہوگیا۔ اور تمام معاملات کی صحیح صحیح کیفیت معلوم ہوگئی غرض جو باتین ہندوستان مین برسون رہ کر معلوم ہوتین وہ بیٹھے بیٹھے چند روز مین معلوم کرلین۔ ایک جہاز ہندوستان سے کیپ مین پہونچا تہا وہان لارڈ ولزلی نے اوسکو ٹہراکر جو مراسلات ولایت جاتی تھے اونکو کہول کر پڑہ لیا۔ اور پہر اپنی خرد دور مین اور کارشناس سے خیالات انتظام ہند کے باب مین ایسی لکہے کہ لوگون کو یہہ قوی امید ہوگئی کہ وہ ہندوستان کا خوب انتظام کرلیگا۔ وہ فرانسیسیون کے ساتہہ نفرت قلبی اور اونکی عظمت کا خوف ولایت ہی سے ساتہہ لایا تہا۔ اونکے قلع و قمع کے منصوبے اوسنے پہلے ہی سوچ رکہے تہے۔

(۲) اہل یورپ کے ہان امن وامان ملکون مین کبہی کا یہہ اصول ہے کہ سلطنتون کی قوتون کا باہم موازنہ ہوتا ہے یعنی کوئی سلطنت اپنی قوت کو بڑہا کر اورون کو زبردست نہین کرسکتی اور اگر کوئی سلطنت ایسا کرتی ہے تو اور سلطنتین ملکر اوسکی قوت کو کم زور کردیتی ہین غرض قواء سلطانی میزان معادلت مین رہتی ہین کوئی پلڑا اوسکا گرانبار ہوتا ہے نہ سبک بار۔ اسی اصول کو لارڈ کورنوالس نے دکن مین ٹیپو سلطان کو شکست دیکر ۹۲ء مین مصالحت باہم کرکے قائم کیا تہا۔ اور اوسپر اوسکو بڑا افتخار تہا۔ اوسکو وہ مستقل و مستحکم جانتا تہا۔ ولایت مین وزراء شاہی کو یقین دلادیا کہ اب موازنہ قواء کے اصول قائم ہونے سے سرکار کمپنی کو کوئی اندیشہ نہین ہے۔ مگر یہہ اوسکی غلطی اور اہل ولایت کی لاعلمی ہندوستان کے حالات سے تہی کہ اونہون نے اوس اصول کی بقا کا خیال ہندوستان مین کیا۔ اس اصول کا ہندوستان مین قائم رکہنا یہان کے فرمان رواؤن اور رئیسون کی شان سے ہی بعید ہے۔ اونکا اصول تو غارتگری اور شمشیرزنی ہے جنگ و پیکار کو اپنی شان اور شکوہ جانتے ہین جب وہ یہہ سمجہتے ہین کہ ہم مین قوت اور قدرت اورون کے مغلوب کرنے کی ہے اوسوقت اونکو کوئی وجہ لڑنے کیلئے نہین چاہیئے۔ عدالت اور صداقت اونکو میدان جنگ مین جانے سے نہین روک سکتی مگر ان دشمنون کا مقابلہ و مجادلہ اونکا زیر ہو سکتا ہے۔ گورنمنٹ ڈائرکٹرز نے

لارڈ کورنوالس کے کہنے مین انگریز نے یہ حکم دیدیا کہ آئندہ کوئی گورنر جنرل ہندوستانی رئیسون کی آپس کی
لڑائیون مین مداخلت کرے اور نہ کبھی اونسے کوئی نئی مصالحت پیدا کرے۔ کوئی اونسے ہنگامہ جنگ بپا
کرے۔ سب کے ساتھ صلح کی سامنے ہی سرجان شور نے ایک سادہ دل تھا کہ اتہارہ مہینے تک اپنی
آنکھون سے دیکھتا رہا کہ سلاطین دکن کی قوتون کا موازنہ ٹوٹا جاتا ہے۔ مگر اوسکے سنبھالنے مین اپنے
دست و زبان کو نہ ہلایا۔ کردل کی لڑائی مین پیشوا اور مرہٹون نے ملک نظام کو بہت دبالیا
کر دیا سرجان شور بیدل کے اوسے کہدیا کہ ہم کسی کے جھگڑے مین نہین پڑتے۔ علاوہ اسیکے یہ ہوا کہ
انگریزی فوج جو حفاظت کے لئے نظام کی قلمرو مین رہتی تہی اوسکو بھی مرہٹون کے مقابلہ سے روک دیا
پہر پیشوا کی کم بختی سیندہیا کی ہاتہ ہوائی پیشوا نے سرکار انگریزی کے آگے دامن پھیلایا۔ مگر تب وہ امن رہا
یہان تو پہلے ہی کورٹ ڈائرکٹرز کا حکم آچکا تہا کہ تم کسی کے جھگڑے مین مت بولو۔ پیشوا کا حال بھی وہی
ہوا جو نظام کا ہو گیا تہا۔ گو مرہٹون کی آپسکی نااتفاقی سے نظام نے اپنے تئین سنبھالا۔ اگر یہ بہی اوس
بلندی پر نہ چڑہ سکا جس سے گرا تہا۔ سرجان شور نے [illegible] ہندوستانی
رئیسون کی نظرون مین گرا دیا اور وہ سمجھنے لگے کہ انگریزون کے اقبال کا چاند [illegible] اوسکی کمال کے
دن گذر چکے [illegible] سرجان شور کی
بے نمکی [illegible] سلطنت [illegible] کورنوالس [illegible]
[illegible] سرجان شور [illegible]
[illegible] لارڈ کورنوالس کی [illegible]
بیان کیا [illegible] معلوم ہوتا [illegible]
[illegible]

(۳) آنکہ یہ امر خوب معلوم ہو جائے کہ لارڈ ولزلی نے کیسی تیاریون اور دقتون کو رفع کیا۔
ضرور ہے کہ ہندوستان کی رو سے [illegible] حال [illegible] ۱۷۹۸ء مین [illegible] بیان کردین۔
دکن مین سلطان ٹیپو ہزیمت خوردہ تہا اور غصہ مین بیٹہے ہوئے تہے۔ انتقام کا شوق اوسکے

دل مین جوش زن تہا - اوسکی سب سے زیادہ دلی تمنا یہہ تہی کہ مین انگریزون سے اپنا انتقام لون جو اونہون نے
مجہے دکہایا ہے وہ اونکو دکہاؤن - اسی اودہیڑ بن مین رات دن لگا رہتا تہا - اس پانچ برس کے عرصہ مین کوئی بات
اوسنے اپنی کامیابی کی کسر چہوڑی نہین - آمدنی ملک کو بڑہا لیا - لشکر کو درست کر لیا - اگرچہ لارڈ کورنوالس
اوسنے آدہا ملک چہین لیا تہا اور اوسکی سپاہ کو آدہا کر دیا تہا - مگر پہر بہی ایک سپاہ جرار اپنے پاس رکہتا تہا - فرانسیسی
افسرون سے اوسکو شوق پہلی ہی سے تہا - کسی وقت وہ اوس سے جدا نہ ہوئی - یہہ فرانسیسی ہمیشہ اس تاک مین بیٹہی
رہتی تہے کہ کوئی موقع ہاتہہ آوے تو ہندوستان مین پہر ہم ہی ہو جاوین - انگریزونکو نکالدین اور اپنا ڈنکا بجاوین
سلطان فرانسیسیون کے اتحاد سے بہت کام اپنے نکالنے چاہتا تہا - اور اونسے رسم دیتا تہا - ٹیپو کے پاس اسوقت چہتر
ہزار سے زیادہ سپاہ تہی جسمین تخمیناً چالیس ہزار آدمی قواعد دان تہے - نظام سرجان شور کی استعانت
اور امداد نہ کرنے سے انگریزون سے برہم بیٹہا تہا - اونکو چہوڑ کر وہ بہی فرانسیسیون کے ساتہہ مین جا بیٹہا - اور
زیادہ تر اوسکی سلطنت مین وہین کا دخل ہو گیا - موسیو ریمنڈ یا ریمون کے تحت چودہ ہزار سپاہ تہی اور ۳۶
میدانی توپین اور اٹہارہ لاکہہ روپیہ سالانہ کا خرچ اس سپاہ کا تہا - ایک ملک اس آمدنی کا اوسکے واسطے مقرر تہا
یہہ سپاہ زبردست تمام نظام کی سپاہ مین شمار ہوتی تہی - سیندہیا پونہ مین بڑا اقتدار و اختیار رکہتا تہا
اس نے بادشاہ شاہ عالم کو اپنی مٹہی مین کر لیا تہا اور جو اس بادشاہ سے فائدہ حاصل ہو سکتا تہا وہ اوسکو
حاصل تہا - دکن مین اوسکا ملک دریاے تنگبہدرا کے کنارہ تک تہا - اور نظام اور پیشوا کا ملک اوسکے ملک
کے گرد حاشیہ تہا - شمال مین اوسکے ملک کی سرحد سرکار کمپنی اور نواب اوودہ کے ملک سے ملی ہوئی تہین - فرانسیسی
سپاہ اوسکے ہان بہی بڑی قوت رکہتی تہی - ڈی بوئن نے جو سپاہ مرتب کی تہی اب اوسکی تعداد بڑہ کر
چالیس ہزار ہو گئی تہی اور ۴۶۴ توپین تہین اور ایک ثلث اضلاع ملک کا اونکے خرچ کے واسطے معین تہا
اس سپاہ کے ساتہہ اور تمام ساز و سامان جو اوسکے لئے ہونی چاہئے تہی موجود تہے - قلعے نہایت مستحکم اور استوار تہا
سلاح خانے نہایت آراستہ و پیراستہ - توپین ڈہالنے کی کارخانے - اور اور اسباب حرب و ضرب کثیر اوسکے ساتہہ
غرض اس سپاہ کی قوت و نیز انگریزون کی سپاہ سے جو ہندوستان مین تہی کم نہ تہی - اوودہ مین جو نیا نواب
سرجان شور نے بٹہایا تہا اوسکا حال یاد ہوگا - وہان الماس علیخان شخص زبردست انگریزون سے

اڑنے کے لئے بیٹھے تھے۔ پہلوں کی سرکشی خبر گرم تھی۔ نواب کرناٹک بھی مسند ریاست پر بیٹھے تھے اپنا ملک خود اوس نے
دور کیا تھا۔ ریاست تنجور کا حال کچھ اچھا تھا وہاں راجہ کو مرنے نے فساد برپا کر رکھا تھا۔ سوا ان سب آفات کے
لارڈ ولزلی کے لیے یہ آفت اور تھی کہ سرکار کمپنی کی انگریزی قرض مطیع اور فرمان بردار نہ تھی اور اسوقت سرکار
کے ساکھ ایسی بگڑ رہی تھی کہ بارہ روپیہ سیکڑہ پر روپیہ قرض نہ ملتا تھا۔ اگرچہ لارڈ کورنوالس کے آخر وقت
میں آمدنی ملک کی تو زیادہ ایک کروڑ پچاسی لاکھ روپیہ کی جوڑ ہی تھی مگر اوسکے جانشین سر جان شور کے
عہد میں بغیر جنگ کے وہ سال بسال کم ہوتی گئی۔ اور یہ پہلی ہی دفعہ تاریخ سلطنت انگلشیہ میں تھی کہ امن
کے زمانہ میں سرکار کے ہاں ٹوٹا آیا۔ غرض اسوقت گو سرکار کمپنی کے پاس بڑا ملک تھا مگر وہ متصل نہ تھا
جدا جدا منتشر تھا۔ اور وہ اپنی سلطنت کا ہر ایک حصہ اب رکھتے تھے یا کی حالات اوسکے ایک مفلس کے
گھر کا چراغ بن رہے تھے۔ اور سر جارج بارلو طوفان کے تیر ناک آنے والے تھے کہ دن کو تارے دکھائی
دینے لگے تھے۔ فرانسیسیوں کا آفتاب اقبال نصف النہار پر تھا۔

(۴) لارڈ ولزلی کلکتہ میں ۱۷ مئی ۱۷۹۸ء کو پہنچا اسمیں دن بھی گذرنے نہ تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا
کہ کلکتہ کے اخباروں میں ایک خبر چھپی کہ موریشس کے گورنر جنرل ملارٹک کا ایک اشتہار فرانسیسی زبان
میں اس مضمون کا چھپا کہ ٹیپو سلطان کے دو قاصد ہمارے پاس آئے ہیں اور ان کے پاس خطوط شاہ
فرانس کے نام ہیں وہ فرانس سے ربط و ضبط بڑھانا چاہتا ہے۔ اور فرانسیسیوں کی دستگیری سے انگریزوں کا
ہندوستان سے نکالنا چاہتا ہے اور اپنی سپاہ میں فرانسیسی سپاہ بھرتی کرنا چاہتا ہے۔ اسلئے ہم
جزیرہ فرانس اور بوربون کے باشندوں کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ سلطان کی فوج میں بھرتی ہو کر
بیشک انگریزوں سے لڑیں۔ لارڈ ولزلی کو اول اول تو یقین نہ آیا یہ اشتہار ایسا واقعی ہے کیونکہ اس بات کا
باور کرنا بھی عقل سے خلاف تھا کہ ٹیپو سلطان یا گورنر جنرل فرانس یہ امر کہ جو نہایت راز داری
کی تھی اسطرح مشتہر علی الاعلان کریں۔ مگر جب اشتہار کی تصدیق بہت سے شاہدان معتبر کی شہادت
سے ہوئی جو موریشس سے کلکتہ میں آئے تھے اور کیپ گڈ ہوپ سے لارڈ میکارٹنی نے لکھا کہ
موریشس میں جنوری ۱۷۹۸ء کو دو قاصد منگلور سے آئے ہیں اور فرانسیسیوں نے بڑی تپاک سے اونکی

مہمانداری کی ہے۔ اور ۷ مارچ کو یہاں سے دو فرانسیسی جہاز میں بیٹھ کر منگلور کو روانہ ہوئے۔ پس جب یہ گمان غالب ہے کہ ٹیپو نے حقیقت میں فرانس سے کمک طلب کی ہے مگر جب یہ دو سو فرانسیسی ساحل ملیبار پر منگلور میں ۲۶ اپریل ۱۷۹۸ء میں اُترے اور سلطان نے حد سے زیادہ اونکی مہمان نوازی کی تو یہ یقین ہو گیا کہ اشتہار سچا تھا گو یہی لکھا ہے کہ ۹۹ ہی آدمی تھے۔ یہ آدمی خواہ کتنے ہی ہوں ناکارہ محض تھے۔ نہ اونمیں کسی میں افسری کی لیاقت تھی نہ سپاہی تھے۔ مگر ہان انگریزوں کی دشمنی کرنے پر سب مستعد تھے۔ شاید یہ حماقت اس سبب سے سلطان کے قاصدوں سے سرزد ہوئی کہ ہندوستان کے آدمیوں کی گفتگو ہمیشہ مبالغہ سے خالی نہیں ہوتی۔ اور اوس میں شیخی اور نمود ضرور پائی جاتی ہے۔ اور سلطان تو یہاں تک لاف زنوں میں شیخی باز مشہور تھا۔ اوسکے قاصدوں نے ڈینگ میں آکر یہ اشتہار دیدیا تا کہ خلق یہ جانے کہ ہمارا سلطان ایسا بے باک اور دلاور ہے کہ انگریزوں کی حقیقت کچھ نہیں سمجھتا اور ایسے اشتہار یوں مشتہر کر دیتا ہے۔ غرض ٹیپو کی ان حرکات سے لارڈ ولزلی کے دلمیں یقین ہو گیا کہ اوس سے لڑنا مصلحت اور انصاف و عقل کا مقتضا ہے۔ اگر اس میں تخفیف کی جائے گی تو معلوم نہیں کہ سلطان فرانسیسوں سے سازش کر کے کیا گل کھلاوے اور پھر کیسی ہوا چلے۔

[illegible]

(۵) اب لارڈ ولزلی کو ایسی تدبیریں کرنی پڑیں کہ جو ٹیپو کے ارادوں کو اوبھرنے نہ دیں۔ جنرل ہیرس کو جو بالفعل قائم مقام گورنر مدراس تھے اشتہار کو دوسرے دن لکھ بھیجا کہ ساحل کورومنڈل پر جہاں تک جلد ہو سکے فوج جمع کرنی چاہئے تا کہ وہ سیدھے سری رنگ پٹن کو روانہ ہو لیکن ابھی یہہ کام ایسے طور سے کیا جاوے کہ فراہمی افواج کا باعث کسی پر کھلنے نہ پاوے۔ ولزلی اس بات کو خوب سمجھتا تھا کہ ٹیپو سلطان سے ملاپ کی باتیں کرنی کبھی سودمند نہ ہونگی اور جب تک وہ زیر دست نہ ہوگا فتنہ انگیزی کے لئے ہاتھ پھیلاتا رہیگا اس سے نظام اور پیشوا کو بھی ٹٹولا کہ وہ کتنے پانی میں ہیں اور اونکو لکھا کہ صلحنامہ سری رنگ پٹن کی بارھویں دفعہ کے موافق اپنی سپاہ کو بھیجنے کے لئے حکم دیں۔ جسوقت یہہ حکم گورنمنٹ مدراس پاس آیا تو اوسکا دم ہی نکل گیا۔ اور اوسکو سو طرح کے اندیشے اور وسوسے پیدا ہوئے۔ جنرل ہیرس کو تو یہہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ گورنر جنرل کو خود لکھے کہ اس خطرناک ارادہ سے باز رہئے اور بیٹھے بٹھائے اپنے سر آفت نہ لائیے مگر وہان

سکرٹری صاحب مدیر اور منشی بے نظیر گورنمنٹ مدراس کے ویب صاحب جو صاحب کا مین شین سرکا تھا۔ ڈیوک
ولنگٹن جو اسوقت جنرل ولزلی تھے اونکی شان مین یہ کہا کرتے تھے کہ جتنے لائق آدمیونکو مین جانتا ہون
اونمین سے ایک وہ بھی ہے اور وہ نہایت دیانتدار ہے۔ اونکا رنگ بھی اس حکم کو دیکھکر فق ہوگیا وہ اپنی آنکھون
سے دیکھ چکے تھے کہ کرنیل بیلی کے لشکر کا کیا حال ہوا کرناٹک کی کیا تباہی اور بربادی آئی۔ حوالی
مدراس مین کیا مکانون کے جلنے کی آگ روشن ہوئی۔ بغرض ایک چٹھی جسمین بہت سی فصاحت و بلاغت
و طلاقت اونہون نے خرچ کی لارڈ ولزلی کو لکھی اور اوسمین اونکے ارادہ کی یہ خرابیان بیان کین کہ ۱۷۹۱ع
مین لارڈ کورنوالس پہلی دفعہ کس سامان سے سرنگاپٹن پر چڑھا تھا اور ناکام رہا تھا۔ اسوقت تمام پریسیڈنسی
مین آٹھ ہزار سپاہ ہے۔ نہ رسد ہے نہ لڑائی کا سامان ہے۔ اس سپاہ سے ملک کرناٹک کی حفاظت
بھی مشکل تمام ہوتی ہے۔ اگر ٹیپو سلطان کو ہماری تیاریون کی خبر پہونچیگی تو وہ اوسیوقت اوٹھ کھڑا ہوگا
خزانہ مین روپیہ نہین اور دوالہ ہے۔ قرض کے بریج چڑھتے آٹھ برس مین ستر لاکھ سے پچاس لاکھ ہوگیا یہ نوبت
پہونچ گئی ہے۔ بارہ روپیہ سیکڑہ کے کون پر پانچ روپیہ سیکڑہ بٹا ہے۔ اب دشمن کی حالت کو دیکھئے کہ اوسکے پاس
ساٹھ ہزار سپاہ ہے جسمین سوار ایسے ہین جو اپنے کام مین مشہور ہین۔ پیادہ فرانسیسیون کے قواعد سکھائی
ہوئی ہے ہو سوا تو پین ہین۔ اور ایک سپاہ بان پھینکنے والون کی جدا ہے۔ ہاتھی اور باربرداری کے
لئے چوپائے اور سامان رسد ذخائر ہے جسوقت ہمارا لشکر حرکت کریگا تو سلطان ٹیپو کا دل ہم سے
بیزار ہوجائیگا۔ اور کورنوالس کے عہد و پیمان شکستہ ہوجائینگے اور انجام اسکا یہ ہوگا کہ ہمپر بہت آفتین
آئینگی۔ اور یہ بھی لکھا کہ نظام اور مرہٹے جو ہماری دوستی کا دم بھرتے ہین اونسے کسی طرح امید رکھنی
عبث ہے یہ لوگ جنگ ہمارا لیبہاری نہ دیکھینگے ہرگز ہمکو خاطر خواہ مدد نہ دینگے۔ بغرض جنرل ہیرس اور
منشی بے نظیر نے لارڈ ولزلی کو جو اس ارادہ سے باز رکھنے کی ایسی قباحتین بیان کین اور ایسے خوف دلائے
کہ اگر وہ بودے دل کا آدمی ہوتا تو اس تحریر کو دیکھکر کہ خندا ڈال دیتا۔ مگر وہ تو لارڈ ولزلی تھا جیسا
ہوشمند اور عالی دماغ تھا ویسا ہی دلاور اور بہادر تھا۔ اوسکی قوت دل و زور بازو کے سامنے
یہ خوف کیا تھے فوراً اسکے جواب مین صرف یہ لکھ بھیجا کہ اس حکم کی تعمیل مین جو دیر کرنی بیجا ہے

مین اس باب مین کونسل سے بحث کرنی عبث سمجھتا ہون مین یہہ چاہتا ہون کہ میرے حکم کی تعمیل نہایت سرگرمی سے شروع ہو۔

(۶) لارڈ ولزلی نے حیدرآباد کے مقدمات کی طرف توجہ کی۔ ری مند صاحب جنہون نے نظام کی سپاہ کا عمدہ انتظام کیا تہا۔ اس سال کے موسم بہار مین اوسکی بہار عمر پر خزان اجل آگئی۔ اوسکی جگہ پیرون ایک فرانسیسی سپہ سالار مقرر ہوا۔ اوسکو انگریزون سے دلی نفرت تہی۔ سپاہ نظام لشکر کی جان تہی۔ الغرض لارڈ ولزلی نے خیال کیا کہ ٹیپو سلطان سے لڑائی یقینی ہونی والی ہے اگر اوسمین مین اس لشکر کو نظام کی طرف سے اپنی امداد کے لیے لیجاونگا تو وہ ضرور میدان جنگ مین دغا دیگا اور سلطان کے لشکر سے جا ملیگا کیونکہ فرانسیسی افسرون سے اوسکا دوستانہ ارتباط و اختلاط ہے۔ اور اگر اوسکو پیچھے چھوڑ جاونگا تو اوسکی خبرگیری کے واسطے ایک لشکر کثیر متعین کرنا پڑیگا اگر یہہ لشکر نظام سے ٹوٹ کر والی میسور یا سندھیا پاس چلا گیا تو نظام اور پیشوا کا کام تمام ہو جائیگا۔ اور پہر فرانسیسیونکو وہ قوت اور سطوت حاصل ہو جائیگی کہ دکن اور ہندوستان کو اپنے ساتہہ ملا کر سرکار کمپنی کے ملک پر اپنی دست درازی شروع کرین تو تعجب نہین پس اول کام یہہ ہے کہ حیدرآباد سے اس فرانسیسی سپاہ کو کسی طرح غارت کیجیے اسیوقت زمان شاہ امیر کابل کا خط آیا کہ اگر انگریز کمک کرین تو مین ہندوستان سے مرہٹونکو نکال دون شاہ ابدالی کا وہ پوتا تہا اوسکا حملہ بہی ہندوستان پر اندیشہ سے خالی نہ تہا۔ دادا نے جو پہلا حال مرہٹون کا پانی پت مین کیا تہا وہ ابتک لوگون کو یاد تہا غرض سب طرف سے آفتون کے طوفان اوٹہہ رہے تہے اسوقت لارڈ ولزلی کی دانشمندی پر خیال کرنا چاہیے کہ اوسنے اپنی سلطنت کی حفاظت مین کورٹ ڈائرکٹرز۔ اور بورڈ کنٹرول کے حکمونکا مطلق خیال نہین کیا۔ اوسنے انکی اس غلطی و نا معاملہ فہمی کو پایا کہ سرکار کی عملداری کی ہمیشہ عافیت نہ گہر بیٹہے رہنے مین ہے نہ پیچہے ہٹنے مین۔ بلکہ آگے بڑہنے مین ممکن نہین کہ سب سے جدا رہ کر عالم تجرید مین عافیت و طمانیت سے بسر ہو سکے اوسنے کلائو اور ہیسٹنگز کے اصول کو قائم کر کے تمام ہندوستان کے رئیسون کے ساتہہ راس کماری سے لیکر جمنا کے کنارہ تک عہد و پیمان کے لیے رسل و رسائل کو آنا فانا مین بجلی کا تار بنا دیا۔ یہان تک کہ رئیسون نے جانا کہ ہان اب پہر سرکار کمپنی کے جسم مردہ مین جان آئی ہے اور کوئی گورنر جنرل

ہیسٹنگز اور کلائیو کا بہائی آیا ہے لیکن امر باعث طلب ہے کہ لارڈ ولزلی نے کیون اس پر کمر باندہی کہ سلطان
ٹیپو کو خاک مین ملا دے اور فرانسیسیون کو بالکل ہندوستان سے نکالدے۔ مسٹر ولزلی کی تحریرات بہت شدومد کے ساتھ
موجود ہین بعض کی راے یہہ ہے کہ جو حال ۱۷۹۲ء مین تہا وہی اب ۱۷۹۸ء مین تہا۔ کوئی خوف فرانسیسیون سے
زیادہ ہوگیا تہا نہ ٹیپو سلطان سے کوئی اندیشہ تہا۔ بلکہ ٹیپو سلطان کی دشمنی انگریزون کے حق مین اس سبب سے
مفید تہی کہ اوسکے ہمسایے مرہٹے دبے ہوے تہے اور وہ اوسکے خوف کے مارے انگریزون کے آگے امداد اور کمک کے
واسطے دامن پہیلائے رہتے تہے چنانچہ ۴ جولائی ۱۷۹۰ء کو جو ایک جلسہ کلکتہ مین فرانسیسیون کے ساتھ لڑائی
کے باب مین ہوا تو اوسمین ایڈوکیٹ جنرل لورڈ وس صاحب نے یہہ تقریر کی کہ ہر شخص اس بات کو جانتا ہے کہ
جسقدر اسوقت ہمارے پاس ملک اور لشکر ہندوستان مین ہے وہ کبہی پہلے نہین ہوا تہا۔ جو قدرت ہمارے
تئین اب حاصل ہے وہ پہلے کبہی نہ تہی کسی کا حوصلہ نہین کہ ہم پر حملہ کرے جو لشکر ہمارا ہندوستان مین ہے
وہ دلیری اور قواعد دانی مین پہلے ہمارے لشکر سے کہین زیادہ ہے۔ ہندوستانی رئیسون مین ایک بہی ایسا نہین
کہ ہم پر حملہ کرنے کا قصد کرے مگر ہان ہمارا قدیمی دشمن سلطان ٹیپو ہے جو یہہ آرزو رکہتا ہے مگر سلطان
ٹیپو اس زمانہ مین ایسا ہر طرح سے [illegible] ہے کہ اوسکو بہی حملہ کرنے کا حوصلہ جب تک نہین ہوگا کہ فرانس کی
امداد اور کمک معقول اوسکو حاصل ہو اور [illegible] فرانسیسیون کی امداد آنی ناممکن ہے کیونکہ فرانس مین
[illegible] انگریزون [illegible] طرف بند کر دی ہین فرانسیسی
[illegible] جانب
[illegible] وہان کے
[illegible] معلوم
[illegible] ٹیپو سلطان [illegible] جاتی ہین
[illegible] سلطان کی سرکار کمپنی کا
ملک [illegible] نظام
[illegible] سلطان

گو وہ کام نہین کئے تہے جو اصل لڑائی کی نسبت ہین مگر اوسنے باوجود عہد و پیمان موثق کے یہہ عہد شکنی کی کہ ٹیپو سلطان کی امداد بالکل انگریزون کی جڑ پیڑ کاٹنے کے لئے مانگی اور اس مدد کے حاصل کرنے مین کسی بات مین اوسنے کسر باقی نہین رکہی گو وہ فرانسیسون کی نا قابلیت کے سبب سے بہم نہ پہونچی۔ مگر فرانسیسون نے بہی اسکو صاف جواب نہین دیا۔ اب کیا یہہ مناسب تہا کہ جب اوسکے منصوبے پختہ ہو جاتی تو ہم سب ششدر مات ہونیکے لئے منتظر بیٹہے رہتے۔ نظام کا حال بہی کچہہ اور ہو گیا تہا جیسا اوپر ہوا۔ وہ فرانسیسی سپاہ کے قبضہ مین تہا جہان اہل قلم کے ماتحت اہل سیف ہوتے ہین وہان خونریزی و فساد انگیزی کا اندیشہ نہین ہوتا۔ مگر نظام کے ہان اہل سیف کے زیر حکم اہل قلم تہے ہمیشہ قلم ہو نیکی دہشتین رہتی ہین۔ مرہٹون مین دولت راو سیندہیا سب مین برادرہ تہا وہ انگریزون پر رشک و حسد رکہتا تہا غرض یون اقوال بہت سے ہین مگر قول فیصل لارڈ ولزلی کی ہی رائے ہے۔

نظام سے عہدنامہ جدید

(۷) اب لارڈ ولزلی نے حیدرآباد کے ساتہہ عہد و پیمان کرنیکو مقدم سمجہا۔ اسوقت نظام الملک کا وزیر مشیر الملک معروف میر عالم مدار المہام تہا۔ وہ مرہٹون کے ہان جس زمانہ مین قید تہا اوس عرصہ مین فرانسیس نظام کے سر پر بہت چڑہ گئی تہے۔ اس میر عالم کا دل فرانسیسون سے ہٹتا چلا تہا اوسنے وہ زمین جو اس سپاہ کے خرچ کے لئے معین کی تہی اپنے قبضہ مین لے لی۔ اور بار بار رزیڈنٹ سے کہا کہ اگر انگریزی سپاہ آجائے تو ان فرانسیسون کے عذاب سے جان چہوٹ جائے۔ یہہ درخواست سر جان شور سے بہی نظام نے کی تہی مگر اونہون نے انکار کر دیا تہا۔ سر جان شور کی اس غلط فہمی اور نا معاملہ دانی کو لارڈ ولزلی نے درست کر دیا۔ اور یکم ستمبر ١٧٩٨ع کو نیا عہدنامہ دس شرطون کا لکہا گیا۔ اول پانچ شرطین تو خرچ سپاہ کے باب مین تہین۔ کہ ستاون ہزار سات سو تیرہ روپیہ جو انگریزی سپاہ کے خرچ کے لئے پہلے سے مقرر تہے اب اوسکی جگہہ دو لاکہہ ایک ہزار چار سو پچیس روپیہ مقرر کئے جائین۔ اور چہہ ہزار سپاہ انگریزی حفاظت کے لئے قلمرو نظام مین رکہی جائے۔ چہٹی شرط یہہ تہی کہ جسوقت انگریزی لشکر حیدرآباد مین پہونچے تو تمام فرانسیسی افسر اور سرجنٹ موقوف کئے جائین اور اونکی سپاہ دیسی منتشر اور پراگندہ کر دی جائے کہ کوئی نشان اونکے پہلے کارخانون کا باقی نہ رہے۔ اور نظام کے تمام ملک مین کوئی فرانسیسی نہ پائے

کوئی اہل یورپ بغیر اجازت سرکار کمپنی کے نہ اوسکا ملازم ہو نہ اوسکے ملک مین سکونت اختیار کرے باقی
شرائط یہہ تہین کہ نظام کو مرہٹون کے ناجائز مطالبون سے انگریز محفوظ رکھینگے۔ نظام کا حال یہہ تہا کہ وہ اپنے
۶۵ برس کی عمر مین وہ ہوش اور عقل نہ رکہتا تہا جو اوسکے باپ کی سو برس کی عمر مین عقل و ہوش تہے
اوسکو ایسی شرائط کے منظور کرنے مین تامل ہوا کہ اوس قوم کو جسکو اپنی سلطنت کی ابتدا اوسی بر سر عروج دیکہا تہا
اوسکو یون اپنا لڑکا جسمین سیکڑون خوف ہون۔ وزیر کے دل مین سو سو وسوسے آتے تہے کہ معلوم نہین کیا ہو جائیگا
مگر آخر کو وزیر خوش تدبیر نے نظام کو سمجہایا کہ اوسکی سلطنت بالکل بے حفاظت ہے اسلئے بہتر ہے کہ اوس قوم کے
ساتہہ اتحاد پیدا کیجئے کہ جو اپنے ایمان مین ایماندار اور وفا عہد مین استوار ہو۔ یہہ حالت اچہی نہین کہ ہمیشہ
مرہٹون کی دست درازی اور سلطان ٹیپو کی ترکتازی کا خوف و اندیشہ مین رہئے غرض اس وزیر نے
جون تون کرکے نظام سے عہد نامہ پر دستخط کرا لئے۔

پیشوا کے ساتھ عہد و پیمان

(۸) اب لارڈ ولزلی نے یہہ قصد کیا کہ جو نظام سے عہد و پیمان ہوئے ہین اوسی قسم کے قول و قسم پیشوا کے
ساتہہ بہی ہو جائین۔ مگر یہہ تدبیر کارگر ہوئی جب سیندہیا پیشوا پر چڑہا ہے تو اوسنے انگریزون سے
درخواست مدد کی تہی مگر اوس وقت سر جان شور نے اوسے انکار کر دیا تہا۔ اسلئے پیشوا نے نظام کو ایک
لاکہہ روپیہ کا ملک دیا ہوا دیدیا۔ اور عہد و پیمان درست کر لئے مگر سیندہیا نے جب اسکا عوض لیا اور نانا فرنویس
جو قید مین تہا اوسکو چہوڑا اور ٹیپو سلطان کو ملا کر نظام پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ اس سبب سے سیندہیا
اور پیشوا مین چند روز مصالحت کی صورت ہو گئی تہی مگر نانا فرنویس کے ہنگامے بیچ بیچ مین پڑ جاتے تہے
کہ اسوقت نزدیک تہا کہ لارڈ ولزلی کی طرف سے یہہ شرط عہد و پیمان پیش کی گئی کہ سیندہیا کی دست درازی
سے پیشوا کے بچانیکے واسطے ایک لشکر کثیر انگریزی اوسکی خدمت مین رہا کریگا۔ اور اوسکے خرچ کے واسطے
تدابیر مناسب کیجائینگی۔ فرانسیسیون کو اپنے ملک سے نکالنا پڑیگا۔ جو نظام و سیندہیا مین تنقیحے
پیش ہو گئے اوسکا انفصال انگریز ثالث بنکر کیا کرینگے گورنر جنرل نے اس صلح کا ایسا شوق ظاہر کیا کہ
جسے اوسکا مطلب حاصل ہوا۔ غرض اس صلح کو گورنر جنرل کی ہمت نے پیشوا کو یہہ منفعت و مضرت قدیمی
حاصل ہو جائے مگر وہ ابہی بیان ہے اس صلح کو یہہ سبب کہ حقیقت مین وہ مرہٹون کی عظمت دیا ہے کی

[illegible]

شان و شوکت کو مٹانیوالی ہے پیشوا نے نانا فرنویس کی صلاح سے یہہ عہد و پیمان تو نہ کئے مگر رزیڈنٹ سے کہدیا کہ مین اون عہد و پیمان کا جو ہم تینون کے درمیان ہوئے ہین ہمیشہ پاس اور لحاظ رکھونگا۔ اور مرہٹونکی سپاہ عظیم کو تیاری کا حکم دیدیا کہ وہ گورنر جنرل کے ساتھ ہو کر ٹیپو سلطان سی لڑنے جائین مگر اوسکی نیت مین یہہ نہ تہا کہ یہہ سپاہ جا کر وہان اونگلی ہی ہلائے غرض مرہٹون کے مواعید کاذبہ سے انگریزون کو دم دلاسے مین رکہا اور اونکے ساتھ لڑائی مین ہاتھہ نہ ہلایا۔

(۹) جب پونہ مین یہہ عہد و پیمان ہو رہے تہے تو کرنیل کولنس رزیڈنٹ دربار سیندھیا نے زمان شاہ کا خط اوسکے روبرو پیش کیا جسمین لکہا ہوا تہا کہ اگر انگریز زمان شاہ کی امداد کرین تو وہ مرہٹون کا استیصال بالکل ہندوستان مین کر دیگا اور شہنشاہ دہلی کو اونکی قید سے چہٹا دے۔ مگر رزیڈنٹ نے سیندھیا سے یہہ کہا کہ گورنر جنرل کا ہرگز یہہ ارادہ نہین ہے کہ وہ زمان شاہ کو امداد دیکر اور اوسکے ساتھہ ملکر ہندوستان کی حالت کو تہ و بالا کرے اور تمہارے قبضہ مین جو ملک ہے اوسکو زیر و زبر کر دے۔ اگر سیندھیا شمال کو چلا جائے تو انگریزی سپاہ اوسکی امداد کے واسطے موجود رہیگی سیندھیا نے انگریزون کے ساتھہ عہد و پیمان کرنے سے تو انکار کیا مگر یہہ اقرار کیا کہ مین شمال مین اپنے ملک مین جاتا ہون مگر اوسکو پورا نہ کیا۔ سیندھیا اور پیشوا اسوقت انگریزون کی عالی ہمتی کو دیکہہ کر جلتے تہے اور سلطان کی طرف ہوا چاہتے تہے۔ مگر سیندھیا کو یہہ خوف لگا ہوا تہا کہ شمال مین جو اوسکا ملک ہے اوسپر کہین انگریز نہ حملہ کرین۔ اس خوف کے مارے وہ سلطان کے ساتھہ نہوا۔ غرض اس پیغام سلام کا نتیجہ یہہ تہا کہ مرہٹون سے نہ امداد کی امید ہوئی نہ مخالفت کا خوف ہوا۔ راجہ ناگپور اور سرکار کمپنی کا اس مہم مین اتحاد نہ تہا جب کول بروک صاحب جو مشرقی زبانون کے فاضل اجل مشہور ہین اوسکے دربار مین بہیجے گئے کہ اتحاد قدیم کی از سر نو تجدید کرین تو راجہ نے صاف کہدیا کہ مین عہد و پیمان کے جہگڑون مین نہین پڑتا۔

[illegible]

(۱۰) اب موافق عہدنامہ جدید کے مدراس سے چار رجمنٹین مع توپخانون کے حیدرآباد کی طرف چلین اسوقت خزانہ سرکار مین اسقدر روپیہ نہ تہا کہ وہ اس سپاہ رستہ کا بہی خرچ کا متحمل ہوتا اسلئے لارڈ ولزلی نے بنارس سے ہزار روپیہ قرض لیکر اوسکو بہیجا اور وہ ۱۰ اکتوبر ۱۷۹۸ء کو حیدرآباد مین پہنچا

اور کسی پر یہہ نہ کھلا کہ کس مطلب کے لئے وہ آیا ہے یہان تک کہ اوسکو یہہ دقتین پیش آئین کہ نو روز تک برسات رہی
اور حکمتین اسواسطے ہوتی رہین کہ شرائط معاہدہ پوری نکی جائین اور فرانسیسی نہ نکالے جائین۔ نظام
اور وزیر دلو سمجھاتی تہے اور ڈہیل ہو رہی تہی نقطا و نکو یہی خوف نہ تہا کہ انگریزون اور فرانسیسیون
مین ہنگامہ کارزار گرم ہوجائے بلکہ یہہ ڈر تہا کہ آخر کو مجبور ہوکر جانب غالب کی اطاعت نہ اختیار
کرنی پڑے۔ نظام تو اپنے دربار سے گولکنڈہ کی نواح مین چلا گیا۔ اب انگریزی رزیڈنٹ کرک پیٹرک
صاحب نے وزیر کو سمجہایا کہ آپ ایفاء عہد مین بہت توقف نہ کیجئے اگر کوئی اس نقض عہد کا نتیجہ بد ظہور مین
آئیگا تو اوسکی جوابدہی نظام کے ذمہ ہوگی۔ اس سپاہ کثیر کی توقیر انگریزون کی نظرون مین ایسی حقیر ہو
تہی کہ کرنیل روبرٹس جو انگریزی سپاہ کے افسر اعلے تہے وہ اپنی سپاہ قلیل سے ہی اس جہگڑے کا فیصلہ پہلے اسے
کرنا چاہتے کہ نظام کے سوار اونسے آملے۔ ان سوارونکو حکم ہوا تہا کہ وہ انگریزی لشکر کی کمک کرین مگر
اونکی فرانسیسیون سے سازش تہی۔ اسلئے کرنیل صاحب اونکی شراکت کو پسند نہین کرتے تہے کہ کہین دوستی
کے لباس مین دشمنی نکرین۔ آخر کو وزیر کی فہم مبارک مین آگیا کہ ایفاء عہد مین وہ اندیشہ نظام کے لئے
نہین ہے جو عہد شکنی مین خوف ہے اسلئے اشتہار دیدیا گیا کہ کل افسر فرانسیسی نظام کی خدمت سے موقوف
کئے گئے۔ کوئی سپاہی اونکے حکم کو نمانے۔ اچانک جو یہہ حکم آیا تو تمام افسر و سپاہی عالم تحیر مین تہے کہ یہہ
آناً فاناً مین سمان کیسا پلٹ گیا اور کیا تہا کیا ہوگیا۔ اب انگریزی سپاہ اور نظام کے سوارون نے
فرانسیسی لشکر کو اونکے کیمپ مین جا گہیرا جہان اونکے اختیار مین یہہ تہا کہ اگر فرانسیسی کچھ ہتہیار اٹہائین تو
اونکے تمام سامان حرب و ضرب غلہ وغیرہ کو آگ لگا دین۔ فرانسیسیون کا افسر موسیو پیرون تہا
اوسنے کپتان کرک پیٹرک صاحب کو یہہ پیغام بہیجا کہ مین اور میرے اور ہمراہی افسر اپنے تئین
انگریزون کے حوالہ کرنے کے لئے موجود ہین اور آپ کی ذات سے مجہکو قوی امید ہے کہ ہم سب کے ساتھ
مدارات اور تلطف سے پیش آئینگے جو شائستہ قومون مین مروج ہے۔ مگر سپاہی جنکی تنخواہین
مدتون کی چڑہی ہوئی تہین برسر بغاوت ہوئی اور اونہون نے اپنے افسرون کو قید کر لیا۔ یہہ افسر
بڑی مشکل اور دشواری سے اونکی قید سے نکل کر انگریزی کیمپون مین پہونچے مسٹر ملکم صاحب

ایک نوجوان ہوشیار افسر تہے اور اونکے کاموںکی شہرت ہوتی جاتی تہی وہ اس ہندوستانی سپاہ کے
سمجہانے کیلئے اور یہہ کہنے کے لئے بہیجے گئے کہ چڑہی ہوئی تنخواہ سب سپاہی اپنی لے لین - صاحب نے
اس بیدار مغزی اور دانشمندی سے کام سر انجام دیا کہ چودہ ہزار آدمیوں نے جو قواعد جانتے تہی اور بہاری
توپخانے مسلح اور سامان حرب و ضرب تیار رکہتے تہے - اونہون نے صاحب کے سامنے ہتیار رکہدئیے اور کسی
کی نکسیر بہی نہ پہوٹی - اس کام کو دیکہہ کر سارے ہندوستانی رئیسون کے عقل دنگ ہو گئی اور وہ خیال اونکے
دل سے کافور ہو گیا کہ سرکار کمپنی کی صولت شوکت مین ضعف آتا جاتا ہے غرض یہہ بسم اللہ جنگ ٹیپو
مین ایسی ہوئی کہ اوسکی برکت سے تمام مقصد لارڈ ولزلی کے بخیر و خوبی انجام کو پہونچے - افسران فرانسیسی
کی لارڈ ولزلی نے بڑی خاطر کی - اونکو کلکتہ بہیجا اور یہان سے فرانس بہجوا دیا - غرض کوئی مدارات اونکی
ایسی نہین کی جسسے وہ قیدی اور اسیر معلوم ہوتے -

(١١) لارڈ ولزلی گرد اوری اسباب اور فوج کے اہتمام مین جنگ ٹیپو کے لئے مصروف تہا کہ کورٹ ڈائرکٹرز
کا بہی مراسلہ موریشس کا اشتہار دیکہہ کر آگیا تیس برس کے عرصہ مین تین دفعہ والی میسور سے انگریز جنگ کیکے بڑا
نقصان اوٹہا چکے تہے - اسلئے اوسکا خوف اہل ولایت کو بہی بہت ستاتا تہا -

اسوقت سلطان ٹیپو کے ارادون کو سنکر اونکے پیرون کے تلے کی زمین نکل گئی - اور اندیشہ پیدا
ہوا کہ اب سارا ملک حاصل کیا ہوا اونکے ہاتہہ سے نکلا - اسلئے اونہون نے لکہا کہ اگر فی الحقیقت ٹیپو سلطان نے فرانسیسون
سے سازش کی ہے تو وہ سارا امن و امان کہ عہد و پیمان سے پہر گیا - کچہہ ضرور نہین کہ ہم اسکے منتظر بیٹہے
رہین کہ جب وہ لڑائی شروع کرے تو ہم لڑین بلکہ اسکا علاج پہلے سے کرنا چاہئے اور اشتہار جنگ دیدیا چاہئے
گو ہمکو یقین نہین ہے کہ یہہ اشتہار موریشس کچہہ اصل رکہتا ہے یا یونہین ڈہکوسلا ہے - لارڈ ولزلی کی رائے
جب اہل ولایت کا بہی صاد ہو گیا تو اوسنے پوری پوری آمادگی سپاہ اور ساختگی اسباب کا ارادہ کیا -
١٨ اکتوبر کو اوس پاس یہہ خبر آئی کہ نپولین بونا پارٹ مصر مین لشکر سمیت آن پہنچا ہے اور اوسکا
ارادہ ہے کہ مشرق مین فرانسیسی سلطنت کی اساس محکم قائم کرے - اگر یہہ آرزو اوسکی پوری ہو جاتی - اور مصر
شام مین اوسکی سلطنت جم جاتی تو ہم ہر انکے کنارہ پر کرنیل ولزلی اور اوسمین دو دو ہاتہہ ہو جاتے اور

واٹرلو کی لڑائی کا انتظار کرنیل صاحب دنیا مین اپنی ناموری حاصل کر نیکی ٹھیک تیاری کر رہے تھے کہ بعد اسکے خبر پہونچی کہ انگلستان نے لارڈ ولزلی کو لکھا کہ اس صورت مین گورون کی سپاہ ہندوستان مین زیادہ کینی چاہیے۔ چار ہزار گورے بھیجے جاتے ہین جو عنقریب پہونچینگے۔ اس خبر کے پہنچنے کے بعد ولزلی نے حکم تاکیدی مدراس کو روانہ کئے کہ ہر کارخانہ مین اسباب حرب کی تیاری بہت جلد کیجائے اور سرحد پر بھاری توپین اور بھاری اسباب لیے توقف روانہ ہو۔ اور اوسنے ساحل کی سپاہ کو بھی مرتب کرنا شروع کیا اور دو پلٹن تین ہزار دو سو (جو اپنی خوشی سپاہی نہین) سپاہی بھرتی کی اور ۳۳ رجمنٹ شاہی روانہ کی جسکے افسر کرنیل ولزلی جنکا خطاب پیچھے ڈیوک ولنگٹن ہوا روانہ کیا۔

(۱۲) ۸ نومبر ۱۷۹۸ء کو کلکتہ مین یہہ خبر آئی کہ حیدرآباد مین فرانسیسی سپاہ کی برطرفی بسہولت بخیر و خوبی عمل مین آئی تو اوسنے ایک خط ٹیپو سلطان کو یہہ لکھا کہ تمہاری اون سازشون اور کاروائیون سے سرکار کمپنی ناواقف نہین ہے جو تم فرانسیسیون کے ساتھہ کر رہے ہو۔ جو کہ سخت دشمن جان مین اور ولایت مین اونسے ہماری لڑائی ہو رہی ہے۔ پھر فرانسیسیون کی خصلت کی بابت مین بہت کچھہ لکھا اور آخر کو یہہ کہا کہ مجھے مناسب نہین ہے کہ مین تم سے یہہ بات چھپاؤن کہ جو تعلق در پردہ تمنے فرانسیسیون سے پیدا کیا ہے اوسکے نتیجہ فقط یہی نہین ہین کہ ہمارے تمہارے اتحاد کی بنیاد برباد ہو جاتی ہے بلکہ تمہاری ملک کے اندر کہیں بلی اور بدچلنی ایسی پڑ جائیگی کہ تمہاری سلطنت اور مذہب دونو خاک مین ملجائینگے غرض یہہ کلام تم سب پا گو تنبیہ تی کر رہے ہو۔ لارڈ ولزلی یہہ بھی ساتھ شامل کرتے ہی چاہتا تھا اسلئے اوسنے سلطان کے ساتھ عہد نامہ کرنیکے واسطے میجر ڈوٹن صاحب کو سفیر بنا کر بھیجنے کا قصد کیا لیکن نومبر کے آخر مین یہہ خبر آئی کہ نیلسن صاحب نے خلیج ابوکیر مین فرانسیسیون کے بیڑے کو شکست فاش دی ہے۔ اسپر بھی گورنر جنرل نے جنگ کی تیاریان بدستور جاری کیں۔ اب لارڈ ولزلی کو یہہ یقین تھا کہ ٹیپو سلطان کو فرانسیسی بیڑے کی شکست سے اور حیدرآباد مین فرانسیسیون کے خارج ہونے سے اور انگریزی سپاہ کی قدرت سے اور ساحل ملیبار پر انگریزی بیڑے کے ہونے سے دل پر ضرور ایسا اثر ہوا ہوگا کہ وہ شرائط صلح کو جو مین پیش کرونگا مان لیگا۔ لارڈ صاحب کے [illegible] ہوا جنگ چھہ کر

لارڈ ولزلی اور سلطان ٹیپو کی خط و کتابت

جلد ہو۔ اسلئے اونسے یہہ چاہا کہ مدراس چلئے۔ جہان سب معاملات کا تصفیہ جلد ہو جائیگا۔ اور اوسنے ایک دوسرا
خط سلطان کو بہی اس اطلاع کا لکہا کہ مین مدراس مین عنقریب پہنچنے والا ہون۔ ۳۱ ڈسمبر کو وہ مدراس
مین آگیا اور یہان سلطان ٹیپو کے خط کے جواب کا منتظر تہا۔

یہان سلطان ٹیپو کا خط بہی ویسا ہی محبت آمیز باتون سے بہرا ہوا تہا جیسا کہ لارڈ ولزلی کا خط تہا۔ اوسنے
اول انگریزون کی فتح کی جو فرانسیسون پر ساحل مصر پر حاصل ہوئی تہنیت دی اور اپنی بڑی خوشی
اور مسرت ظاہر کی۔ فرانسیسیون کی ساری جہان کی برائیان اور انگریزون مین دنیا کی بہلائیان بیان
کین۔ اور سفیرون کے بہیجنے کے جواب مین یہہ لکہا کہ یہان سوداگرون کی ایک قوم ہے اوسکے گماشتے
ایک جہاز مین بہت سا اسباب لاد کر منگلور مین لے گئے تہے اوسمین چالیس فرانسیسی اور دس بارہ
کالے رنگ کے کاریگر بیٹہے ہوئے روزگار کی تلاش مین میسور مین آگئے تہے بعض ان مین سے میرے ہان نوکر ہین
بعض چلے گئے ہین۔ فرانسیسی بڑے بدکار اور عیار ہین اونہون نے اس جہاز کی روانگی کی خبر کو اسطرح مشتہر کیا
ہے کہ جیسے میرے اور سرکار کے دلون مین غبار کدورت آجائے۔ میجر ڈوٹن کے ساتہہ شورہ اور صلاح کرنیکی
ضرورت اس سبب سے نہین کہ جو انگریزون نظام پیشوا۔ اور مجہہ مین معاہدہ اور مصالحت قائم
ہوا ہے وہ ایسا مستحکم اور استوار ہے کہ وہ کسی طرح ٹوٹ ہی نہین سکتا۔ اوسکی استواری اور تمام
فرمان روایان زمانہ کے لئے ایک نمونہ ہے ان عہد و پیمان نے ہمارے درمیان وہ الفت و محبت و
مودت و موالات استحکام کے ساتہہ قائم کی ہے کہ اوس سے زیادہ خیال و گمان مین بہی نہین آتی۔
اس خط کے جواب مین لارڈ ولزلی نے ۹ جنوری ۱۷۹۹ء کو تحریر کیا اوسمین سلطان کے تمام وہ افعال اور
حرکات مفصل بیان کئے گئے جسے وہ سارے عہد و پیمان سابق سرکار کمپنی کے ساتہہ باطل ہو گئے۔ ہر کام سے اوسکی
بیوفائی اور بدعہدی ٹپکی پڑتی تہی۔ جب سلطان نے سب دوستون کی دشمن سے جدید عہد و پیمان کر لئے
ہین تو ضرور ہوا کہ دوستون کے ساتہہ بہی اب معاہدہ جدید کیا جائے۔ دوستانہ سلطان کو فہمائش کی
کہ وہ میجر ڈوٹن صاحب کی اصلاح و مشورہ کو بگوش ہوش سنے اور یہہ بہی لکہدیا کہ اگر خط کے پہونچنے
کے بعد ایک دن سے زیادہ جواب مین توقف کروگے تو اوسکا برا خمیازہ اوٹہانا پڑے گا۔ اب جنوری

ختم ہوا سلطان کا جواب آیا اسسے اوسکی گستاخی اور سینہ زوری معلوم ہوئی اور اوسسے دشمنی کی آگ
اور بھڑک اوٹھی۔ پہلے تو لارڈ نے اوسسے ساحل ملیبار ہی مانگا تہا۔ اب آخر جنوری ۱۷۹۹ء مین اوسکا
ارادہ ہوا کہ بہت سا روپیہ واسطے خرچ سپاہ کا مانگون۔ اب ۳ فروری ۱۷۹۹ء کو گورنر جنرل کو
معلوم ہوا کہ سلطان نے ڈبولو ایک فرانسیس افسر کو ٹرنکوبار سے جزیرہ ماریشس روانہ کیا اور درخواست
بھیجی کہ دس یا پندرہ ہزار سپاہ انگریزون کو ہندوستان سے نکالنے کے لئے بھیجدو اوسکا سارا خرچ
مین دونگا اور زمان شاہ سے سازش کرنی شروع کی اور لکھا کہ دریاے سندہ سے پار اوترکر آؤ
اور کفار اور مشرکین پر جہاد کرو خدا کے فضل و کرم سے آپکے غازیون کی شمشیر تیز کے آگے انگریز ٹہیر
نہ سکینگے جب ۹ جنوری کا خط لارڈ ولزلی کا سلطان ٹیپو کے پاس پہنچا تو اوسکے کان کہڑے ہوئے
اور جو عہد و پیمان فرانسیسیون سے کئے تہے اوسسے خوف اوسکے دل مین پیدا ہوا۔ اب نپولین بوناپارٹ
کا خط سلطان کے نام اس مضمون کا روانہ ہوا کہ مین بحر قلزم کے کنارہ پر بیشمار لشکر لیکر آن پہنچا
ہون اور عنقریب انگریزی لوہے کا جوا اوسکے کندہے سے اوتہا دونگا۔ اگرچہ یہہ خط ٹیپو سلطان
پاس نہیں پہونچا تہا مگر ان فرانسیسیون کو یقین دلاتی ہے کہ بوناپارٹ نے لشکر ہندوستان
کو روانہ کیا ہے اور وہ عنقریب آنیوالا ہے اور وہ اسی انتظار مین بیٹہا ہوا آگے جواب نہ لکہا آخر کو
لارڈ کے خط کا جواب بہ مشرقی تحریر کے طور کا القاب و آداب بہت لمبا چوڑا اور مطلب بہت تہوڑا
یہہ لکہا کہ میری عادت شکار کہیلنے کی ہے مین شکار کو جاتا ہون اب ڈیوٹن کو تنہا یا تہوڑے
آدمیون کے ہمراہ بہیجدیجئے۔

(۱۳) اسوقت ٹیپو سلطان جو چال چلا بڑی چالاکی سمجہا لیکن کس صاحب تیر و شمشیر سے
پالا پڑا ہے اوسکے آگے یہہ دم [illegible] اور مکر و فریب کیا خاک پیش جاینگے۔ اس [illegible] و لعل سے کیا
فائدہ اوٹہیگا۔ لارڈ ولزلی نے اپنے جی مین مصمم کر لیا کہ ایک ہی لڑائی مین تمام کام سلطان کا تمام کیجیے
اور دار الخلافہ سرنگاپٹن کو لے لیجئے۔ یہی دار السلطنت اوس کا سرمایہ ناز اور فخر تہا
ہے اوسیکے استحکام پر اوسکو گہمنڈ ہے۔ یہی سلطان کی ساری سلطنت کی جان ہے۔ اوسکا

انگریزی سپاہ کی سلطان کے دارالخلافہ پر چڑہائی اور سلطان کی شکست

لے لینا سلطان کو بے جان بنانا تہا۔ برخلاف اور قلعون کے یہہ قلعہ جون سے نومبر تک ممتنع الوصول تہا۔ اس کا سبب
تہا کہ وہ ایک جزیرہ مین واقع تہا۔ اس موسم مین جزیرہ کے گرد دریاء کاویری کی طغیانی خود ایک قلعہ
خدا آفرین بن جاتی تہی پہر وہان کسی کا پہونچنا مشکل تہا۔ پس اگر وہ اس موسم سے پہلے نہ فتح ہو تو دوسرے لشکر کشی بیفائدہ
تہی اور دوسرے موسم کے لئے خرچ لشکر کشی کی زیر باری جدا تہی۔ اسلئے شروع سال کا ایک ایک دن گنا جاتا تہا
اب گورنر جنرل نے اپنے خط مورخہ ۲۴ جنوری ۱۷۹۹ء کے جواب کا انتظار نہ کیا۔ اور ۳ فروری کو حکم دیدیا کہ جنرل ہیرس کے
ساتہہ انگریزی سپاہ اور میر عالم کے ساتہہ نظام کی سپاہ فوراً میسور کو چلی جائے۔ کیونکہ اتنے دنون تک جو
وہان سے کچھہ جواب نہ آیا تہا اس سے یہان خیال پیدا ہوا کہ باوجود جواب کی جلد لکھنے کی تاکید کے اوسکا کچھہ اثر
نہین ہوا۔ یہہ امر گستاخی اور چال بازی سے خالی نہین۔ جب وہ گستاخانہ جواب ۱۳ فروری
کو آیا جو اوپر بیان ہوا تو لارڈ ولزلی نے کہا کہ میجر ڈیوٹن کی سفارت کی اب ضرورت نہین۔ مگر اب
جنرل ہیرس جو سپاہ کو لیکر سب سے پہلے روانہ ہوئے تہے اختیار رہے کہ وہ اگر ضرورت جانے تو ٹیپو سلطان
کے کسی سفیر کی باتین سن لے۔ کیا تعجب کا مقام ہے کہ چہہ مہینہ پہلے کیا بے سامانی تہی گورنمنٹ مدراس نے
لکہا تہا کہ آٹہہ ہزار آدمیون سے زیادہ لشکر جمع نہین ہو سکتا۔ اور یہہ سپاہ اسقدر بہی نہین ہے کہ اگر سلطان ٹیپو
حملہ کرے تو کرناٹک کی بہی حفاظت کر سکے۔ مگر یہہ گورنر جنرل کے حسن تدبیر اور دانش اور فرزانگی کا۔ اور
کرنیل ولزلی کا حسن اہتمام اور لارڈ کلائو گورنر مدراس کے تنسیق مہام کا کارنامہ ہے کہ ایک لشکر
۲۰۸۰۲ سپاہیون کا آراستہ اور پیراستہ ویلور مین ہو گیا۔ اور اسمین چہہ ہزار گورے تہے۔ اور ۱۰۴
توپین۔ اور ۵۷ توپین میدانی تہین اور پہر اسپر لشکر نظام کا اضافہ تہا اوسمین دس ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے تہے۔ اور ان پیادون مین سے ۳۶۰۰ وہ سپاہی تہے جنکو ریمنڈ فرانسیسی
نے قواعد سکہائی تہی۔ اور اس سپاہ نظام کے افسر کرنیل ولزلی اور کپتان مالکم تہے۔ اسلئے اب کی دفعہ
نظام کا لشکر حقیقت مین لشکر تہا۔ لارڈ کورنوالس کے عہد کی طرح وہ نام کا لشکر نہ تہا۔ اور اوسنے اسوقت
بڑے بڑے کام کئے۔ جتنے افسر اس سپاہ مین تہے سوا ایک کے سب پہلے میسور کی لڑائی مین شریک تہے۔ جنرل ہیرس
صاحب خوب اون مقامون سے واقف تہے۔ لارڈ ولزلی اسوقت سلطان کو ایسا ہی حقیقت جانتا تہا

گورنر نے اس لشکر کو یہہ حکم دیا کہ وہ سری رنگ پٹن پہونچ جاے اور اوسکا محاصرہ کرکے بیچ
مین سلطان کے قلعے نہایت مستحکم اوسکے پیچھے دفن کر رہ جاینگے۔ لارڈ صاحب کے فرمان روائی اور
حکمرانی کی قابلیت و استعداد خداداد ایسی ہی کہ کثیر الوقوع ہے وہ کام اپنی عقل و دور اندیشی سے ایسے
بڑے کیے کہ کاہے کو کسی سے ہوتے ہین اول یہہ کہ جتنے شخص ارباب مہم تجویز کیے وہ سب کارروان - دلاور
ہوشیار تھے اور انکو وہ کام دیے جو اونکے مناسب حال تھے دوم ان کاموں کے کرنے کے واسطے اقتدار اور اختیار
دیا جسکے بغیر وہ اپنے کام سر انجام نکر سکتے تھے جنرل ہیرس باعتبار سپہ سالار ہونیکے معاملات جنگ مین
کل اختیار رکھتے تھے اوسکے سوا لارڈ ولزلی نے اس مہم مین انکو بڑے اختیارات دیے فقط اتنی بات
بتا کر دی کہ اگر ٹیپو اپنی ستیزہ کاری سے باز نہ آوے تو جسقدر تمہاری سپاہ آگے بڑہ سکے چلی جاے اور سلطنت
خداداد کی بحث کرتے چلا اور پہر اونکے ساتھ ایک مجمع دانشمند جو اہل مدراس کا ساتھ تھا۔ سب
انگلستان کے فخر اور مراد ہیں کرنیل ولزلی جنکے آیندہ کارنامون اور اسباب ... کی داد
بہلا دیا۔ دوم کرنیل کلوز کرنیل ولکوان سب سکریٹری کپتان میکولی بہی تھے جو سپاہ روانہ ہوئی
اوسمین ۲۰۰۰۰ سپاہی تھے اور اونمین ۴۶۱۰ گورے جنرل سٹورٹ اوسکے افسر اعلیٰ تھے اور اونہون نے
یہہ سپاہ کنانور مین ساحل ملیبار پر جمع کی تھی اوسکو حکم تہا کہ وہ سری رنگ پٹن کی طرف
کوچ کرے اور کرناٹک کے اضلاع جنوب سے بہی ایک کرنیل ریڈ اور کرنیل براون کے ماتحت روانہ ہوا
اوسکی تعداد نہین معلوم۔ ان سارے لشکروں کو حکم تہا کہ سب سری رنگ پٹن کو جاوین حقیقت
خیال کیجیے تو اوسوقت سلطان پر آسمان ٹوٹ پڑا تہا اوسکی عقل و دانش کیسی ثابت و سلامت رہی مگر
چہہ برس پہلے اوسکو لارڈ کورنوالس نے ادہموا بنا دیا تہا ایک کروڑ روپیہ کا ملک اوس پاس باقی تہا
مگر پانچ کروڑ کا ملک تہا پہر اوسکے ساتھ نظام تہا —

(۱۴) اب سلطان نے اپنے افسران سپاہ کو حکم دیا کہ وہ مدراس کی سپاہ کی خبر رکہین اور خود دلاور
سپاہ منتخب ساتھ لیکے ساحل ملیبار پر چلا گیا کہ وہان سپاہ بمبئی کو روکے یہہ سپاہ ۱۱ فروری کو چل کر
۲ مارچ کو سیدسر ابن ... پہونچی تہی - یہان ۵ مارچ کو دفعۃً سلطان نے انکے ہراول کے سامنے ... ہوا

یہہ ملک ایسا تہا کہ جنرل سٹوورٹ نے اپنے لشکر کو چار حصون مین تقسیم کر دیا تہا وہ جدا جدا سفر کرتا تہا
جنرل سٹوورٹ اور جرنیل ہارٹلی کے سپاہیون کے درمیان جنہین دس میل کا فاصلہ تہا کہ سلطان
نے ان دونون کے بیچ مین اپنا لشکر ڈالدیا ساحل ملیبار پر جرنیل ہارٹلی کا نام بڑا مشہور تہا
اوسنے اور کرنیل مونٹریسور نے چھہ گہنٹہ تک اوسکا سخت مقابلہ کیا۔ اور جسوقت اون پاس فقط
ایک کارتوس رہ گیا تہا تو جرنیل سٹوورٹ بہی عین ضرورت کے وقت آن پہونچا اور اوسنے آتے
ہی لڑائی کا فیصلہ کر دیا ٹیپو سلطان منہ کی کہا کر اور دو ہزار آدمیون کو میدان جنگ مین قتل
کرا کے جنگل مین چلا گیا۔ انگریزون کے بہی ۱۴۳ آدمی ضائع ہوئے جنرل ہیرس کی سپاہ
لشکر نظام کے ۵ مارچ کو دشمن کی سرحد پر قدم رکہا۔ اوسکے ساتہہ قلعہ شکن توپین بہاری بہاری
تہین۔ اور بہیر بنگاہ بہت کچہہ تہا۔ نظام کے لشکر کا سامان بہت تہا۔ بنجارون کی بہیر بہاڑ جدا تہی
غرض بڑی مشکل اور جرثقیل سے لشکر ہر روز پانچ میل چلتا تہا۔ اور قحط بہی دو چار منزل پیچہے ہی اوسکے ساتہہ
ساتہہ چلا آتا تہا۔ اگر سلطان مین دم سان باقی ہوتے تو وہ اپنے سوارون سے ان بنجارون کی خبر لیتا۔
وہ ایسے پراگندہ اور منتشر تہے کہ انگریزی لشکر اوسکا کچہہ انتظام اور علاج ہی نہین کر سکتا تہا۔
عرصہ دراز لشکر کے سفر کی مانع ہوتی اور برسات کا موسم آجاتا جسمین لشکر کا سفر دشوار ہو جاتا
اور لارڈ کورنوالس کی مراجعت کا سا حال ہو جاتا جب سلطان جنرل سٹوورٹ سے شکست کہا کر
اپنی دار السلطنت مین آیا ہے تو اوسنے اب ارادہ کیا کہ جنرل ہیرس کے لشکر پر حملہ اسسے پہلے کرون
کہ بمبئی کا لشکر اوسمین شامل ہو بنگلور پر جنرل ہیرس کا لشکر ۱۵ مارچ کو پہونچا تہا۔ بنگلور
سے سری رنگ پٹن کو تین سڑکین جاتے تہے جس راہ پر جنرل ہیرس چلا وہ سلطان کو نہین معلوم
تہی۔ اسلئے راہ وسط پر سلطان چلا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ جنرل ہیرس کا لشکر کس سڑک پر گیا ہے
تو وہ اودہر کو روانہ ہوا۔ اور اس جنوبی راہ مین وہ بہت جگہ انگریزی لشکر کو روک سکتا تہا۔ اور اوسنے
ایک عمدہ مقام اوسکے روکنے کے واسطے تجویز کیا مگر تعجب ہے کہ اوسے چہوڑ کر ملاولی سے دو میل پر لڑنے کا
ارادہ کیا۔ جہان انگریزون کو اپنی پناہ کرنے کے لیے بہت سی آڑین مل گئین۔ ۲۷ مارچ کو سلطان کے لشکر کی

یہان کرنیل ولزلی کے لشکر پر حملہ کیا اور اوسکا مقابلہ کرتے کرتے ساٹھ گز کے فاصلہ پر جا پہونچے معلوم نہین
نتیجہ کیا ہوتا کہ عین وقت پر کرنیل فلوئڈ سوارونکو لیکر آگئے اور سلطان کے لشکر کا شیرازہ بکھیر دیا۔ ایک ہزار
سے زیادہ آدمی اوسکے مارے گئے اور ۶۹ سپاہی انگریزی ضائع ہوئے۔ اوسپر سلطان جنرل ہیرس کے
عقب مین چلا گیا سلطان کو یہہ خیال تھا کہ جنرل ہیرس اوسی بیچ کی شمالی راہ سے آئیگا جس راہ سے پہلے
لارڈ کورنوالس آیا تھا۔ اسلئے اوسنے اوس راہ کو بالکل ویران اور برباد کردیا تھا اور چارہ کا بھی وہان
نہ چھوڑا تھا۔ مگر جنرل اوس راہ سے جو پہلے راہ کے مقابل تھی چلا اور کاویری سے سوسلا پہونچا [illegible]
یہہ مقام مشرق مین سری رنگ پٹن سے بیس میل پر تھا اور کوئی اوسکا مزاحم نہوا۔ جب سلطان
کو یہہ معلوم ہوا کہ جو مین منصوبہ باندھتا ہون اوسمین ناکام ہوتا ہون۔ اور کسی تدبیر سے نشانہ نہین
بیٹھتا۔ ساری تدبیرین الٹی ہوئی جاتی ہین تو اب اوسنے تدبیر کا دامن چھوڑ تقدیر کا ہاتھ پکڑا۔ قاعدہ
ہے کہ مسلمانون کو مصائب اور نوائب مین دل کی بڑی تسلی بخش تقدیر ہی ہے۔ مگر وقت اوسکے
اوسان خطا تھے۔ اس حال مین بھی آپنے سب افسرونکو بلایا اور بیتاب ہوکر مشورہ و صلاح پوچھی
سب نے کہا کہ ہم حضور پر جان تصدق کرنیکو موجود ہین اور ہم سب کی اور آپکی دارالسلطنت اور سلطنت
کے بچانے مین جان و دل سے جد و جہد کرینگے۔ دشمنون کو مار لینگے یا خود مرینگے۔ انگریزی سپاہ ایک مہینہ
سلطان کی عملداری مین مسافرت دراز کی اور دارالسلطنت کے مقام پر پہونچے اور ہمراہی لشکر
اپنی عملداری مین سات میل روزانہ [illegible] سپاہ ان کی عملداری مین پانچ میل روز
لشکر نے مورچون کی ابتدا دولت باغ [illegible] سے کی [illegible] دشمنون نہایت زیادہ
ان مورچون اور دریا کے درمیان سلطان کا لشکر تھا [illegible] ولزلی [illegible] نے دیر حملہ
کیا مگر ناکامیاب ہوا۔ دوسرے روز اسقدر لشکر بھیجا گیا کہ دشمن [illegible] سلطان کے لشکر
کو نکال دیا اور اوس طرف مورچے [illegible] جنرل اسٹوورٹ [illegible] بمبئی کی سپاہ بھی ۱۴ کو جنرل
ہیرس کے لشکر کے ساتھ شامل ہوگئے۔ سلطان نے [illegible] ایلچی کو جنرل ہیرس
پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ اسکا جواب جنرل ہیرس نے یہہ دیا کہ مجھکو اجازت [illegible] حملہ کرنے کی ہے

کہ سلطان آدھا ملک و ام کے لئے سرکار انگریزی کے ہوا خواہوں کو دیدے اور دو کروڑ روپیہ لڑائی کے خرچ کا
ادا کرے۔ فرانسیسوں کی دوستی سے ہمیشہ دست بردار ہو اور اونکے ایک ایک متنفس کو اپنے ہان سے موقوف
کردے۔ اور اپنے چار بیٹے اور چار سپہ سالار اول میں ہمارے ہان بھیجدے اور یہ بھی لکھا کہ یہ سب شرطین
چوبیس گھنٹہ مین منظور کرنی ہونگی۔ اور اول کے آٹھوں آدمی اور ایک کروڑ روپیہ ۴۸ گھنٹے مین
بھیجنا ہوگا ٹیپو اسوقت بھی اپنی آفتونکو نہ سمجھا۔ آٹھ دن تک کچھ جواب نہ دیا اور یہ کہا کہ ان شرطوں
کے ساتھ کافرون کے ماتحت رہ کر جینا مرنے سے بدتر ہے عزت سے مرنا ذلت کے ساتھ جینے سے ہزار درجہ
بہتر ہے۔ ۱۴ اپریل ۹۹ء کو انگریزی لشکر میں یہ معلوم ہوا کہ چاول معلوم نہیں کون اوڑا کر لے گیا
کہ اٹھارہ دن کا کھانا سپاہ کو اسواسطے بشرطیکہ وہ اپنی خوراک آدھی کہانیں باقی رہ گیا اسے
بڑی کھلبلی اور ناراضی لشکر میں مچی۔ اسلئے اور بھی فتح پانے کی جلدی مچی۔ اور چاروں طرف سے
مورچوں سے قلعہ پر گولوں کا مینہہ برسانا شروع کیا اور دشمنوں کو وہ مورچے لے لئے جو فصیل سے چار سو گز پر
تھے۔ آگے بڑھتے بڑھتے ۲۴ کو فصیل سے ڈہائی سو گز کا فاصلہ باقی رہ گیا۔ آخر کو ۲۸ اپریل کو سلطان نے
چاہا کہ اس طوفان بلا کو سر سے ٹالے چنانچہ جنرل ہیرس کو لکھا کہ شرطیں جو آپنے پیش کی ہیں وہ بہت
غور طلب ہیں سفیرون کی وساطت بغیر طے نہیں ہو سکتیں ہیں عنقریب دو سفیر آپ پاس بھیجتا ہوں
جو کچھ کہنا ہوگا وہ آگے زبانی عرض کرینگے۔ مگر ایسے وقت کون ان فقروں کو سنتا تھا۔ ابواب مصالحت
مسدود و مداخل مخالفت مفتوح تھی۔ جنرل ہیرس نے جواب دیا کہ جو شرائط صلح پیش کی گئیں ہیں
اونمیں ایک نقطہ بھی نہ بدلا جائیگا۔ اسلئے سفیروں کا بھیجنا بیفائدہ ہے۔ اور اونسے ہم کچھ بات نہ کرینگے
جب تک کہ اول اور روپیہ نہیں بھیجا گیا تم بھیجدوگے۔ غرض اسوقت لارڈ ولزلی نے اپنی لشکر کی
بیتابی کو دیکھ کر بالکل یہی ارادہ کرلیا تھا کہ سلطان کا نام و نشان مٹا دیا جاوے یورش اور زیادہ کیا
اور بھجانے لگا کہ اور مورچے شہر کے لینے کے لئے باندھے ۳ مئی کو فصیل کو اتنا توڑ ہوا کہ لشکر اوسکے اندر
چلا جائے ۴ مئی کو مورچوں میں لشکر تیار ہوا ٹھیک دوپہر کو جسوقت ہندوستانی سویا کرتے ہیں یا پلنگ کے
خمار میں ہوتے ہیں حملہ کیا۔ سب سے زیادہ خطرناک کام جنرل بیرڈ کے سوالے ہوا تھا۔ کرنل شیر برو

کرنیل ڈن لاپ ڈال ہمل گارڈنر مک نن یہہ پیادہ حملآور کے افسر تہے۔ ایکبارگی
لشکر جرار نے اپنے مورچون سے جنبش کی بیچ مین کچہہ دریا کا پانی تہا۔ اس پانی کے اوترنے مین قلعہ سے
آگ برسنے کا کچہہ بہی خیال نہین کیا جوانمرد دشمنون کی گولیون کے سامنے سینہ سپر کرتے ہوے بیدہڑک آگے بڑہتے
ہوے چلے گئے۔ اب سلطان کا حال سنئے کہ اوسنے کچہہ کیا فصیل پر اپنے مقامات محاصرہ کی حالت کو [illegible]
بدلتا جس طرف حملہ ہوا تہا اوسکا اہتمام [illegible] اور سید غفار کو دیا گیا تہا۔ یہہ دو سپاہی جان نثار
بڑے اوسکے وفادار تہے سید غفار پہلے انگریزی نوکری بہی کرچکا تہا بڑا جوانمرد و دلیر تہا۔ اور کرنیل [illegible]
سلطان کا حال بہت خستہ تہا۔ اوسنے اب باپ کے نام کو اپنے [illegible] کا داغ [illegible] اوسکی
صحبت مین ایک مجمع نوجوانون کا تہا۔ وہ سب بد اندیش خوشامدی تہے ناقص العقل [illegible] سید ولیت صاحب
غرض بد اندیش نادرست تہے۔ اونہون نے اسوقت شکست مین بہی خیانت کی سلطان سے کہتے تہے کہ
بہلا یہہ قلعہ کہین ایسا ہے کہ انگریزون سے فتح ہوگا محافظ حقیقی اوسکا خدا [illegible] ہے۔ اگر سلطان کو
کوئی خوشی اسوقت حاصل ہوتی تہی تو ان خوشامدیون کی باتون سے [illegible] سید غفار نے آخر کو چلکر کہا
کہ سلطان تو لونڈون کے گہیرے مین رہتا ہے وہ اندہا اب بہی اپنی خرابی اور بربادی نہین دیکہتا مجہکو
ان خرابیون کے دیکہنے کے لئے زندہ رہنا پسند نہین [illegible] نہین پاتا اون
اوسکے [illegible]
کہ سلطان تو اسوقت [illegible]
بہی [illegible] سید غفار نے [illegible]
مین [illegible]
مین [illegible] فصیل کی [illegible]
سے کہونگا کہ خدا کے واسطے تو اب تو کچہہ کیا اور لونڈون [illegible] سید [illegible]
گہوڑے پر سوار جاتے تہے [illegible] ایک توپ کے گولہ نے چہاتی سے [illegible] سلطان [illegible]
حضرت [illegible] کے حجرہ مین [illegible]

ہوش افزا کو نہ پہونچے - مگر اونکے مرنیکی خبر گئی - اوسوقت ہوش آیا ہاے واے مچ گئی کہ کیا میرا جوانمرد
بہادر مارا گیا ہے - جو سپاہ سلطان پاس تہی اوسکو تیار کرکے وہ خود اوس مشرقی دروازہ کی طرف چلا جہان
انگریزون نے یہہ ٹہرایا تہا کہ اوسکے دونو طرف آدہی آدہی فصیل پر لشکر قبضہ کرتے ہوے آئین اور ملجائین
یہان انگریزی کمپنی کی قدیمی سپہ سالاری کا کام نہین کیا اور کوئی جوہر سپہگری نہ ظاہر کیا جیسے اور سپاہی ہندو
مارتے تہے وہ بہی دشمنون پر گولیان چلاتا رہا - اب جنرل بیرڈ کے لشکر نے دہاوا کیا - اور آفتاب کی طرح نصف النہار
پر اپنے چہرہ روشن کو فصیل پر چڑہ کر دکہایا - اور انگلستان کا نام روشن کر دیا - پہر کیا تہا سارا لشکر چڑہ گیا
مشرقی دروازہ پر سلطان کی جانثار سپاہیون نے جان نثاری کی سلطان کے پہلو مین ایک گولی آکر لگی اور
اوسکے ساتہہ ایک دو زخم لگا پہر گہوڑا زخمی ہوکر مرا اسپر سے گر پڑے اور پگڑی گر گئی اوسوقت اوسکے بعض نمک
شناس و جان نثار ملازم اوسکو پالکی مین ڈال لے چلے - مگر کشتون کے پشتون نے پالکی کے پانو پکڑ کر
اوسکو چلنے نہ دیا - راہ مین انگریزی سپاہیون سے دوچار ہونا پڑا - ایک سپاہی نے جواہر سے قبضۂ شمشیر
مرصع دیکہکر اوسپر ہاتہہ ڈالا - سلطان نے پیش قبض اوسکے مارا - اوسنے جہنجہلا کر سلطان کے گولی ایسی ماری
کہ وہ بہی کشتہ ہوکر مردون مین شامل ہوا -

وفات اور تجہیز و تکفین سلطان اور اوسکے متعلقین کا حال اور اوسکے خصائل

(۱۵) اب جنرل بیرڈ کا لشکر سلطان کے محل کی طرف چلا - او میجر ایلین ایک دیوار پر جو ناتمام ٹوٹی تہی
چڑہا اور علم امن و امان اوسکے ہاتہہ مین تہا پہر وہان اوسکو ایک کمرہ مین لوگ لیگئے جہان سلطان کے
دونو بیٹے ایک عجب حیرانی اور پریشانی کے عالم مین بیٹہے تہے - میجر صاحب نے اونکی اور اونکے ملازمون کی تشفی
اور تسلی دی اور کہا کہ کوئی محل خطر مین نہین ہے اگر تم محل کے اندر سے اپنے باپ کو لاکر حوالہ کردو اوسپر اونہون نے
کہا کہ سلطان یہان محل مین نہین ہے - پہر اوسنے یہہ کہا کہ باہر کا دروازہ کہولو کہ ہمین سپاہ ظفر پناہ داخل ہو
اس بات کو بامشکل اونہون نے مان لیا - اب یہہ دونو لڑکے جنرل بیرڈ کے پاس بلا لئے گئے - اور وہ اونکی
نہ کمال مہربانی سے اوسکے ساتہہ پیش آیا - اب جنرل صاحب سلطان کی تلاش مین تمام محلات
مین پہرتے تہے کہ وہ اوس دروازہ پر پہونچے جسکو جنگ نے مسلخ قصاب بنا رکہا تہا - رات
مشعلین جلا کر مردون کی لاشین جدا جدا دیکہی جاتی تہین - ایک پالکی مین راجہ خان زخمی پڑا تہا

اور سے اپنے آقا کی لاش کا پتا بتایا تو وہ بعد تلاش ملی۔ پہر نہایت اعزاز و احترام سے حیدر علی کی قبر کے برابر
سلطان دفن ہوا۔ اسوقت جو انگریزون نے مروت و انسانیت و آدمیت ہمدردی سلطان کے اہل و عیال
کے ساتھ برتی ہے وہ ایسی ہے کہ انسان اپنی انسانیت پر افتخار کرے تو بجا ہے وہ ایک انسانیت کا کام تہا کہ جسپر
انسان ہمیشہ خیال کر کے مسرور ہوگا غور کا مقام ہے کہ اس قلعہ کا فتح کرنیوالا وہ جوانمرد بیرڈ تہا جو سلطان کی
قید مین تین برس تک زنجیرون کی کشاکش مین رہا تہا سپاہ گو وہ نہ تہی کہ جو اس انتقام کے جوش مین بہری
ہوئی تہی کہ سلطان نے تمام انگریز قیدیون کو اس حملے سے کچہہ قبل قتل کرڈالا تہا سلطان وہ تہا کہ جسکی نفرت
قلبی انگریزون کے ساتھ ضرب المثل تہی۔ انسان کا کوئی جذبہ انتقام سے زیادہ زبردست نہین ہے۔ وہ شاید اوس
کا موقع مین اتنا جوش مین نہین آتا جیسا کہ لڑائی مین وہی سبب اور نتیجہ جنگ ہوتا ہے جسوقت دشمن کو
کوئی مغلوب کر لے تو اوسوقت انتقام لینے اور ہیبت دکہانیکا مقتضا یہہ ہوتا ہے کہ اوسکو پامال کر دے۔ اگر کسی
دشمن کو ہم اپنے انتقام و ہمت کے تیر کا شکار بنانا چاہین اور اوسکو بلندی سے گرا کر خاک ذلت پر لائین اور اوسکی
قوت کو توڑ کر ضعیف کر دین تو اوسکا ایک کلیجہ ٹہنڈا سا ہو جاتا ہے گو ہم اوسکو پہنسے مصیبت مین پا کر سے
بچا کر اوسکے حال زار پر دو چار آنسو بہاوین۔ اوسپر یہہ کہنا کوئی بڑی نیکی انسان کی نہین بلکہ وہ نیکی
جسپر انسان کو اپنی مخلوقات مین اشرف ہونیکا افتخار ہے وہ ہے کہ جسوقت نفس امارہ کا شیر اغراض نفسانی کی دہار مین آ رہا
تو اوسکے غصہ کو اوتارین اور رحم کیا کرین شجاعت اور جوانمردی اسکا نام ہے کہ ایسے وقت مین نفس کو سرکشی سے
روکین سو اوسوقت انگریزون نے یہہ نفس کشی کی یہہ ایک نتیجہ تعلیم ہے۔ غرض چند گہنٹون مین دارالسلطنت سرنگا
پٹم فتح ہوگیا جسکی حفاظت بیس ہزار سپاہ کرتی تہی اور ۲۸ توپین اوسپر چڑہی ہوئی تہین اور سپاہ کو سامان
ضرب و کہانے پینے کا کثرت سے موجود تہا۔ لارڈ ولزلی اور ماہرین فن سپہ گری کی یہی رائے تہی کہ اگر ایک
سپاہ فرانسیسی کسی عمدہ سپہ سالار پاس اس قلعہ مین ہوتی تو قلعہ ایسا مستحکم تہا کہ وہ ہرگز لشکر انگلشیہ کو
ہوا بہی نہ لگنے دیتے۔ اور اوسکی سرحد پر دشمن کے لشکر کے گرد نہ اوٹہنے دیتے۔ یہہ دارالسلطنت کیا فتح ہوا
کا خاندان ہی ختم ہوا۔ اسوقت سلطان کی چہیالیس برس کی عمر تہی۔ جیسے باپ کی ہی سلطنت
سلطنت کے باب مین نہ تہین ہندوستانی کہتے ہین کہ باپ نے جو کچہہ پیدا کیا تہا بیٹے نے سب کہو دیا

حفاظت مین جان کہوئی مگر سپاہیانہ نہ افسرانہ اور شاہانہ۔ کوئی دانائی اور لیاقت اور قابلیت اس
لڑائی مین نہ ظاہر ہوئی۔ وہ اپنے تجربہ کار اور زمانہ دیدہ افسرون کی صلاح اور مشورہ کو نہین مانتا تہا
صحبت بد رکہتا تہا اوسنے ستیاناس ملا دیا۔ اڑتیس برس تک جسکا خاندان بہی اپنا نام ہندوستان مین کر گیا تیس
برس تک دونو باپ بیٹے انگریزون کے جان کے دشمن رہے۔ اور انگریز بہی اونکا لوہا مان گئے۔ اور
بڑے ڈرتے رہے اور اسی سبب سے اپنی گورنمنٹ کے انتظام کی خوبیان روز بروز بڑہاتے گئے۔
حیدر علی سے تو دشمنی انگریزونکو فقط گورنمنٹ مدراس کی حماقت سے پیدا ہوئی تہی۔ مگر سلطان کے
عنادیون بڑہا کہ اوسکی دل مین کینہ وری اور انتقام جوئی بہری ہوئی تہی۔ کوئی تمنا دل اسے
زیادہ نہ تہی کہ کس طرح انگریزون کو ہندوستان سے نکال دون اسی شوق مین دیوانہ ہوگیا تہا۔ اس
ارمان کے پورا کرنیکے لئے اوسنے کیا کیا نہ کیا۔ ہندوستان مین کسیون سے سازشین کین کابل اور پیرس تک
خاک اوڑائی۔ مگر کسیطرح بہی آرزو نہ برآئی۔ اس ارمان ہی مین جان گنوائی۔ سلطان کی نفرت انگریزون
کے ساتہ یونہین ضرب المثل ہوگئی ہے ورنہ سیندھیا اور ہلکر اوس سے زیادہ انگریزون سے نفرت رکہتے تہے
جیسا وہ انگریزون پر ہتہ اچہتا تہا ایسی ہی انگریز اوس پر لعنت بہیجتے تہے۔ وہ کونسا تولا اور کہتو تہے
سلطان درحقیقت فرزانگی اور دور اندیشی اور عاقبت بینی انگریزونکے مقابلہ کرنیکی نہین رکہتا تہا
بہت چالاک و تیز ہوش تہا۔ اور سلاطین مشرق مین غنیمت تہا۔ مگر نا معاملہ فہم تہا اپنے کامون کا آغاز
نہ سمجہتا تہا۔ نہ اسباب دیکہنے کی لیاقت اور نہ اوسکے نتائج سمجہنے کی قابلیت رکہتا تہا۔ اوسمین یہہ استعداد
نہ تہی کہ پیچ در پیچ مقدمات کو ملا کر اوسکا نتیجہ نکال سکے وہ صرف ایک بات پر توجہ کرتا تہا اور باقی کسی اور
طرف کرتا تہا ہر بات کے ایک پہلو پر جم جاتا تہا پہر اور پہلوون کی طرف نظر اوٹہا کے نہین
دیکہتا تہا کیسے ہی نقصان ہون اوسکے دل مین یہہ بات ٹہن گئی تہی کہ انگریزون سے
ال کر ہندکا اور سلطنت چہین لینے کا عزم مصمم کر لیا۔ وہ کسی طور سے ٹالی نہین ٹلتا۔
سلطان نے ظاہری تعلیم پائی تہی کہ عمر کے ساتہ اوسکی بلائیان بڑہتی گئین ۱۷۹۹ء مین جو ہلاکت
ہوگئی تہی جسکی سہی نقل کو اور بہی ڈبو دیا۔ کہان کہان انگریزون کے باہر نکالنے کی تہیہ یا سلام

پہونچائی ہیں۔ مگر وہ سب میں ناکامیاب رہا۔ مگر اوسکے انتظام کی بڑی خوبی یہ تہی کہ اوسنے رعایا خوشحال [illegible]
ملک لیا۔ [illegible] سرسبز تہا اور میسور کا ملک خود سرکار کمپنی کا ملک بنگال آبادی کرانے میں بہتر تہا۔
اور اوسکے سامنے ویران اور چراغ معلوم ہوتا تہا۔ وہ درشت مزاج اور سخت خو تہا جب جب لوٹ مار بھی
کرتا تو وہ بیشک انگریزوں کے قیدیوں پر نہایت تشدد کرتا تہا مگر وہ ایسا نہ تہا کہ قیدخانہ میں ہمیشہ
سخت گیری ہوتی تہی جو اوسکے یہاں انگریزوں پر ظلم ہوتا تہا۔ مدراس اور کلکتہ کے انگریزی جیلخانوں
میں [illegible] قیدیوں پر [illegible]
سلوک [illegible]
وہ اپنے مذہب میں پکا اور سچا تہا [illegible] عبادت [illegible]
اور اوسکے مذہب کا نام تہا [illegible] تقدیر پر بالکل [illegible]
سے ہوتے ہیں جو قسمت میں ہوگا سو ہوگا [illegible]
بغیر اسباب اور تدابیر کے کچھ نہیں ہوتا [illegible]
انگریز ویسا [illegible] سب کچھ [illegible]
کفار سے نفرت قلبی تہی اور وہ شرک اور کفر کے دور کرنے کو اپنے اوپر فرض سمجھتا تہا۔

(۱۶) سری رنگ پٹن انگریزوں نے [illegible]
[illegible]
کیا گیا ہے کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اتفاقی [illegible]
ولزلی گورنر جنرل مقرر ہوئے [illegible]

تمام بازار کہل گئے اور اجناس تجارت کی آمد ورفت کو رونق ہوگئی - بازار مین اسقدر ہجوم آدمیون کا ہوتا تہا
کہ کہوے سے کہوا چہلتا تہا - غرض جو طوفان تغیر کے ایسی حالتون مین برپا ہوا کرتا ہے وہ نہین ہوا - سلطان کو
اپنی شجاعت پر نخوت تہی - قلعہ کی حصانت اور استواری پر اتکا تہا - محافظت ایزدی کا بہروسا تہا - اسلیئے
اوسنے کوئی چیز قلعہ سے اپنی جدا نہین کی سارا خزانہ دولت قلعہ ہی مین رہنے دیا جب انگریزون کا قبضہ
اوسپر ہوگیا تو اونہون نے محل کی لوٹ پر سپاہیون کی دست درازی نہونے دی - اسلیئے سارا مال متاع امانت کا
امانت ہاتہ لگا ایک تنکا ضائع نہونے پایا انتیس لاکہ اسباب غنیمت کی یہہ تہی ۹۲۹ توپین جنمین سے ۲۸۷
قلعہ پر چڑہی ہوئی تہین - ایک لاکہ بندوق اور کاربین اور تلوارین ہزارون - گولے بارود کے ڈہیر کے ڈہیر
جواہر ایک کروڑ دس لاکہ روپیہ نقد - یہہ تو سب کچہہ تہا ہی مگر سب سے زیادہ عمدہ چیز جو انگریزون کے ہاتہ لگی وہ
کتب خانہ سلطانی تہا - گو اوسمین کتابین بہت عمدہ نہین ملکر اوسکے اندر وہ سب تحریرات اور نوشتے موجود
تہے جو امورات ملکی مین لکہے گئے تہے - اور اوسے لارڈ ولزلی کو کمال خوشی ہوئی کہ اب انکو تحریری شہادت
اس امر کی ہاتہ مین آگئی کہ ٹیپو سلطان نے کیا کیا سازشین انگریزون کے استیصال کرنے مین کی تہین
لارڈ صاحب کو خوف تہا کہ اگر یہہ ثبوت نہ پہونچتا تو ولایت مین یہہ میری جنگ باوجود فتحیابی کے اونکو پسند خاطر
نہ آتی جنکو مین چاہتا تہا کہ پسند آئے - اب ان کاغذات کے دیکہنے سے موریشس مین قاصدون کے جانیکا
حال اثبت ہو گیا کہ ۱۷۹۷ء مین منگلور مین فرانسیسی ری پالہو کا جہاز شکستہ ہو کر پہونچا - اوسکو یہان سے
آدمی سری رنگا پٹن مین لے گئے - یہان وہ بعض اپنے ہم وطنون سے جو منصب الار کہتے تہے ملا یہہ
شخص ایسا جاہل تہا کہ اپنی زبان کے ہی ہجے تلک نہین کر سکتا تہا - ۲۳ مئی ۱۷۹۷ء کو جو خط اوسنے لکہا ہے
اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سارے بڑے کامون کے کرنیکے لیئے آمادہ تہا یہانتک کہ اپنے ہموطنون پر تہمت لگانی بہی
اوسکو عذر نہ تہا - وہ ساری مکاری اور عیاری اس کام کے لیئے کام مین لایا کہ مین سلطان تک پہونچون
اوسنے بیان کیا کہ انگریزون پر ہندوستان مین حملہ کرنیکی آتش شوق ہی گورنمنٹ فرانس کے سینہ مین
نہین مشتعل ہو رہی ہے بلکہ وہ حملہ کرنیکے لیئے آمادہ بیٹہی ہے اور بہت سی سپاہ اوسنے جزائر فرانس مین بہیجدی
ہے اور اب وہ اسکی منتظر بیٹہی ہے کہ سلطان میسور اونکا قدیمی رفیق اور دوست کیا معاونت و مساعدت

اونکے اس کا بیان کرتا ہے جب یہ مضمون سلطان کے کان میں پہونچا تو یہ ہر کیا تہا وہ اس شوق میں دیوانہ بیٹھا ہوا تہا۔ اپنے کو کیا چاہئے وہ نکہیں۔ اوس نے ارادہ کیا کہ سفیروں کو بہیجکر اسکا حال تحقیق کرنا چاہئے پہر کچھ سوچ کر یہ ٹہہرایا کہ یہ تفصیل بہی لکہدی کہ فرانسیس تیس یا چالیس ہزار سپاہ جہیجین اور میں دس ہزار سپاہ آزمودہ کار اونکے ہمراہ کرونگا اور ایک ہزار بہی ساتھ ہو اور اس سپاہ کا تمام خرچ میرے ذمہ ہوگا اور جسوقت یہ لشکر آجاویگا تو انگریزوں کو نکالنا کوئی بڑی بات نہوگی اون کا قدرت و سلطان کی ایک ملک ہاتھ لگی [illegible]

اس درخواست میں یہ بہی لکہا تہا کہ [illegible]

مرد قید کئے جاوینگے میں اونکو یہ چاہتا ہوں کہ [illegible]

ملک میں بہیجے جاوین مگر اونکا مال اسباب [illegible]

اوپر اول کو وہ روز ہوچکا [illegible]

فساد ہو گیا [illegible]

ہی ہو چکا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

اور [illegible] ایشیا [illegible] ہندوستان [illegible]

اوسکی [illegible]

[illegible]

[illegible]

اور دشمنوں کی [illegible]

الاّ ولزلی [illegible]

[illegible] سلطان [illegible]

رقم مختصر تہی کہ گورنر جنرل نے مع کونسل کے بغیر ولایت کی منظوری کے سپاہ کو حکم دیدیا کہ روپیہ تقسیم کرلین
ولایت مین بہی یہہ حکم لارڈ ولزلی کا منظور ہوگیا اور اوسکی ذات خاص کے واسطے حکم آیا کہ تاج
جو قلعہ مین ہاتہہ آیا تہا اور وہ سرکار کمپنی ہی کی ملک ہی تہا اوسکی قیمت سے دس لاکہہ روپیہ وہ اپنے
کارنمایان کے صلہ مین لیلے - مگر اس حضرت ایثار اور والا اعتبار نے اوس روپیہ کے لینے سے انکار کردیا اسپر اہل
ولایت نے پچاس ہزار روپیہ سالانہ پنشن تین برس تک اونکا مقرر کردیا - جنرل ہیرس نے اپنی حرص و ہوس سے
اپنے حصہ سے بہی دوچند تیرہ لاکہہ روپیہ لے لیا اور افسرون نے بہی یہی کام کیا - اس نامناسب تقسیم غنائم سے
بہت سے مستحق اپنے حق سے محروم رہے - آخر کو دیوانی عدالت مین اسکا مقدمہ ولایت مین دائر ہوا جسمین
بعض کی نیک نامی پر بدنامی کا داغ لگا - اور اونکی فتح کی عزت مین بٹا آیا - جب انگریزون کو فتح حاصل
ہوگئی تو وہ اب کل سلطنت میسور کے مالک ہوگئے - چاہتے تو سب کا سب حصہ لے سکتے تہے - مگر سرکار کی ہمیشہ سے
یہہ تدبیر چلی آتی تہی کہ جہانتک ہوسکے اونکی وسعت سلطنت ہندوستانی رئیسون پر نہ ظاہر ہو کہ جس سے
اونکے دلمین حسد اور رشک کی آگ بہڑکے اور ناحق کی تکلیفات اوٹہانی پڑین - اس سبب سے گورنر
جنرل کو تقسیم ملک مین وقت آ کر پڑی - اب ملک کی محبت کا تقاضا یہہ تہا کہ سارا ملک اپنے پاس
رکہیئے - پہر سے یہہ اندیشہ تہا کہ اس سے نظام اور مرہٹون کے دل ناراض ہونگے تو اونسے اور لڑائی لڑنی
پڑیگی اگر اوسکو برابر برابر ہم اور نظام تقسیم کرلیتے ہین تو حصہ نظام کو مرہٹون کے تن بدن مین پتنگے لگ اوٹہینگے
سوا اسکے نظام اپنے ملک کا خود انتظام اچہی طرح نہین کرسکتا تہا - جسقدر اور ملک اوسکو دیدیا جائیگا
تو کیسی نظم و نسق کریگا - دوسرا اوسکا کام بہی لڑائی مین ادا نہ تہا کہ وہ ملک پا جاتا - اب اگر پیشوا کو
جسنے لڑائی مین ذرا بہی امداد نہین کی اور کوئی تکلیف و مضرت نہین اوٹہائی کچہہ ملک اوسکو دیدیا
جاتو بہی نامناسب ہے اور ایسی سلطنت کو قوی کرنا ہے جس سے وفاداری کی امید کوئی نہین ہے - اور
دوستون کی دوستی کو بے قدر کرنا ہے - سرکٹانیوالے اور تماشا دیکہنیوالے دوست برابر ہوئے جاتے
ہین اسلئے لارڈ ولزلی نے اس تقسیم ممالک مین اپنی حکمت اور فطرت کو دکہا دیا - یہہ تم کو یاد ہوگا
کہ میسور مین پہلے راجہ راج کرتے تہے اونہین کو سلطنت سے محروم کرکے حیدر علی نے سلطنت اپنی جمائی تہی

اور اونکو باانہ تہا زندان مین زندہ رکہا تہا - اوسوقت پانچ برس کا ایک لڑکا اوس خاندان کا کرشن راج اودیار موجود تہا
اوسکو میسور کے تخت سلطنت پر بٹہایا اور جو ولایت [illegible] اوسکے حوالہ کر دیا اور پنڈت پورنیا
جو باوجود ہندو ہونیکے سلطان کے عہد میں مدار المہام تہے وہ اوس لڑکے کا مدار المہام مقرر ہوا کرنیل کلوز
ریزیڈنٹ مقرر ہوئے اور یہ عہد و پیمان ہوا کہ ایک رسالہ انگریزی ملک کی حفاظت کے واسطے متعین ہوگی اور
اوسکا خرچ سات لاکہ ہون سالانہ راجہ کے ذمہ ہوگا - اور جب لڑائی ہو [illegible] تو گورنر کمپنی
کو اختیار ہے کہ موافق راجہ کی حیثیت اور حالت کے [illegible] ہیں - اور اگر راجہ کے
ملک کا انتظام اچہی طرح نہو تو [illegible] کو اختیار ہے [illegible]
عہدنامہ راجہ اور انگریزون کا باہم ہوا انتظام کو [illegible]
کہ یہ [illegible] نسلاً بعد نسل قائم رہیگا [illegible]
راجہ کو جو حصہ میسور کا نصیب ہوا [illegible] سلطنت
انگریزی [illegible] - اور سلطان ٹیپو [illegible]
اور کچہ حصہ انگریزی [illegible] - باقی حصہ ملک کا بطور تقسیم [illegible]
[illegible] روپیہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو ملا [illegible]
ٹیپو سلطان ابن حیدر علی خان کے خاندان [illegible]
جو شخص اس خاندان مین سے [illegible]
کوئی شخص اس خاندان مین سے [illegible] بالکل
وظیفہ کو موقوف کرے - [illegible]
[illegible] میسور [illegible]
اوسکو سلطان حیدر علی [illegible]
[illegible] روپیہ سالانہ
فخر الدین خان [illegible]

پیشوا کا حال ۱۷۹۸ع سے ۱۸۰۲ع تک

چار ہزار سواروں سمیت اپنی تئین انگریزوں کے حوالہ کر دیا تہا - اور ایک قطعہ ملک ۳۴۳۰۰۰ ستار پگوڈا یعنی ۱۰۵۲۰۰۰ روپیہ کا پیشوا کے دینے کے لئے بشرطیکہ وہ بعض شرائط کو منظور کرے رکہا گیا - ان شرائط کا ہم آگے ذکر کرینگے - غرض اس تقسیم ملک سے سرکار کمپنی کی قلمرو میں ساحل ملیبار اور جزیرہ نماء دکن کا جنوبی حصہ ساحل سے ساحل تک آگیا - اور اوسمین سری رنگ پٹن بہی شامل تہا - اس دار السلطنت کو آب و ہوا کی برائی کے سبب چہوڑ دیا - اوسکی آبادی بہی ڈیڑہ لاکہہ آدمیونکی سلطان کے وقت مین تہی وہ بہی گہٹ کر بارہ ہزار آدمیون کی رہ گئی تہی -

(۱۷) جب سلطان ٹیپو سے لڑائی ختم ہونیکو تہی تو لارڈ ولزلی نے پیشوا کو لکہا تہا کہ عہد نامہ ۱۷۹۲ء کے موافق جو سپاہ کمک کرنی اوسپر لازم ہے وہ سپاہ بہیجدی - پیشوا نے ظاہر مین اپنی ممتاز افسر پرسرام کو حکم دیدیا کہ وہ لشکر لیکر انگریزون کے پاس چلا جائے مگر سلطان کے دو سفیر پونہ مین پہونچے اور تیرہ لاکہہ روپیہ کی رشوت باجی راؤ پیشوا کو ایسے چپکے سے دیدی کہ نانا فرنویس کے فرشتونکو بہی خبر نہ ہوئی - اس سبب سے مرہٹون کی سپاہ نے کسی قسم کی استعانت انگریزی سپاہ کی معرکہ جنگ مین نہین کی بلکہ پیشوا اور سیندہیا نے مکرر ارادہ کیا کہ نظام کے ملک پر ہاتہہ صاف کیجئے - اس کام کے واسطے پہر ایسا وقت نہین ہاتہہ آنیکا خود نظام کی سپاہ اور اوسکے اخلاص مند دوستون یعنی انگریز دکان کی سری رنگ پٹن مین سرزنی کر رہے ہین - ۳ - اپریل ۱۷۹۹ء کو لارڈ ولزلی کو اونکی اس دغا کی منصوبے کی پوری خبر پہونچ گئی اور اوسنے جان لیا کہ اب اونسے ضرور بگاڑ ہوگا - مگر ابہی اونکی یہہ تدبیرین اور سازشین پختہ نہ ہونے پائی تہین کہ یکایک اونکے کان مین ہوش باختہ خبر پہونچی کہ سلطان پر چار تکبیر پڑہی گئین اور اوسکی سلطنت بہی ختم ہوئی - باجی راؤ نے ظاہر مین اس فتح انگریزی کی بڑی خوشی منائی سیندہیا نے بہی تہنیت نامہ گورنر جنرل کو بہیجا مگر ساتہہ ہی اوسکے چارون طرف جاسوس بہجوا دئے کہ جو سلطان کے پس ماندہ طرفدار باقی ہون اونکو انگریزون سے لڑنے پر اوکسائین - باوجودیکہ یہہ سب بدکاریان اور عیاریان گورنر جنرل کو معلوم تہین - مگر اس دانشمند فرزانہ نے باہم صاحب رزیڈنٹ کو لکہا کہ وہ پیشوا سے کہے کہ اگرچہ اوسکی طرف سے شرائط امداد اور وداد اور لوازم اعانت و اسعاد نہین پوری ہوئین - اور کوئی استحقاق ملک مقبوضہ دشمن مفتوحہ پر نہین ہے - مگر پہر بہی ہم اوسکو واسطے

مگر اوسکو ۰۰۰،۵۲،۰۰۰ روپیہ کی آمدنی کا ملک تجویز کیا یہ کہ وہ اپنے قبضہ میں رکھے مگر اوسکے ساتھ دو شرطین
مان لی اول یہہ کہ جو اوسکے اور نظام کے مابین جھگڑے فساد برپا ہوں اوسکے تصفیہ کا اختیار انگریزوں کو ہو
وہ ثالث بنکر اوسکا فیصلہ کرین دوم کسی فرانسیسی کو وہ اپنے ملک میں نہ رکھے اسکا جواب پیشوا نے یہہ دیا کہ
تمام ملک میسور سے جو ٹیپو کا حق پیشوا کو حاصل تھا اوسکے عوض مین یہہ ملک لے لینا میرا حق تھا مگر وہ
دونو شرطین مجھے منظور نہیں ہیں [illegible] سبب [illegible] مگر یہہ ملک [illegible] نظام اور انگریزوں میں [illegible] تقسیم
ہوگیا [illegible] ولزلی [illegible]
[illegible] اور [illegible]
موقع [illegible] ولزلی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہندوستان
[illegible] حیدرآباد [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ولزلی [illegible]

پہالسنی دوخواہ بہت سی شاباش ورتحسین ورآفرین کہو اور بیرلے درجہ کا میرا اعزاز اور اکرام کرو - ہر صورت
مین مجھے خوشی حاصل ہوگی - اسلئے کہ مجھے ہندوستان کی دارائی انگریزی دار بہتر معلوم ہوتی ہے - مگر جب
اس فتح نمایان کی خبر ولایت مین پہونچی تو پارلیمنٹ نے لارڈ **ولزلی** اور تمام سپاہ اور افسرون کے نام بڑی
دہوم دہام کی سپاس نامے بہیجے اور کمپنی نے اونکی شائستہ خدمتون پر بہت تحسین و آفرین کی - اور بادشاہ انگلستان
کی طرف گورنر جنرل مارکوئیس کا خطاب ملا -

(۱۸) جو ملک نئے فتح کئے جاتے ہین اونمین اکثر مدتون تک ہنگامہ فساد برپا رہا کرتا ہے مگر میسور مین کرنیل **ولزلی**
رزیڈنٹ مقرر ہوئے تہے - اونہون نے اپنی عقل دور اندیش اور فہم رسا سے وہ نظم و نسق ملک کیا کہ کسی مفسد کا
چراغ نہ جلنے دیا - مگر ہان **دوندیا واگ** نے دہند مچایا - اوسکا حال یہہ ہے کہ وہ بڑا نامی قزاق تہا - وہ ملک
میسور مین ہمیشہ ترکتاز کیا کرتا تہا سلطان نے اوسکو فریب سے گرفتار کرکے **سرنگاپٹن** کے قیدخانہ مین
زنجیرون مین ہیبتناک رکہا تہا جب انگریزونکی فتح ہوئی تو اور قیدیون کے ساتہہ وہ بہی چہوٹ گیا - وہ قفس سے
چہٹتے ہی بلند پروازیان کرنے لگا سلطان کی سپاہ آوارہ کو جمع کرکے اپنی افسری اور امارت کی عمارت
جمائی - شمال کی طرف دیہات و قصبون کا لوٹنا شروع کیا جب اپنے کامون مین کامیاب ہوا تو لوگون کا اوسکے
گرد ازدحام ہوا - اوسنے ضلع **بیدنور** مع اوسکے قلعون کے قبضہ کر لیا - دو انگریزی پلٹنین اوسکی فتح کو
ہٹانے گئین - اونسے اونہون نے یہہ ضلع چہین لیا اور اوسکو اپنے ملک سے نکال باہر کیا - اوسنے مرہٹون کی سرحد مین
پہونچایا - یہان مرہٹون کے سردارون مین آپسمین نااتفاقی کا بازار گرم ہو رہا تہا اسلئے دوندیا کی اوبن آئی اور اوسکے
ساتہہ بہت سے اور لٹیرے ہوگئے - اس ہترنون کے قافلہ سالار نے اپنا نام شاہ دوجہان رکہ لیا اور بڑے بڑے ارادے کئے یہہ
معلوم ہوتا تہا کہ دکن مین امن امان نہین قائم ہوگا جبتک اوسکا دم باقی رہیگا - کرنیل **ولزلی** بہلا ان قزاقونکی
غارتگری کی کب تاب لا سکتا تہا - اوسنے گورنر جنرل کو لکہا کہ پہلے اس موذی مار آستین کا سر کچلنا چاہئے - وہان سے
اجازت آگئی جو چاہو سو کرو غرض چار مہینے تک تعاقب ورزکرتیل خستہ ستی لگی رہی - اس ضلع سے نکالا وہ اور ضلع مین
چلا گیا - آخر کو گہات لگائی لگا تار ستمبر ۱۸۰۰ء کو اوسکو گہیر لیا - ہندوستانی اور گورونکی چار رجمنٹون نے اوسکو بالکل شکست دی
اور اوسکے پانچ ہزار سوارونکو پریشان و منتشر کر دیا - دوندیا اور بہت سے اوسکے ساتہی لڑائی مین مارے گئے - اور جو باقی رہے

دریا کرشنا کو اترتے وقت کرنل ... ڈوبا لیا اور سب فوج کی کشتی میں بٹھا کر پار اتار دیا غرض انگریز بہادر نے [illegible]
کام شروع کیا تو دنیا کی سلطنت کا سکہ جمایا اور ... دو بھی ... تا شہر دکن میں خون کے ... [illegible]
کھلتے ہیں ... کی قوت عقل سے یہ عقدہ مشکل بھی آسانی سے حل ہو گیا۔

(۱۹) ... جو عہد نظام اور انگریزوں کے درمیان لکھا گیا تھا اور ... [illegible]
سرکاری فوج اور ... ملک کی حفاظت کے لیے مقرر ہوئی تھی مگر ... نظام ... [illegible]
مرہٹوں کی قوم ... [illegible]

[illegible]

تنجور کی ریاست کا جھگڑا

نظام کا نام بھی گمنام ہوجاتا - اور آج جو تاریخین قلیچ خان کی نسل فہرست سلاطین ہند بن رہی ہے نہ رہتی - گو نظام کی سلطنت میں وہ قدرت اور حکومت باقی نہین رہی جو سلطنت مین ہونی چاہیے مگر ہندوستان مین پھر بھی غنیمت ہے - یہہ عہد و پیمان بھی گورنر جنرل کی دانشمندی کی یادگار ہے کہ جسنے اپنی سلطنت کی عظمت بڑہائی اور ایک دوست کی ریاست سب آفتون سے بچائی - اپنے لیے تہوڑے ملک کا نفع حاصل کیا - اور نظام کو بڑی ملک کا نفع پہونچایا -

(۴۰) اب دکن کے چند مقدمات باقی ہین جنکا حال ہم اب لکہتے ہین - تلجاجی راجہ تنجور نے ۱۷۸۷ء مین پرلوک گون کیا - اوسنے مرنے سے پہلے سرفوجی کو اپنا متبنیٰ کیا تہا - گورنمنٹ انگریزی اور اوسکے بہائی امرسنگہ کو ولی اور سرپرست مقرر کیا تہا - اب امرسنگہ نے اس بچے کو ریاست سے محروم کرنا چاہا - گورنمنٹ انگلشیہ نے اسکا انفصال پنڈتون کے حوالہ کیا - ایک لڑکے اور جوان کا مقدمہ پنڈتون کے روبرو پیش ہوا - اونہون نے سوچ بچار کیا کہ لڑکے کے حق مین جو فتویٰ دینگے تو ہم کو کیا ہاتہہ لگیگا - اسلیے جوان کے حق مین گدی پر بیٹھنے کا حکم لگا دیا تہا خوب سوچے ہوئے گرم ہو - اس لیے سرفوجی کی گود لینے پر تین اعتراض دہرم شاستر کے موافق کیے - اول راجہ نے اوسوقت گود لیا ہے کہ اوسکے ہوش و حواس کچہہ باقی نہ تہے - دوم سرفوجی کی عمر دس برس سے کم تہی - سوم خود وہ اکلوتا بیٹا تہا - اسلیے راجہ کا سوتیلا بہائی امرسنگہ کورٹ ڈائرکٹرز کے حکم کے موافق مسند نشین ریاست ہوا - اب سرفوجی کی تعلیم و تربیت سے امرسنگہ نے غفلت کی تو گورنمنٹ نے اوسکو بہمیت مدراس مین بلالیا اور پادری شوارٹز اوسکو تعلیم کرتے تہے اونکی حسن تعلیم سے اس راجہ میں حسن اخلاق اور اطوار نیک نے جلوہ دکہایا - اور اوسنے کبہی ریاست کے دعویٰ سے ہاتہہ نہ اوٹہایا - اور سرفوجی کی نیک کرداری نے بہی جلوہ دکہایا - اور دوسرا امیرسنگہ کی زشت کاری نے رنگ دکہایا - اسلیے یہہ دونو مقدمہ محبوب در ہیہ برا اور وہ بہلا سب کے نزدیک ٹہرا - سرجان شور کے زمانہ مین یہہ مقدمہ پیش ہوا - اونہون نے بنگالہ اور دکن کے پنڈتون سے فتویٰ طلب کیا - پنڈتون نے کہدیا کہ دہرم شاستر کے انوسار کچہہ سرفوجی کے گود لینے مین چوک نہین ہے - پہلے اعتراض کا جواب تو یہہ پنڈتون نے دیا کہ راجہ کا بے حواس ہونا ثابت نہین اور اور اعتراض جو عمر

اور یک لوتی ہنی ہونیکے نسبت تم اوسکو ہنڈوتون نے یون کنیڈٹ کیا کہ دہرم شاستر کے انوسار اوسکا
کرنا پڑا ہے۔ مگر جب کوی لڑکا ہوئے تو لڑکا متبنی ہونیسے خارج نہین ہو سکتا۔ اسپر کورٹ ڈایرکٹرز نے حکم دیا
کہ یہہ ہماری غلطی تہی کہ امیر سنگہ کو ہم نے راج گدی دیدی۔ اب ہم کو اپنی غلطی پر علم ہوا۔ اسلیے
لارڈ ولزلی کو لکھتے ہین کہ سرپوجی مسند پر بیٹھے اور اوس سے جو قول اقرار عہد پیمان اون کے
نزدیک مناسب ہین وہ تہرالین۔ سرکار کمپنی کے قرضدار اگر ہین اور کی ان میں بد نظمی ہے اوسکا
ضرور انتظام کرنا چاہیے۔ گورنر جنرل نے کمشنر مقرر کیے کہ تنجور مین ملک کی آمدنی کا صحیح صحیح
حال دریافت کرین جب وہ ہونیکے رپورٹ بھیجی تو اوسپر لارڈ ولزلی نے تمام ملک کا انتظام
اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ اور راجہ کا ایک لاکہہ پگوڈا سالانہ اور ملک کی جو نقد آمدنی ہو اوسکا
پانچوان حصہ مقرر کردیا۔ غرض اس چہوٹی سی ریاست کا یون خاتمہ ہوا جسکو ڈیڑہ سو برس کا
عرصہ گذرا کہ سیواجی کے باپ سنبہاجی نے قائم کیا تہا۔ مگر اس سے فائدہ انگریزی
گورنمنٹ کو ہی ہوا اور تنجور کے [illegible]
[illegible]
[illegible] ۲۵ اکتوبر [illegible] گورنر جنرل [illegible] دستخط [illegible]

(۲۱) سورت کی ریاست تنجور کے مشابہ تہی۔ سورت اول [illegible]
[illegible] عرب اور ایران [illegible]
[illegible] مسلمان [illegible] کو مکہ شریف جایا [illegible]
جو [illegible] ایران سے [illegible] پارسی
[illegible] محمد شاہ
بادشاہ نے بنایا تہا جب گجرات [illegible]
[illegible] محصول [illegible]
[illegible] ہے۔ یہان ایک [illegible]

[illegible]

پہر سنہ ۱۷۳۲ء مین مرہٹون نے دست درازی اوسپر کی اور بہت سا علاقہ اوسکا لے لیا - جب نواب کی آمدنی کم ہوگئی
تو اوسنی بیڑے کا خرچ کم کردیا - اسپر سیدیون نے بغاوت کی اور زبردستی نواب سے بعض اضلاع کی محاصل مین سے
اور مال تجارت کے زرمحصول سے بیڑے کا خرچ پہیر لیا - سنہ ۱۷۴۶ء مین نواب تیغ بیگ خان مرگئے صفدر خان
نواب سورت ہوئے اور اونکے بیٹے وقار علی قلعہ دار - پہر کسی رشتہ دار نے ریاست کے لئے جہگڑا کیا - وہ داماجی راو
گائکوار کو ملک دیکے خود نواب بنا پہر پیشوا کی چوتہی بہی کرلی - غرض اسطرح ملک کی آمدنی روز بروز گہٹتی گئی
سنہ ۱۷۵۸ء مین سیدیون نے کچہہ انگریزون سے جہگڑا کیا جب اُسکی بازپرس نواب سے کی گئی تو عہدنامہ ۴ مارچ سنہ ۱۷۵۹ء مین
ہوگیا کہ انگریز نواب کا نائب اپنی مرضی سے کسی شخص کو مقرر کیا کرین اور سیدی قلعہ و بیڑا اونکے حوالہ کرین اور انگریز
دو لاکہہ روپیہ سالانہ اُنکی حفاظت اور حراست کا لیا کرین - بادشاہ دہلی نے بہی اس عہدنامہ کی تصدیق کردی اور انگریزونکو
سند دیدی - اب نواب سنہ ۱۷۶۳ء مین مرگیا - بمبئی کی گورنمنٹ کی استعانت سے اوسکا بیٹا مسندنشین ہوا
سنہ ۱۷۶۳ء سے نیابت نواب کا عہدہ موقوف ہوا سنہ ۱۷۹۰ء مین ایک اور نواب مسندنشین ہوا - قلعہ سورت
کی حفاظت کا خرچ ہمیشہ آمدنی سے زیادہ ہوتا تہا - اور نواب سے بہت اس معاملہ مین جہگڑے ہوئے مگر خرچ کا پورا
کسی طور سے نہ ہوا - انگریزونکو کیا ضرور تہا کہ وہ روپیہ کسی اور ملک سے لاتے اور اس ملک کی حفاظت کا
خرچ اوٹہاتے - لورڈ ولزلی کے عہد مین سنہ ۱۷۹۹ء مین نواب سے بڑی مشکل سے زیادہ محصول لینے کی تدبیر ہو رہی تہی
تہے کہ ہنوز ابہی عہدنامہ پر دستخط نہ کئے تہے کہ نواب کا دفتر حیات ہی اُلٹ گیا - ایک ننہا سا لڑکا چہوڑا - وہ بہی چند
ہفتہ مین آغوش لحد مین سویا - بہائی اوسکا مدعی ریاست ہوا - گو بادشاہ دہلی کی طرف سے سورت
کی حکمرانی کا استحقاق نواب اور سرکار کو یکسان تہا - مگر قاعدہ ہے کہ جب دو آدمی ایک شے کا استحقاق مساوی
رکہین تو جو اونمین سے زورآور ہوتا ہے وہ غالب آجاتا ہے اور دوسرا مغلوب - اب سلطنت انگلشیہ کو
وہ سطوت اور صولت حاصل ہوگئی تہی کہ بغیر اوسکی مرضی کے کوئی مسند ریاست کی طرف رخ نہین
کرسکتا تہا وارث ریاست سے کہا گیا کہ مسند پر بیٹہنا جب نصیب ہوگا کہ تمام ملک کا انتظام سرکار کمپنی کو دیدو
- نواب اول تو اس خواست کو منظور کرتے ہوئے گہبرایا اور اوسنے کہا کہ اس سے میری بڑی تذلیل اہل
اسلام مین ہوگی کہ مین نے وہ مقام جو ہندوستانی حاجیونکے واسطے باب مکہ کہلاتا ہے غیر مذہب والون کو دیدیا

مگر آخر کار مرتا کیا نہ کرتا - ان شرائط کو مان لیا کہ نواب تمام حکومت ملکی مالی جنگی سے ہاتہہ دہو بیٹہے اور سارا ملک ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالہ کیا جائے اور ایسٹ انڈیا کمپنی ایک لاکہہ روپیہ سالانہ اور پانچواں حصہ اس توفیر کا جو ملک کی آمدنی سے بعد خرچ کے ہو دیا کرے - غرض اس گمنام نواب کے ساتہہ یہہ معاملہ کرنا بہی ایک عجیب واقعہ تاریخ ہند میں ہے - اس وقت سرکار کمپنی کا اس اصول پر عمل تہا کہ جس کسی بادشاہ کی ریاست و ملکات کا ملکی انتظام نہایت خراب ہو تو وہ رئیس معزول ہونے کا مستحق ہوتا بلکہ اسکی معزولی واجب ہوتی ہے خواہ اوس سے فائدہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو اوس حالت میں ہو کہ اس معزولی کا اختیار اوسکی ہاتہہ میں آیا اور اوس سے فائدہ بنی نوع انسان کو جیسا اول سے معلوم ہوتا ہو - چونکہ سورت میں نواب کا انتظام ایسا خراب و ابتر تہا کہ اوس سے بدتر زیادہ نہیں ہو سکتا تہا - اس سے تمام رعایا کا ناک میں دم تہا اسلئے جب نواب معزول ہوا اور انگریزی گورنمنٹ اسکی جگہہ قائم ہوئی تو انگریزوں کو ملک لینے کی ایسی خوشی نہیں ہوئی جیسے اہل سورت کو اس تغیر حال سے مسرت ہوئی انہوں نے سوچا کہ اب ہم اپنی عادات عبادات قضایا معاملات میں معدلت اور احسان کا نتیجہ دیکہینگے اور شرعی جنگی اوقات سے چہوٹینگے لارڈ ولزلی نے اس انقلاب کا نام اصلاح گورنمنٹ رکہا تہا کہ جو ہندوستانی رئیس اپنی ریاست کا انتظام اچہی طرح نکرسکے اوسکے تمام اختیارات سلب کیے جائیں اور حکومت و ریاست اوس سے لیجائے - اوسکے عامل کو ہاتہہ میں دے دیجائے جس سے حفظ اموال و اوقات و حراست [illegible] اوسکی رعایا کی [illegible] انسانی ہو - غرض یہی سورت کی اصلاح سورت کی بہی ہوگئی -

(۲۲) نواب ارکاٹ کا حال ہم لکہہ چکے ہیں کہ لارڈ ہوبرٹ [illegible] سرجان شور کی [illegible] رائے سے ملک کرناٹک کا انتظام اپنے لیا تہا - [illegible] ڈائرکٹروں نے لارڈ ولزلی کو ولایت سے چلتے وقت اسبات کی تاکید کردی تہی کہ جاتے ہی چند روز مدراس میں ٹہرنا اور نواب ارکاٹ سے چند باتیں [illegible] نامہ [illegible] ترمیم کردے - اوس نے مدراس میں [illegible] بہی نواب سے خط و کتابت [illegible] کیا -

حال سرکار کرناٹک معاملات

مگر یہی مغز نواب کی سمجھ مین کچھ نہ آیا کہ کوئی نیک صلاح کیا صلاح دیتا ہے - **نواب سے**
گرد تو اور ہی لوگ جمع تھے وہ خود غرض تیرہ تدبیر بھلا نواب کو کب شرائط جدید کو ماننے دیتے تھے - انہون نے
گستاخ یہانتک بنا دیا کہ اوسنے کہدیا کہ سرکار کمپنی کو ملک **کرناٹک** کی آمدنی سے سروکار کیا ہے -
اور پہر دماغ کو یہہ چڑہی کہ انگریزوں نے کہا کہ جو ملک فتح کیا ہے اوسمین سے حصہ دلائیے - اسلئے
عہد پیمان کا باب تو بند ہوا - مگر ۱۷۹۲ء کے عہدنامہ کے موافق تعلق پر ایام جنگ مین گورنر جنرل کو اختیار تھا
کہ تمام ملک **کرناٹک** کے انتظام کو اپنے ہاتھہ مین لیلے اور پانچوان حصہ آمدنی کا نواب کو دلائے -
جب سلطان **ٹیپو** سے لڑائی ہوئے کو تھی تو **کورٹ ڈائرکٹر** نے گورنمنٹ انڈیا کو ہدایت کی کہ وہ ملک
کرناٹک اپنا قبضہ و تصرف کرلے - اور جبتک وسکو چہوڑے کہ ہم کوئی اور حکم اوسکی نسبت بہیجین
- مگر لورڈ **ولزلی** نے یہہ مروت اور فتوت اسوقت کی کہ سارا ملک نہین لیا اور نواب سے یہہ درخواست
کی کہ مصارف جنگ کے واسطے تین لاکہہ پگوڈا دیدے نواب نے اقرار اس روپیہ کے دینے کا کرلیا - مگر اوسکا کچھہ
لحاظ اور پاس نہ کیا اور اس عہد کو پورا نہ کیا - اگر بنگال سے خزانہ نہ آجاتا تو اوسکے اس قرار کے بہروسہ
پر آمادگی اسباب جنگ مین بڑا فتور پڑجاتا - اسپر بہی لارڈ **ولزلی** نے یہہ عنایت کی کہ نواب سے یہہ کہا
جسقدر روپیہ کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت کیواسطے دیتا ہے اوتنا ہی آمدنی کا ملک وہ سرکار کمپنی کو دیدے
آئندہ پہر کچھہ او مطالبہ کار اوس سے نکریگی اور سرکار کے عمدہ انتظام سے جو اس ملک کی آمدنی مین
افزائش ہوگی وہ بہی نواب کو دیدی جائیگی - سوا اسکے دو کروڑ روپیہ جو سرکار کے قرض دینے ہین
اونکے لینے مین بہی بہت رعایت کیجائیگی - مگر نواب معلوم نہین کس نشہ مین مست تہا کہ اوسنے اس
عنایت اور رعایت کو نہ سمجھا - اُسنے اس سے بہی انکار کردیا اور گورنر جنرل پر عتاب کیا کہ جب یہہ قسط
بقسط پہونچے جاتا ہے تو آگے سے درخواست کرنے کے کیا معنی ہین - یہہ قسطین سود کی روپیہ ادا کیجاتی
تہین - اور خلاف عہد ملک تنخواہون مین دیا جاتا تہا ۱۷۹۲ء کے عہدنامہ کے موافق نواب **ارکاٹ**
مجاز نہ تہا کہ کسی سلطنت اور ریاست غیر سے کسی قسم کی خط و کتابت کرسکے - جب **ٹیپو** فتح ہوا تو
دفتر سلطانی مین ایسے کاغذ ہاتہ آئے جنسے یہہ ثابت ہوا کہ نواب **محمد علی** اور یہہ نواب بہی دونو

سلطان سے خط و کتابت سلطان کے مصالحت میں اور انگریزوں کی مخالفت میں رکھتے تھے۔ اور اس خط و کتابت
کے لئے کچھ کنایات اور اشارات بھی مقرر کر لیتے تھے ـــ ان باتوں پر کچھ تعجب نہیں ہوتا اسلئے کہ
ہندوستانی ریاستوں کے اصول سیاسی ایسے ہی ہیں وہ ایسے کاموں کو برا ہی نہیں جانتے ہیں۔
۱۱۔ اپریل سنہ ۱۸۰۱ء کو گورنر جنرل نے لارڈ کلائیو گورنر مدراس کو ... سے خاص خطوط اور بعض کاغذات
بھیجے جو سری رنگ پٹن کے محلوں میں ہاتھ آئے تھے۔ اور انکو ہدایت کی کہ فوراً تحقیقات
شروع کریں اور اوسکے ساتھ ایک فہرست جن گواہوں کی تھی کہ اونکی شہادت لیجائے۔ جب بعد تحقیقات
لارڈ ولزلی کو ان کا مذمت ثابت ہو گیا کہ دونوں نواب انگریزوں کے دشمن یا انکے سازش اور
آمیزش رکھتے تھے تو ... کمپنی اپنے عہد کے قیود سے ... اور یہہ نتیجہ حاصل ہوا کہ ملک کرناٹک
کا حال اپنے فوائد اور اغراض کے لئے جو چاہے سو کرے۔ اب لارڈ ولزلی نے ارادہ مصمم کر لیا کہ نواب
بالکل ملک کرناٹک کی ریاست اور حکومت سے محروم کر دے۔ مگر اس وقت کچھ نظام سے ... اسکے خرچ کی
بابت جھگڑا ہو رہا تھا اسلئے کچھ دنوں تک یہہ ارادہ ظاہر نہوا۔ مگر جب یہہ ... مٹ گیا اور اس اثناء میں کورٹ ڈائرکٹرز
کی بھی منظوری نواب کی معطلی کی آگئی تو ارادہ ہوا کہ اس وقت نواب کرناٹک حالت نزع میں پڑا ہوا تھا
اور کچھ دنوں انتظار کیا گیا کیونکہ اوسکو حالت نزع میں تکلیف پہنچانے اور ... عام ... جیسا ہے۔
جب نواب نے ... انتقال کیا تو ... علی حسین ... جانشین
... علیجان محمد نجیب - سالار جنگ - نقی علی اس امر کو نواب کی ...
میں سلطنت کا کام کریں - جب اوس کہا گیا ... نہیں ...
اور وہ ہوں ... نواب ... نقد ... کی ... ملکوت
موقوف ... ہو ... کرناٹک کا ... کے قبضہ میں
چھوڑ دو ـــــ مگر ... کی صلاح سے ... منظور نہیں کی۔ لارڈ کلائیو
سنہ ۱۸۰۱ء میں علی حسین کی ملاقات کو گئے ...
نہیں ... گیا - ... عظیم الدولہ ... محمد علی کا پوتا

التفات کیا۔ وہ باپ کے مرنے کے بعد خانہ نشین تھا۔ کوئی اوسکی بات نہین پوچھتا تھا۔ مسند ریاست پر بٹھایا۔ اور تمام ملک کرناٹک کا انتظام اپنے ہاتھہ مین لے لیا۔ اور یہہ عہد و پیمان ہوا کہ نواب کو پانچوان حصہ آمدنی ملک کا دیا جاویگا۔ نواب کے باقی رشتہ دارون کے لئے وظیفے معقول تجویز کیے جاوینگے۔ اور جو نواب کا قرض ہے وہ سرکار کے ذمہ ہوگا۔ غرض کرناٹک بھی ایک ضلع سرکار کمپنی کی عملداری مین ہوگیا۔ پس اب سرکار کی فرمانروائی دکن مین پوری ہوگئی۔ سلطان میسور سے ملک ہاتھہ لگا۔ نظام سے کچھہ ملک لیا۔ کرناٹک کو شامل کیا۔ تنجور کو ضبط کیا۔ اس سے ایک معقول پریزیڈنسی مدراس بنگئی۔ آبادی دو کروڑ تیس لاکھہ آدمیونکی ہوگئی۔ لارڈ ولزلی نے جو ملک الحاق کیے انکی آبادی ایک کروڑ اسی لاکھہ آدمیونکی تھی۔ اگرچہ یہہ سارے کام لارڈ ولزلی نے گورنمنٹ انگلنڈ کے حکموں کے خلاف کیے تھے۔ مگر اسوقت سب انکو معاف کیا دیتے تھے اور ان کاموں پر تحسین و آفرین کرتے تھے۔

کاغذات جو سلطان ٹیپو کے انگریزونکے ہاتھہ آئے اور اسکی تحقیقات کرنل کلوز اور ویلز صاحب نے کی اور اسکا نتیجہ جو کچھہ ہوا اور بیان ہوا اوسکی نسبت محققین کی مختلف رائین ہین۔ مگر اسپر سب متفق القول ہین کہ یہہ کہنا کہ لارڈ ولزلی نے ان کاغذات کو بنایا اور شہادت دروغ کو پیدا کیا۔ چاند پر خاک ڈالنی ہے۔ ایسے ستودہ صفات اور نیک ذات کی نسبت ایسی بدگمانی ایسا گناہ ہے کہ توبہ سے بھی معاف نہین ہوسکتا۔ شائستگی تہذیب تعلیم فلسفت یورپ مین ایسی پھیل گئی ہے کہ اگر ایسے کاغذات کے جعلی بنانے سے اور ایسی شہادت دروغ کی تصنع سے ایک سلطنت بھی ہاتھہ لگے تو وہ لوگ اسپر تف بھی نکرین۔ مگر اخلاق ملک داری مین ترقی ایسی بیچ بیچ ہوتی ہے کہ ہم یہہ نہین کہہ سکتے کہ اسکے اندر جعلسازی عنقا ہوگئی ہے۔ اور شہادت دروغ توپ کے منہ سے اڑکر بالکل چھپڑے ہوکر اڑ گئی ہے۔ مگر انگلش گورنمنٹ کی نسبت تو یہہ وہم بھی نہین ہوسکتا کہ اسنے اس کام مین جعل کیا ہو اور شہادت بنائی ہو۔ اسکو ضرورت بھی اسکی نہ تھی اسلئے کہ اصلی کاغذات اور شہادت خواہ کیسی ہی ہون اوس سے جو سرکار کا مقصود تھا وہ حاصل تھا۔ اب ان کاغذات کی اصل یہہ ہے کہ مدراس مین ٹیپو سلطان کے دو لڑکے جب اول مین آئے تھے تو انکی ملازمت مین دو وکیل غلام علیخان او علی رضا خان بھی تھے۔ کبھی انکی ملاقاتین نواب سے چھپ چھپا کے ہو جاتی تھین۔ نواب کبھی کبھی ان لڑکوں سے ملتا تھا۔ اور پیار محبت کی باتین اونسے کیا کرتا تھا۔ یہہ وکیل ان باتون کو جو ملاقات مین ہوتی تھین سلطان کو لکھہ بھیجا کرتے تھے۔

یہ خطوط فارسی زبان میں ہوتے تھے جنکے مضمون کا سمجھنا ہوتا تھا - اور کبھی کوئی بات کے سمجھنا بنا دینا کچھ مشکل
نہیں آسان ہے - زبان فارسی میں خط و کتابت کا یہ دستور ہو گیا ہے کہ کاتب بجائے تحسین کلام و عبارت آرائی
پر خیال کرتا ہے - اور ایسے کلمات مستعار اور فقرات طرب انگیز کا ذکر کرتا ہے کہ جنکو پڑھکر مکتوب الیہ خوش ہو جاوے
- واقعات اصلی کے بیان کرنے کا خیال بالکل نہیں ہوتا - پھر بعض نامناسب خفیف سے جملے جن میں کہ انکو نہایت
اور اشارات میں بیاد اکرتے [illegible] تھے - مثلاً لڑکے یا لڑکی کی
شادی ہو [illegible] ایک
[illegible] ایک خط اکمل الاسلام
[illegible] سلطان مرحوم صاحب
ہونے کے [illegible] ٹیپو جیسی [illegible] معاملات
[illegible] لڑکے
[illegible] قسم کی
[illegible] اول
[illegible]
[illegible] والی [illegible]
[illegible] ہندوستانی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کورنوالس صاحب [illegible]
جب [illegible] ٹیپو [illegible] سلطان کے ساتھ [illegible]
اور نواب محمد علیخان [illegible] نواب
[illegible] سلطان [illegible]

۔اب کورٹ ڈائرکٹرز نے یہہ لکہا کہ نواب محمد علی خان نے مجرمانہ خط و کتابت سلطان کے ساتہہ خلاف عہد و پیمان کے کر کے اپنے تمام حقوق کو باطل کر دیا۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو اس جرم کی سزا پاتا۔ اور اسکے بیٹے نے بہی (جو باپ ہی کے عہد و پیمان کے موافق مسند نشین ریاست ہوا تہا) ایسا ہی کیا۔ پس اسلئے ملک کرناٹک ضبط کرنا عین انصاف ہے۔ اب گفتگو یہہ ہے کہ کیا نواب کو استحقاق سلطنت انگریزوں کے کسی عہد نامہ کے سبب سے پیدا ہوا تہا کہ وہ اُسکے ٹوٹ جانے سے سلطنت کا مستحق نہین رہا۔ ابتدا مین تو انگریز اُسکو کرناٹک کی سلطنت کا مستحق سمجہتے تہے اور اسی بنا پر برسون فرانسیسون سے معرکہ آرائی کیا کئے۔ اگر عہد شکنی ہی معزولی بادشاہ اور اُسکی سلطنت کی ضبطی کا سبب ہو سکے تو اور بادشاہونکی تمام سلطنتین ہندوستان کی کمپنی سرکار ضبط کر سکتی ہے۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے پہلے کہا تہا کہ نواب نے جو ملک سرکار کے قرض ادا کرنے کے واسطے تجویز کیا تہا اور اُسکے لئے قول و قسم ہوئی تہی کہ وہ قرض مین بطور تنخواہ نہین دئے جائینگے اُسپر عمل نہین کیا تو اس عہد شکنی پر کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنمنٹ کو اُسوقت نہین لکہا کہ نواب کو معزول کر دو۔ اور ملک کو ضبط کر لو۔ اصول عامہ یہہ نہین ہے کہ جب سلاطین مین عہد و پیمان اور قول و قسم ہون اور اُنمین سے ایک عہد شکنی کرے تو دوسرے سلطان پر یہہ واجب نہین ہوتا کہ عہد شکن بادشاہ کو معزول کرے اور اُسکی سلطنت ضبط کرلے۔ بلکہ اوسکا حال اور تعلق باہم وہ ہو جاتا ہے جو پہلے اونمین ہوتا ہے۔ اگر لڑائی بہی شروع ہو تو بہی کچہہ ضرور نہین ہوتا کہ عہد شکن سلطان معزول ہو اور سلطنت اوسکی ضبط ہو بلکہ لڑائی وہانتک ہوتی ہے کہ دوسرے سلطان کو اپنی سلامتی سلطنت کا کچہہ خوف نہ رہے اور عہد شکنی کی تلافی ہو جائے۔ مگر اب بحث یہہ نہین ہے کہ اس اصول عامہ کا مورد معاملہ کرناٹک تہا یا نہین جو لکہتے ہین نہین۔ وہ یہہ استدلال کرتے ہین کہ نواب محمد علی کوئی آزاد بادشاہ نہ تہا۔ پہلے وہ صوبہ دکن کا ماتحت تہا اب سرکار کمپنی کا تابع تہا۔ اگر سرکار اُسکے سرپر ہاتہہ نہ دہرتی تو وہ ابتک دشمنونکی ٹہوکرونمین پامال ہو گیا ہوتا۔ ملک کرناٹک کی یہہ خوش نصیبی تہی کہ اُسمین وبا بدنظمی کی جسسے سرکار کمپنی کا داہنا ہاتہہ بہی انتظام ملکی مین فالج زدہ ہو رہا تہا اب صحیح اور تندرست ہو گیا۔ اور اوسنے ایک خلق خدا کو ظالم کے ظلمون سے اور جفا کارون کے جورون سے بچایا

۔ اپریل ۱۸۰۰ء مین دونون معزز رئیس علی حسین اور امیر [illegible] نظر بند کیے

(۲۳) زمانشاہ - دہلی کی طرف بڑہتا چلا آتا تہا۔ لارڈ ولزلی نے شاہ ایران کے دربار مین اپنا سفیر مہدیعلی بہیجا کہ وہ بادشاہ کو اسبات پر آمادہ کرے کہ اپنے ملک کے وسط ایشیا مین دریاے سندہ پار اترکے مصالحت کرے نہین اسکے باپ دادا کی پیدا کی ہوی سلطنت زمان شاہ کے حملوں سے خاک مین ملجائیگی۔ مہدی علی ہی سفارت کے کام مین یکتا روزگار تہا۔ اوسنے ایران مین پہنچکر شاہ ایران کی دربار مین اس فصاحت اور بلاغت سے تقریر کی کہ لوگونکی اوسپر سحر کی تاثیر ہو گئی۔ اوسنے کہا کہ گورنر جنرل کو تو ذرا بہی اسکی پروا نہین ہے کہ زمان شاہ آگے بڑہتا آتا ہے بلکہ وہ یہی آرزو رکہتے ہین کہ وہ آگے بڑہتا چلا آئے تو اوسکو ہلاک کیا جائے۔ کیونکہ [illegible] سے وہ اسکو [illegible] سمجہتا ہے [illegible] اہل سنت و جماعت مین وہ شیعونکے دشمنون مین تیز ہین [illegible] کمپنی کی سپاہ خدا کی پناہ کیسے ہوئے بہاگ چلے آتے ہین۔ اسکا علاج کرنا بادشاہ ایران کے اختیار مین ہے۔ زمان شاہ کا رکنا [illegible] بادشاہ [illegible] مہدیعلی کے لکہنے مین [illegible]۔ زمان شاہ کا بہائی محمود شاہ تہا۔ [illegible] اسکے بہائی سے ملک حوالہ کرا دیا جسکے سبب سے زمان شاہ - سندہ کو جلد عبور کرکے اپنے ملک کو چلا گیا۔

لارڈ ولزلی نے بہادری [illegible] کو ایران مین بہیجا [illegible] ایک انگریزی گورنمنٹ کی شان [illegible] زمان شاہ والی افغانستان کی طرف جو ہر سال ہندوستان پر چڑہائی کرنے [illegible] اور ہمیشہ پست کری [illegible] سلسلہ [illegible] اس [illegible] لارڈ [illegible] نے ملکم صاحب کو منتخب کیا [illegible] تہا [illegible] صفات کا پہلے ہی [illegible] ایک نمونہ [illegible] مگر ہم [illegible] جانتے ہین کہ [illegible] بیان کرین۔ صاحب [illegible] سکاٹ لینڈ کے جنوب مغرب [illegible]

ایران مین سفیر [illegible] سلطان [illegible] اور [illegible] کا [illegible] ایران [illegible]

زمیندار جارج مسلم کے گھر مین برمی سنہ ۱۷۶۹ء مین پیدا ہوئے - لڑکپن مین شوخ مزاجی
اونپر ختم تھی - اونکے دو بھائی اور سرکار کمپنی کے ملازم تھے - بارہ ۱۲ برس کی عمر مین ایک شخص کی
سفارش سے کورٹ ڈائرکٹرز کے روبرو نوکری کے لئے پیش کئے گئے - جب اونسے کورٹ نے کہا
یون میان لڑکے اگر حیدر علی سے تمہاری مُٹ بھیڑ آن پڑے تو تم کیا کرو گے - اوسنے اوسکا
جواب بیدھڑک یہہ دیا کہ میان سے کرچ نکالونگا اور اوسکی گردن اڑا دونگا - یہہ جواب سنکر سب
دنگ ہو گئے اور سمجھ گئے کہ وہ بیشک سپاہ مین بھرتی ہونے کے قابل ہے - اُسکو سپاہ مین بھرتی
کرلیا - اور وہ سنہ ۱۷۸۳ء مین ہندوستان مین آگیا - یہان آتی ہی ہندوستان کی ہوا لگی اور
بخشش دولت ہونے لگی - یہانتک قرضداری کی نوبت پہونچی - مگر پھر کچھ سمجھ آگئی - پرانا قرض اتار دیا
نیا قرض نہ لیا - بعد اسکے فضول خرچی اور عیاشی سے ایسی توبہ کی کہ پھر عمر بھر اوسکو نہ توڑا - ہندوستان مین آتے ہی
اوسکو شوق عربی - فارسی پڑھنے کا یہان کے لوگونکی زبان سیکھنے کا اور ہندوستان کے حالات لکھنے کا ہوا
- جو کچھ احوال ملک اور اوضاع اہل ملک اوسکو تحقیق ہوئے وہ ہمیشہ اونکو قلمبند کرتا رہا - نوجوانی مین یہہ رائے
صائب لکھی کہ جن فرنگیونکو اہل ہند سے کسی طرحکا تعلق اور لگاؤ ہے اُنکو ہمیشہ اس قاعدہ کا پابند رہنا چاہئے
کہ اپنی مطلب آری اور کارروائی کی لئے مکر فریب نکرین - اور ٹیڑھی ترچھی چالین نہ چلین - اور سب
چھوٹے بڑے معاملون مین اپنے قول و عہد کا پاس رکھین - اگر اس سیدھی راہ پر چلینگے تو غالب ہونگے
اگر خوشامد یا مکاری ہندو مسلمانون کے ساتھہ ذریعہ ٹھرائینگے تو ہرگز نہ جیتینگے اور ہمیشہ مغلوب رہینگے
- اوسکو بڑا شوق تھا کہ مین اہل قلم مین نوکر ہو جاؤن - اس شوق مین وہ صبر سے حصول مرام کا
انتظار دیکھتا تھا - سنہ ۱۷۹۲ء مین دوسری رنگ پٹن کی لڑائی مین گورنر جنرل نے اوسکو یاد کیا - اور جو فوج
نظام کی سپاہ کی ساتھہ ٹیپو سلطان سے لڑنے گئی تھی اوسمین فارسی ترجمان مقرر کیا - اوسکے سوا
کوئی افسر اس کام کی لائق نہ تھا - جب اوسنے اس ترقی کے زینہ پر پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھا تھا
کہ علالت مزاج نے اوسکو ولایت کا سفر کرایا - وہان اوسکے دوست اور عزیز اس جوان رعنا
کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے - اوسکی پاکیزہ صورت ایک ایک کے جی مین کھبی جاتی تھی خوش بیانی

اور بذلہ سنجی سے لوگوں کے دل خواہ مخواہ اوسکی طرف کہنچے چلے جاتے تہے۔ جب صحت حاصل ہوئی تو دوسرے
سال فوج مدراس کی سپہ سالار کے سکرٹری بنکر ہندوستان میں چلا آیا۔ پہر اوسکی ملاقات لارڈ
ولزلی سے ہوئی اور اوسنے جو انگریزوں اور ہندوستانی ریاستوں کے تعلقات کا حال لکہا
تہا وہ بہی پیشکش کیا اور زبانی بہی تقریر کی تو اوسکی حسن لیاقت پر گورنر جنرل کو بڑا اعتقاد
ہوگیا۔ حیدرآباد کی ریاست میں نائب رزیڈنٹ مقرر کر دیا۔ وہ نظام کی پلٹن کا افسر بہی
تہا۔ پہر جب ٹیپو سلطان سے لڑائی ہوئی تو جس حکمت سے فرانسیسیوں کی سپاہ منتشر کی
اوسکا حال ہم پہلے ہی لکہ چکے ہیں۔ بعد ازاں وہ کلکتہ بلایا گیا۔ [illegible]
وہ آدمی کو نظر ہی میں تول لیتا تہا۔ مسٹر ملکم کی ساری لیاقت اور ہوشیاری [illegible]
اور جان گیا کہ وہ خدمات بزرگ کے لائق ہے۔ [illegible]
ہوئی اور اب اوسکے ستارہ اقبال نے عروج پایا [illegible] سری [illegible]
کے تسخیر کے وقت وہ مدراس کی پلٹن کا ایک [illegible]
واسطے جو کمیشن مقرر ہوا اوسکا سکرٹری مقرر ہوا۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] جان ملکم بمبئی [illegible]
[illegible] شیراز [illegible]
[illegible] طہران [illegible]
[illegible]
[illegible] ملکم [illegible]
[illegible]
[illegible] زمان شاہ والی افغانستان کا
[illegible] ہندوستان [illegible]

ملک پر حملا آور ہو ملزید اوسکے اسباب حرب وضرب میں معاونت کرینگے ۔ بعد اسکے فرانسیسون کی نسبت
یہہ شرط لکہی گئی کہ اگر فرانسیس مملکت ایران مین اپنا قدم جمانا چاہینگے تو اہل فارس اور انگریز
دونو ملکر اونکو نکال دینگے اور شاہ فارس فرانسیسیون یا فرنگستان کے کسی اور قوم کو جو اوس سے اتحاد
رکہتی ہے اپنے علاقہ مین نہ تو کوئی قلعہ بنانے دیگا نہ بڑہنے دیگا ۔ مگر یہہ عہد نامے کچہہ عمل کرنے
کے لئے نہین لکہے گئے یونہین شاعرانہ دل لگی تہی اس سفارت مین جتنا خرچ ہوا اوتنا
اوس سے فائدہ نہ ہوا تجارت فارس تو محض ایک خیالی چیز تہی تجربہ سے ثابت ہوچکا
تہا کہ اوس سے کچہہ فائدہ نہین ہان یہہ فائدہ ضرور ہوا کہ شاہ **فارس** سے میل جول خوب
ہوگیا اور کسی اہل یورپ کے حملہ کا ہندوستان پر شاہ **فارس** کے ملک مین سے
ہوکر جاتا رہا ۔ جس شان سے یہہ سفیر پاکیزہ صورت اور نیک سیرت گیا اوس سے انگریزی
شان وشکوہ کا نقش ضرور ایرانیون پر ہوا ۔ پانچ سو آدمی اوس کے ساتہہ تہے ۔
تحفے تحائف ہندوستان اور انگلستان کے اوسکے ساتہہ بڑی قیمتی اور عمدہ تہے ۔ ایک
سے ایک زیادہ گران مایہ اور افضل تہا ۔ اگرچہ شاہ ایران بہی اون جواہرات
مین مرصع بنے ہوئے بیٹہے تہے جو **نادرشاہ** یہان سے لے گیا تہا ۔ مگر ان
تحائف کا رنگ دیکہہ کر وہ بہی دنگ ہوگیا ۔ اور اس بات کا نقش اوس کے دل پہ
ہوگیا کہ ہندوستان کے یہہ فرمان روا بڑے دولت مند ہین اور اوس کے سفیر
جان ملکم رستم سے کم نہین ۔ اس سفارت کے کام کی بڑی شہرت ہوتی اگر
جان ملکم کسی حکمت سے خرچ سفارت کو وصول کرلاتے ۔

(۲۴) بعد فتح **سری رنگ پٹن** لارڈ **ولزلی** نے **دنداس** صاحب **بورڈ کنٹرول**
کو لکہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین ہندوستان سے سپاہ بہیجون اور آپ ادہر سے سپاہ
بہیجئے تاکہ اہل **فرانس** کو **مصر** سے دونو ملکر نکال دین مگر اس کا جواب سات مہینے
تک کچہہ نہ آیا ۔ اوس وقت ایسا ہی ڈاک کا انتظام تہا ۔ اس سبب سے لارڈ صاحب نے **سیلون**

مین ترنکومالی کے عمدہ بندرگاہ مین گورون کی سپاہ کثیر جمع کی۔ اور یہہ ارادہ کیا
کہ اس سپاہ سے موریشس اور بوربون کو فتح کرلون۔ ان جزیرون کا
قربت کے سبب ہندوستان سے فتح کرلینا آسان ہے۔ اور اون سے انگریزی تجارت
کو بہت نقصان مشرقی ملکون مین پہونچا ہے۔ جب سے لڑائی شروع ہوئی فقط تاجران
کلکتہ کا دو کروڑ روپیہ کا نقصان اوسکے سبب سے ہوچکا ہے۔ اور وہ ایسی خوفناک
ہوگئی ہے کہ مال کے بیمہ کا بہاؤ ایسا چڑھ گیا ہے کہ تجارت کا باب ہی مسدود ہوگیا ہے
ہندوستانی بیڑا جو میر بحر رینیر کے ماتحت تہا وہ اس قابل نہین ہے کہ خلیج
بنگال محافظت کرسکے۔ پانچ سو جہاز سوداگرون کے لٹ چکے ہین ہگلی کے
دہانہ پر ۷ اکتوبر سنہ ۱۸۰۰ء کو کمپنی کا ایک جہاز جسپر تہا ... توپین تہین فرانسیسون کے
ایک جنگی جہاز نے دفعتہً پکڑ لیا۔ ۵۵ آدمی مارے گئے ... ولزلی کی غیرت کا
کیا مقتضا تہا کہ وہ اپنی دار السلطنت کے سامنے یہہ آفت دیکہتے اور اوسکے تدارک کے
درپے نہ ہوتے۔ اسلیے انہون نے یہہ ارادہ کیا کہ ترنکومالی کے بیڑے کو جزائر
مذکور پر بہیجے۔ اور قزاقون کے گہر کو آگ لگادے۔ مگر میر بحر رینیر نے اس عزم کو
کو پست کردیا۔ اور کہا کہ جب تک خاص بادشاہ انگلستان کا حکم نہین آئے گا
مین اس مہم پر نہ جاؤن گا۔ ہمیشہ بادشاہی ملازمون کی عادت رہی کہ وہ سرکار
کمپنی کے حکمون کی تعمیل کرانے ... جب نہین جانتے تہے اور اون کو ذلیل اور
حقیر جانتے تہے۔ جو عذر میر بحر نے کیا وہ بے بنیاد تہا کہ سلطنت انگلشیہ کا
عام اصول یہہ ہے کہ جب لڑائی ہو تو تمام افسران سرکاری کو حکم تاکیدی ہے
کہ وہ اپنی تمام قوت بازو اور نیروئے عقل کو یک دل اور متفق ہو کر دشمن کے
مغلوب کرنے مین کام مین لاوین۔
در حقیقت جان و دل سے کوشش کرین کہ ملک کی عزت ... بہت نادری حاصل ہون

اس حکم کی ہان تو اور بہی زیادہ تعمیل چاہئے تہی جہان انگلستان سے زیادہ بعد تہا۔ غرض اسوقت میر بحر رینیر نے سرکار کے گورنر کے حکم کو ذلیل سمجہہ کر اپنے منصب کے فرض وقت کو ادا نہ کیا اور اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جزائر مذکور پر مہم کا عزم لارڈ ولزلی نے اس سبب سے ملتوی کر دیا کہ بغیر جہازون اور بیڑے کے کچہہ ہو نہین سکتا تہا۔ وہ آٹہہ برس تک اونہی اہل فرانس کے قبضہ مین رہی۔ اور تجارت کی حارج رہی اور دو کروڑ روپیہ کا اور نقصان ہوا۔ فقط میر بحر کی نا معاملہ فہمی و نادانی نے یہہ نتائج بد دکہائے تاکہ پہر ایسی حماقت سے یہہ نقصان اور زیان نہ پہنچے۔ پارلیمنٹ نے ایکٹ جاری کر دیا کہ بادشاہی جہازون کے کارخانے تمام ساری فوج سمیت ماتحت گورنر جنرل ہند کے شرق مین رہے۔

(۲۵) اب آخر کار لارڈ ولزلی کے پاس ولایت سے مراسلہ آیا کہ سر ریلف ایبر کرومبی پندرہ ہزار سپاہ لیکر ترکون کی سپاہ کے ساتہہ مصر کو فرانسیسون کے نکالنے کے لئے گیا ہے۔ مناسب ہے کہ تم ہندوستانی لشکر سے اوسکی کمک کرو۔ پس جو بیڑا ترنکومالی مین تہا اوسکو بحر قلزم کی طرف سفر کا حکم ہوا۔ اور اوسکے ساتہہ بمبئی کی سپاہ مین سے ایک لشکر چار ہزار گورون کا اور پانچ ہزار ہندوستانیون کا جسنے خود جانا قبول کیا روانہ کیا۔ جنرل بیرڈ اوسکی سپہ سالار ہوئے۔ گورنر جنرل نے ارشاد کیا کہ جنرل صاحب کی ذہانت اور شجاعت کے واسطے کوئی اس سے زیادہ بڑہ کر دوسرا سری رنگ پٹن مین نہین پیش کر سکتا بحر قلزم پر کوسیر پر لشکر پہونچا۔ اور صحراء نیل مین ایک سو بیس میل سپاہ راہ بیراہ مین چلا۔ اور ۲۷ اگست سنہ ۱۸۰۱ کو بحیرہ روم کے کنارہ پر پہنچا۔ مگر فقط اوسکی دہوم دہام نے اور انگلستان سے جو افسر آیا تہا اوسکی چابکدستی اور قوت بازو نے اہل فرانس کو مجبور کیا کہ اونہون نے اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کر دیا ہندوستان سے یون تو بہت واقعات ہین کہ جنمین تفریح افسانہ موجود ہے۔ مگر یہہ اونمین بہی عجیب و غریب ہے کہ گنگا کے کنارہ سے دریاے نیل کے کنارہ پر سپاہ فرعون کے ملک مین قیصر کے قدم بقدم ایک انگریزی افسر کے ماتحت جائے۔ اٹلی کے پرانے آزمودہ کار سپاہیون سے جو فرعون بن رہے ہون لڑنے جائے جب فرانس کی سپاہ نے مصر مین اپنے تئین حوالہ کر دیا ہے تو ایک مہینہ کے اندر لارڈ کورنوالس سابق گورنر جنرل ہند اور فرانس کے درمیان امینس مین مقدمات صلح طے ہو گئے تہے کورٹ ڈائرکٹرز نے

فورًا لارڈ ولزلی نے اس حکم بھیجا کہ دہ سپاہ کو خرچ میں تخفیف کریں۔ مگر اس دانشمند دوراندیش نے اس حکم کی تعمیل میں تاخیر کی۔ ابھی امینس کے عہدنامہ کی تکمیل ہوئی تھی کہ جہاز کا بیڑا پونڈیچری میں بوناپارٹ نے بھیجا۔ اور میں چھ جنگی جہاز تھے اور چودہ سو فرانسیسی سپاہ تھی اور اوسکی برابر پیچھے سے دوسرا بیڑا آتا تھا۔ لارڈ ولزلی نے تین برس کے عرصہ میں اپنی حکمتوں اور جانفشانیوں سے فرانسیسوں کو دکن میں سے خدا خدا کرکے نکالا تھا۔ اب پہر اس بلا کا آجانا اوسکو خالی از خطرہ نہ معلوم ہوا — اوسنے مناسب نہ جانا کہ ساحل کورومنڈل پہر اونکے قدم آنے آباد اور قائم ہو جائیں جس سے پہر ہندوستانی سرکاروں سے جو عہد و پیمان قائم ہوئے ہیں وہ بالکل شکستہ ہو جائیں اور پہرنئے سر سے فساد و عناد کی تخم ریزی ہو جسکو بیان کی زمین کی قابلیت اور انقلابوں کی ہوا شاید اور دہ جستان تیار کرکے پہلے کاٹنے کے واسطے آئی اور بسہولی ہی نہ ملیں۔ اور انگلیس کو کاٹنے کے واسطے جیران ہو پڑے تہے کہ اسی بیچ میں اونکو پہنچے دیجیے اسلئے لارڈ ولزلی نے مدراس کے گورنر لارڈ کلائیو کو بہیجا کہ امیرالبحر فرانس کو اطلاع دیدے کہ وہ اپنے بیڑا کو بحال کرنے میں جب تک ولایت انگلستان سے جواب آئے توقف کریں۔ جب امور شیپس کو پتا لگا۔ جو ان لوگوں میں انگریزوں اور فرانسیسوں کی لڑائی ٹہن گئی۔ اسوقت کی عاقبت بینی لارڈ ولزلی سے یہ امر تھی کہ ہندوستان اوسسے کوئی آفت نہ آئی اگر بوناپارٹ کی تدبیر پونڈیچری میں قائم ہونے پاتی تو پہر دیکھیے کہ ہندوستان میں کیا تلوار چلتی۔ ہائے بیہودہ بودے تخیل الفت فقط

معاملات اودہ ۱۷۹۹ تک

فصل پنجم

معاملات ملک اودہ

(۱) جسوقت لارڈ ولزلی کو دکن کی مہمات سے فراغت ہوئی تو اونہوں نے اودہ کے معاملات کی طرف توجہ فرمائی۔ اودہ کو ملک اودہ میں ایک حصہ سلطنت تحت سلطنت پر چہٹ لیا تہا ملک اوسکے وہ خرابیاں اور دشواریاں کہ اس ملک میں پیش نہیں آئی تہیں غرضیکہ پانچ تفصیل

مالگزاری ہین وہ ظلم و ستم ہوتا تہا کہ خدا کی پناہ مگر پہر بہی سرکار کمپنی کے زر موعود کا پورا نہ پڑتا تہا ہمیشہ باقیات رہتی تہین۔ عدالت اور انصاف کو چراغ لیکر سارے ملک مین ڈہونڈہئے تو کہین اوسکا سراغ نہ پایئے۔ فوج کو دیکہئے تو بہو کی ننگی خوگیر کی بہرتی۔ غریبون کو ستانا اپنی ہی آقا کو دہمکانا میدان جنگ مین کبہی نہ جانے۔ اور جو جائی تو نامرد ہاتہی بنجائے۔ دشمن سامنے آئے تو اوسکو موت نظر آئی۔ جب ہندوستانی سرکارونکا ادبار آتا ہے تو یہہ برائیان اونمین ہوا کرتی ہین مگر اودہ مین ایک اور طرہ اوسپر یہہ چڑہا کہ بعض فرنگیون نے یہان اپنا جدا ہی فرنگی محل ملک کے اوجاڑنیکے لئے آباد کیا۔ یہہ سارے فرنگی بندہ زر اپنے قوم مین بدنام برادری سے باہر تہے۔ بگڑی ہوئی ہندوستانی ریاستین اونکے لئے کان زر تہین۔ لباس و صورت فرنگستانی کے سبب سے اونکے پو بارہ ہوتے تہے اور سب انکے آگے مات ہوتے تہے۔ پہر ایسی ہندوستانی سرکارون مین ملک اودہ سے زیادہ تو کہین اپنی جوہر لیاقت دکہانیکا موقع اور نہ تہا۔ اونکی بدگہری کے خریدار تو یہین کچہ جوہری تہے۔ ہندوستانیون کی زینت کاری کے چہرہ پر جب فرنگستانی غازہ ملا گیا تو کچہہ اوسکا اور ہی روپ ہو گیا۔ الماس علی خان نے اپنی الماس کاری سے اور بہی اوسکو رونق دیدی۔ اوسکو بڑا اقتدار اور اختیار حاصل تہا۔ بندہ سے خداوند ہو گیا تہا۔ اوسکا لوہا سب مانتی تہے۔ وہ سب کے لئے کسوٹی الماس تہا۔ غرض یہہ سب معاملات ایسے پیش آئی کہ لارڈ ولزلی پر واجب و فرض ہوا کہ وہ اپنی توجہ عالی کو اسطرف مشغول کرین۔ چہہ مہینہ کے بعد کلکتہ مین آئے سے اونہون نے رزیڈنٹ لکہنؤ کو لکہا کہ مہمات دکن کے سبب سے مجہکو لکہنؤ مین آنے کی فرصت نہین ملی اور نہ مجہے ایسی فراغت نصیب ہوئی کہ مین اپنے دل و جان سے بالکل توجہ نواب اودہ کی اصلاح معاملات پر کرتا۔ اب مین تمکو دو تین باتین لکہتا ہون جب تمکو موقع ملے اونکی اصلاح اور انتظام کی طرف کمال جد و جہد کرو۔ جب کبہی الماس علیخان مرے تو تم اسمین کوشش کرنا کہ سرجان شور کے عہدنامہ مین جو زر موعود ٹہرا ہے اوسکی اصلاح ہو اور الماس علی خان کو جو اختیارات دو آبہ مین حاصل تہے وہ سرکار کمپنی کو حاصل ہو جائین اور اوسکے عوض مین زر موعود مین تخفیف کیجائے۔ اوسکے مرنے کے وقت تو تم یہہ سمجہنا چاہئے کہ اگر کوئی دوسرا

اوسکا نام مقام شرل اوسکے حسب لیاقت اور عالی حوصلہ اور صاحب تدبیر مقرر کیا جائیگا تو ملک کے
اندر فساد برپا ہونیکا اندیشہ ہے اور اگر کوئی نالائق مقرر ہوگا یا ملک مختلف [illegible] ان کو تقسیم
کر دیا جائیگا تو سرحد اودھ اپنی ضعیف ہو جائیگی کہ ہر وقت مرہٹوں کے لشکر یا کسی اور حملہ آور سپاہ
کے مقابلہ کی قوت نہ رہیگی۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ [illegible] کمپنی خود اپنے قبضہ
میں کر لے۔ سپاہ کی برائیاں تم خود ہی جانتے ہو [illegible] کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے میرا
ارادہ ہے کہ جب کبھی قابو ہو تو میں نواب کو سمجھا دوں کہ وہ اپنی سپاہ بالکل موقوف کر دیں فقط
اتنی سپاہ رہنے دیں جتنی [illegible] کے لئے کافی ہو [illegible] عالی [illegible] شریف منتخب
طور کر کے نوکر رکھے [illegible] اپنے [illegible] ہو [illegible] میں [illegible]
سپاہ [illegible] [illegible] [illegible] ہیں [illegible] ہے یہاں
سپاہی تو وہ نامرد ہیں [illegible] ملک میں [illegible] میں رہتے [illegible] نواب کو [illegible]
میں وہ سب [illegible] ہیں اور [illegible] کمپنی کے [illegible] ہیں [illegible] ہیں
اور [illegible] وقت [illegible] کر دو سوار [illegible] نواب کی ریاست میں بسر
کرتے ہیں اور [illegible] خرابیاں پیدا کرتے ہیں [illegible] خارج کرنے
کی ہی تدبیر [illegible] سے معاملات اودھ میں [illegible]
بسم اللہ [illegible] ہی ہے

(۲) ابھی ان [illegible] نہیں ہوا تھا [illegible] سر جان شور نے
وزیر علی نواب معزول [illegible] تجویز کیا تھا
کو سر جان شور کی [illegible] معلوم [illegible] نواب [illegible] خلاف
جہاں جہاں [illegible] معزولی کی خبر پہنچی وہاں کی رعایا اور [illegible] ہوا اور بعض نے
خطوط [illegible] لکھے اور بعض [illegible] بہت [illegible] افلاطون سمجھتے تھے اوسکے مشیر
[illegible] دونوں [illegible] سمجھ [illegible] شروع کیا کہ حضور [illegible]

وزیر علی کا [illegible]

سردار اور امیر نزدیک و دور ہیں آپ کی معزولی پر رات دن روتے ہیں۔ بہت سے زمیندار ایسے تھے
کہ وہ وزیر علی کے زر و جواہر کی تاک میں کمین لگائے ہوئے تھے وہ اونکے نوکر ہو گئے بعض شخص
جو سعادت علیخان کے خراج کی زیادہ ستانی سے عاجز تھے وہ بھی اوس پاس آ گئے۔ بالا بالا ایک وکیل
کو نوکر رکھکر زمان شاہ والی کابل پاس بھیجا معلوم نہیں اون دو چار مفلوک معلون نے جنہوں نے
مزے سے جوانی اور عیش پرستی کے لئے روپیہ پر ہاتھ مارے رہتے تھے کیا اوسنے لکھوا کر بھجوایا غرض اون قرائن
سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اوسکا ارادہ تھا کہ جب سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے
جائے تو وہ یہاں ہنگامہ فتنہ پردازی برپا کرے۔ بدمعاش صاحبوں نے اوسکو یہہ سمجھایا کہ آپ ایسے
شاہزادے ہیں کہ جسکو چاہیے مار ڈالیں کوئی آپ سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ اور آپ پر کوئی ہاتھ نہیں
ڈال سکتا۔ اس سبب سے کئی دفعہ شہر میں اوسنے شورش برپا کی۔ غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان
نے درخواست کی کہ وہ بنارس سے کہیں اور بھیجا جائے۔ گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت
سمجھا اور چیری صاحب ریذیڈنٹ بنارس کو لکھا کہ وہ وزیر علی کو سمجھا دے کہ وہ کلکتہ کے قرب و جوار
میں سکونت اختیار کریں۔ اوسکا اعزاز و اکرام بدستور باقی رہیگا۔ سوا تغیر مسکن کے کوئی اور تبدیل
اوسکی حالت میں نہوگا۔ صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اونہوں نے یہہ حکم گورنر جنرل کا
اوسکو سنا دیا جسکے سبب سے وہ صاحب موصوف کا دل سے دشمن ہو گیا۔ وزیر علی کو یہہ حکم ناگوار ہوا مصاحبوں
نے سمجھایا کہ آپ کلکتہ تشریف لیجانے نہیں گئے کہ قبر میں گئے حکم کی منسوخی کے واسطے دستی بہت ہاتھ پیر پٹکے مگر
جب کچھ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو وہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ء کو صبح ریذیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر بنارس کے
سے تین ... پہنچ گیا۔ دوستانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی چاہ پی گئی۔ پھر اوسنے اس حکم کی شکایت کا
دفتر کو ... بیان کرتا جاتا تھا ... مزاج اوسکا بگڑتا جاتا تھا۔ اور غصہ پر غصہ چلا آتا تھا جب وہ بہت گرم
اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس ملک الموت سے فرمایا آپ مجھپر کیوں عتاب فرماتے
ہیں یہہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجھے اوسکی تعمیل واجب ہے یہہ سنکر ظالم اوٹھ لپکا اور ایک تلوار لگائی
یہہ دیکھتے ہی اور نوکر جو اس اشارہ پر لگے ہوئے تھے تلواریں لیکر اوس مظلوم پر گر پڑے اور ان قسائیوں نے

اوسکا قبضہ کر لیا۔ کپتان کالونی صاحب اور گریہم صاحب جو بنگلے میں تھے اونکا حال بھی یہی کیا
اور دو چار اور انگریزوں کو اونکی کوٹھیوں پر جا کر مارا جب ڈیوس صاحب جج کی کوٹھی پر پہونچے
تو یہ کوٹھی دو منزلی تھی۔ صاحب کوٹھی کی چھت پر چڑھ گئے اور زینہ کا دروازہ بند کر دیا اور برچھا ہاتھ میں
لے لیا کئی دفعہ بدمعاشوں نے حملہ کیا مگر انھوں نے اپنا کام کیا اور کئی شورشوں کو ناکام کیا۔ اسلئے سرکش
کوٹھی کو لوٹ لاٹ چلتے ہوئے۔ اس مقابلہ میں اتنا عرصہ لگ گیا کہ اسی تمام انگریزوں کو خبر ہو گئی
ترک سوار اور توپیں آگئیں۔ بدمعاشوں کو پراگندہ کر دیا۔ وزیر علی [illegible] باغیوں سمیت راجہ
بہوٹول کے ہاں پناہ لی یہ راجہ نیپال کی راجہ کا [illegible] اور اسکی [illegible]
راجہ نیپال سے کی اور وزیر علی کو اسکی خبر لگی [illegible]
سامان پاس سامان بہت سا جمع ہو گیا تھا اور گورکھپور میں [illegible] خفیف سا
مقابلہ ہوا اور اوس میں ادنی سا نقصان ہوا۔ اب اسکی [illegible] شروع ہوئی
اگر نواب سعادت علی خان کی سپاہ [illegible]
میں پہونچا کپتان کولنس [illegible] راجہ جے پور [illegible] وزیر علی کو
ہمارے حوالہ کر دو [illegible]
وہ قاتل ہے [illegible]
[illegible]
اسلئے اوسکو [illegible]
وزیر علی سے [illegible] کہ اوسکی جان نہ ماری جائے
اور اسکے پاؤں میں بیڑیاں [illegible] اسکی جان بچا دی
کلکتہ کے قلعہ میں ایک تنگ کوٹھری میں قید [illegible] بنارس میں پھانسی
بعض قید ہو کر جلا وطن ہوئے۔

(۳۳) اب ہم لارڈ ولزلی کے ریزیڈنٹ ہو کر اودھ [illegible] کی تفصیل کرو [illegible]

[illegible]

نواب کو اوسسے اطلاع دو- اور سمجہا دو کہ زمان شاہ دریاے سندہ سے پار آگیا ہی وہ ضرور اودہ پر حملہ کریگا
پہلے اودہ کی بغل مین بیٹہے ہین ضرور اپنے ہم قومونکی ساتہہ شریک ہونگے اب امن کے زمانہ مین ایسی تدبیر کرلو
کہ جسمے یہہ خوف جاتا رہی سپاہ کے کارخانون کی خرابیان کا نواب خود مقر تہا- یہہ سپاہ نکمی ہی نہ تہی بلکہ
اندیشناک بہی تہی جسوقت انگریزی سپاہ کو سرحد پر ایک ہیبت ناک کام کرنیکے لیئے جانیکی ضرورت
ہوئی تو اسکی حاجت پڑی کہ ایک حصہ اوسکا نواب کی جان کی حفاظت کے واسطے لکھنؤ مین
بہی چہوڑا جائے کہ وہ اوسکی خود سپاہ کی شورش کو نہ ہونے دے- لیکن ان واقعات سے صاف یہہ نتیجہ
نکلتا تہا کہ نواب کے ملک کی حفاظت باہر کے حملونسے اور ملک کا اندرونی امن امان یون ہی حاصل
ہو سکتا ہے کہ یہہ بیکار سپاہ کم کردی جائے جسکی تنخواہ نواب کے خزانہ سے ملے- اس معاملہ کی خط وکتابت
مین کچہہ التوا اس سبب سے ہوا کہ لمسڈن صاحب ریزیڈنٹ نے استعفا دیدیا تہا اور کرنل سکوٹ
صاحب انکی جگہ مقرر ہوکر آئے تہے- اور وہ ایک چٹہی کونسل کے وائس پریزیڈنٹ سر الورڈ
کلارک صاحب کی نواب کے نام لیگئے تہے جسمین اصلاح سپاہ کی طرف متوجہ ہونیکی ضرورت کی وجوہات
لکہی ہوئی تہین- اتفاق سے اس چٹہی کی پیش کرنیکا یہہ موقع خوب ملا کہ نواب نے ریزیڈنٹ سے
بعض اپنی سپاہ کے پلٹنون کی بغاوت کی شکایت کی تہی- اوسکو نواب نے پڑہا اور جو کچہہ اصلاح سپاہ
کے باب مین لکہا تہا اوسکو پسند کیا- پہر ریزیڈنٹ نے عرض کیا کہ حضور اس معاملہ کو بہت جلد
طے فرمائین- اور سپاہ کی قسم اور تعداد اور خرچ جو حضور کو منظور ہوا اوس کا پورا پورا حال لکہکر
مرحمت فرمائین- مگر بیس روز کا عرصہ گذر گیا کہ نواب نے کچہہ خبر نہ لی- ریزیڈنٹ کا جب تقاضا ہوا
تو اس معاملہ پر مباحثہ کرنیکے لیئے ایک دن تجویز ہوا- مشرقی ادب کا قاعدہ ہے کہ جب بڑا کوئی بات کہتے
ہین تو چہوٹے صاف انکار اوسکے قبول کرنیمین نہین کرتے ہین- نواب نے بہی اپنے مطلب کو
لباس نیازمندی مین یون ادا کیا کہ جو تدبیر میرے سامنے پیش کی گئی ہے اوسکی تعمیل ممکن تو ہے
مگر مجہے یقین ہے کہ اوسکی تکمیل میری مرضی کے موافق ہوگی- سوا اوسکے اونسے یہہ بہی کہا کہ میرا
ارادہ ہے کہ ایک بات کی درخواست کرون جسمین میرا بہی آرام ہے- میری رعایا کی بہی آسائش ہے

میری سلطنت کی بھی بہبودی اور فلاح ہے مگر مین اوس بات کا اتا پتا بھی نہین بتلاونگا جب تک گورنر جنرل
سے میری ملاقات (جسکی توقع جلدی ہے) لکھنو مین ہوگی یا تو اس امر خاص کو اونکے سامنے کہونگا۔ یا
اوس وقت کہ کوئی رزیڈنٹ کے نام اوس تجویز مخصوصہ کی تعمیل کا حکم آئیگا غرض یہ ایک پہیلی سی کہدی
جسکو کوئی بوجھ نہین سکتا تہا۔ ہرچند رزیڈنٹ نے اوسکا حال دریافت کیا مگر کچھہ نہ بتلایا اور ایک
دوسرا روز اوس ملاقات کے واسطے ٹھہرایا۔ اور کہا کہ مین ایک یادداشت لکھکر پیش کرونگا۔ مگر جب ملاقات
ہوئی تو وہی باتین تہین جو اول روز ہوئی تہین۔ اب رزیڈنٹ نے بدلائل نواب کے سامنے اس امر کو
بیان کیا کہ جو منصوبہ مخفی آپ کے دل مین ہے اگر تدبیر اصلاح سپاہ موقوف کی جائیگی تو بہت عرصہ درمیان مین
لگے گا۔ اوس منصوبہ کا لکھنا دو باتون پر موقوف ہے یا تو گورنر جنرل سے ملاقات ہو سو وہ ابھی ہوگی
نہین۔ یا گورنر جنرل اوس آپکے منصوبے کی تعمیل کے لئے کوئی اپنا نائب مقرر کرے یا رزیڈنٹ سے
کہے تو جب تک منصوبہ کا معما کھلے گا نہین کیسے گورنر جنرل اوسکی تعمیل کے لئے کسی کو اپنی طرف سے
مقرر کریگا۔ اسکے جواب مین نواب چپ تہا۔ یہہ ملاقات بھی یونہین ختم ہوئی کوئی اوسکا ثمرہ
نہ حاصل ہوا۔ اب نواب کے منصوبے کی پہیلی بوجھنے مین لوگون نے قیاسات اپنے لگائے رزیڈنٹ کا
قیاس دوڑا کہ شاید نواب اپنے تمام عہدہ دارون کو موقوف کرنا اور ان عہدہ دارون ہی کو ہٹانا چاہتا ہے
اکثر وزرا سرکار کی منظوری اور مشورے سے مقرر ہوتے وہ نواب کو خاطر مین نہ لاتے اور اوسکا کہنا
نہ مانتے۔ رزیڈنٹ جو چاہتے کہ کرانا تہا آج یہہ سبب بدنظمی کے سابق حساب پر بہت اضافہ ہوگیا
تہا۔ جب رزیڈنٹ کی اس صورت حال کی چٹھی ابتدائی گورنر جنرل نے لکھ بھیجا کہ حسین رضا
خان وزیر جسے نواب ناراض ہوکے موقوف کردیا اور کوئی وجہ الزام کی نہ تھی جو سرکار کمپنی کی
تدبیر اصلاح سپاہ کا بھی مدد و معاون ہو مقرر کیا جاوے۔ رزیڈنٹ نے یہہ بھی لکھا کہ تحصیل مال گزاری
مین جو رواج پہلے جور و ستم ہوتے تھے اوسمین کچھ کمی نہین ہوئی ہے۔ بلکہ پہلے عہدہ دار و چند زمیندار
نواب کے درمیان اور واسطہ تعین کرکے کہا جاتے تھے اور کچھ نواب کے خزانہ مین اونکو کچھ
اور انکے لئے داخل کردیتے تھے۔ اب اس نواب کے عہدہ مین یہ فرق ہوگیا ہے اسا ظلم کا ارادہ

نواب کی جیب خاص مین داخل ہونے لگا تہا - اور کفایت اندیشی اور جزرسی سے خزانہ خانگی مین تہیلیونکا ڈہیر لگنے لگا ہے - غرض تباہی ملک کی جو اون نوابونکی اسرافی اور کاہلی و عیاشی و اوباشی سے شروع ہوئی وہ اس نواب کی کفایت شعاری اور جزرسی سے اور بر سر ترقی ہوئی ہے -

سرکار کمپنی نے بعض ہندوستانی سرکارون سے یہہ عہد و پیمان کرلیا تہا کہ اونکے ملک کی محافظت سرکار کی سپاہ کریگی اور اس خدمت کے عوض مین وہ رئیس زر مقررہ سالانہ دینگے - اور وعدہ کرلیا تہا کہ اندرونی انتظام ملکی مین وہ دست انداز نہ ہوگی - اب یہہ معاملہ نازک ایسا آکر پڑا کہ سرکار کسی عنوان الزام سے نہ بچ سکتی تہی - اگر سرکار انتظام ملکی بالکل اختیار مین اون ریاستون کے رئیسون کو سپرد کرتی تو اوسکو یہہ معنی ہین کہ رعایا کا حال جو جی مین آسے کرو تو سرکار پر یہہ الزام لگایا گیا کہ دیکہو بہیڑون پر بہیڑیے چہوڑ دئے ہین - بیگناہونکو ظالمون کے پنجے مین پہنسا دیا جن برائیون کا روکنا اوسکا کام تہا اوسمین اور تائید کی ہے - اور جب سرکار نے احتیاط اور اعتدال کے ساتہہ انتظام ملکی مین مداخلت کی اور اوسکو خود لیلیا تو یہہ کہا کہ دیکہو عہد شکنی کی - اون شخصون کے حق تلف کرکے خود غصب کرلئے - مگر مدبران و منتظمان ملکی جو اپنی دیانت امانت خلوص صداقت پر اعتماد رکہتے ہین وہ ایسے بیجا الزامون سے نہین ڈرتے ہین ایسا فہم اپنی راہ کو کتون کی بہون بہون سے نہین چہوڑتے ہین وہ اپنے ایمان سے کام کرتے ہین - اور اوسمین ذرا بہی لغزش و لرزش اس دہیان سے نہین آتی کہ آیا کسی کام کے کرنیسے لوگ ہمکو برا کہینگے یا بہلا کہینگے جن مدبران ملکی کو یہہ خیال ہوتا ہے کہ ایسا کام کیجیے کہ جس سے سب ہمکو اچہا کہین وہ ایمان سے ایسی ریاستون کے معاملات کا تصفیہ نہین کرسکتے ہین - لارڈ ولزلی اس قسم کا مدبر نہ تہا کہ وہ اوپر کی بات کا خیال کرتا اور جیسی چالین دیکہین اونکے مناسب کام امانت دیانت خلوص صداقت سے کئے - نیکنامی اور بدنامی کا کچہہ خیال نہین کیا - اصلاح سپاہ کو وہ اپنے سچے دل سے نیک جانتا تہا اوسکے باب مین یہہ نواب کو اوس نے خط لکہا

(۴) اب نواب اور اوسکی سپاہ کے بعض پلٹنون کے درمیان ایک معاملہ ایسا آکر پڑا کہ جس سے صاف یہہ بات کہل گئی کہ نواب اور سپاہ کے درمیان کس قسم کا رشتہ و علاقہ ہے اور باہم ایک دوسرے پر کتنا بہروسا اور اعتبار ہے ایک پلٹن لکہنؤ مین تہی اوسکو کسی مقام پر بضرورت جانیکا حکم ہوا - اوسنے کہا کہ اگر ہماری

[illegible]

چڑھی ہوئی تنخواہ کا ایک حصہ ادا کردو تو ہم وہاں جا بیٹھنے نہیں نہیں جائینگے ... اس ملک کا پرانا دستور چلا آتا
ہے کہ بادشاہ سپاہ کی تنخواہ بہت دنوں کی چڑھا رکھتا ہے کہ جس کے سبب سپاہی ہمیشہ مفلس رہیں تنخواہ
اگر دولت کی ... نواب سعادت علیخان ... فائدہ ... سپاہی
تنخواہ بہت دنوں کی چڑھا رکھی ہی ... [illegible] ... سکوت ... لکھنو ...

[illegible]

۵ [illegible] ... سکوت ... [illegible]

[illegible] سکوت ... [illegible]

پہر جس بات کا اقرار وہ کرتے ہین اوسکے پورا کرنے کا ذرا نہین خیال کرتے اوسکے لئے عذرات تصنع و تکلف پیش کرتے ہین۔

جب گورنر جنرل پاس نواب کا وہ خط جسکا وعدہ تہا نہ پہونچا تو ۵ نومبر ۱۷۹۹ء کو لارڈ ولزلی نے صاف صاف لکہہ بہیجا کہ ضرورتین ایسی داعی ہین کہ جو سپاہ کے انتظام کی تدبیر پیش کی گئی ہین اور اوسپر نواب کو خوب علم ہوگیا ہے اور اومین آپکو بہی بیشک پورا اتفاق ہے بی تامل بتعجیل و فی التعجیل کیجائے۔ اس جلدی کی ضرورت یہہ ہے کہ عہدنامہ کے موافق ملک اودہ کی حفاظت تمام دشمنون سے برٹش گورنمنٹ اسکے ذمہ واجب اور لازم ہے۔ بالفعل جتنی سپاہ انگریزی نواب کے ملک مین ہے وہ غیر کافی ہے۔ اب اوس ملک پر زمان شاہ یا شاید کسی اور دشمن کا حملہ ہونے والا ہے پس جبتک یہہ اصلاح سپاہ نہ ہوگی اور سرکاری سپاہ اوسکے ملک مین زیادہ ہو اور اوسکی خود سپاہ جو بیترتیب بے تربیت نہ موقوف ہوگی اور اوسکی تنخواہ کی بچت سے انگریزی لشکر کے خرچ کی تدبیر نہوگی مشکل ہے کہ سرکار کمپنی سپاہ کا انصرام معاونت عملہ کی صورت مین کرسکے۔ مین آپکو وہ عمدہ تدبیر بتلاتا ہون کہ جسے آپکو ہمیشہ ایسی ضرورتون کی حالت مین اپنی سپاہ کی کمک کی حاجت ہی نہ رہی۔ آخر مین خط کے یہہ اور لکہہ دیا کہ عنقریب نواب کے ملک مین سپاہ بنگالہ کی تقویت کے واسطے ایک حصہ اوس سپاہ کا بہیجا جاتا ہے جو افزائش کے لئے تجویز کی گئی ہے اور باقی سپاہ بعد اوسکے بہیجی جاویگی۔ اب ایک مباحثہ عظیم اسپر یہہ ہے کہ اس افزائش سپاہ کا اختیار گورنر جنرل کو عہدنامہ کے موافق تہا بہی یا نہین بعض اوسکے مخالف نظر کرتے ہین بعض موافق ہم دونو بیان کرتے ہین سابق موافقین کی رائے یہہ ہے کہ گورنر جنرل نے اپنے کام کے انصاف کے موافق ہونیکی دلیل یہہ بیان کردی کہ سر جان شور اور نواب سعادت علیخان کے درمیان جو عہدنامہ لکہا گیا تہا اوسکی ساتوین دفعہ یہہ تہی کہ جب کبہی نواب کو زیادہ سپاہ کی ضرورت ہوگی تو سرکار کمپنی سپاہ زیادہ بہیجیگی اور اوسکا خرچ نواب کے ذمہ ہوگا۔ اب سوال یہہ ہے کہ اس ضرورت کے وقت کا مجوز کون ہوگا اسکا جواب کہین عہدنامہ مین موجود نہ تہا۔ اب کیا نواب سعادت علیخان اوسکے مجوز ہوتے۔ وہ تو اپنی بات مین ہٹ کا پورا تہا۔ روپیہ کی بچت مین ایسا اندہا تہا کہ ضرورت کا وقت جب

سب کرون کی طرح کہا کہ دیا تو وہ اندھون کی طرح ہاتھہ میں ہی ٹٹولتا کہ کہان ہے کدہر ہے
اگر اس ٹٹول ٹٹال مین کہیں پتا کہیں بجا لے جو ضرورت کا وقت نہیں ہے تو دشمنون کے ہاتھہ سے ملک
پامال ہوجاتا اور پہر سرکار کمپنی کو وہ دقت اور دشواریان اوٹھانی پڑتین جنکو وہ بہزے اپنی عمدہ تدبیر
سے رفع کرسکتی تہی بشرطیکہ پہلے سے یہہ تہی کہ ملک کی حفاظت سپاہ سے کیجائیگی سپاہ کی تعداد کی قید نہ تہی
تو ویسی حراست ایسی سپاہ کے جو اوسکی حفاظت کے واسطے کافی ہو ایک بیہودہ اور حماقت کی حرکت تہی
اسلیے افزائش سپاہ کی بہ ضرورت کے وقت ٹالنی نہیں ہے جیسا لارڈ ولزلی کا حق تہا کہ جب اونکی
ضرورت سمجھے سپاہ کو زیادہ کرلے۔ اگر یہہ نتیجا نواب کو دیا جاتا تو سرکار کو ملک کی حفاظت کرنا
محال تہا - لارڈ ولزلی نے نواب کو لکہا کہ عہدنامہ کی ساتوین دفعہ مین یہہ لکہا ہے کہ نواب کے
ملک مین جب ضرورت کا پڑیگی زیادہ سپاہ کا بہی اختیار سرکار کمپنی کو ہوگا یہہ عبارت غلط ہے
حقیقت مین عہدنامہ مین یہہ لکہا ہوا ہے کہ سرکار کمپنی کو اختیار ہے کہ جس وقت اوسکو ضرورت افزائش
سپاہ کی معلوم ہو تو وہ زیادہ کردے پس اس افزائش سپاہ کے ساتھہ کوئی قید منضبط نہیں لگی ہوئی ہے
کہ وہ بالاستقلال دوام کے واسطے ہو یا نہ ہو پس گورنر جنرل کو اختیار ہے کہ اس عہدنامہ کے
بموجب جسقدر افزائش سپاہ کو چاہئے مستقل دوام کے واسطے تجویز کردے مخالفین اس دلیل کا
اوپر مضحکہ کرتے ہیں کہ جیسے [illegible] مین ایسی منطق جانداری کی [illegible]
[illegible] ہوتی ہین زبردست کی زبردستی کے ساتھہ ایسی ہی دلیل ہوا کرتی ہے جیسی [illegible]
[illegible] عہدنامہ کے موافق [illegible]
[illegible] سرکار کمپنی کو افزائش سپاہ کا اختیار [illegible] کے واسطے [illegible] نواب
[illegible] سرکار کی عنایت [illegible]
اپنے [illegible] کی حفاظت سرکار [illegible] اور اوسکے
واسطے شرط کو قبول کیا [illegible]
[illegible] سرکار [illegible] اعتراض کرے گورنمنٹ کا

یہہ فرض ہوگیا کہ ایفاء شرائط کے لئے کوئی وجہ ہو تو نواب سے صرف شرائط کو پورا کرائیں۔ اور نواب کو
کچھ عذر حیلہ حوالہ اونکی تعمیل میں نہیں ہے مگر ناحق اور بیوجہ نواب کو دبایا برٹش گورنمنٹ کو بھی ناجائز تھا
دوسرا سوال تحقیق طلب یہہ ہے کہ آیا اسوقت ضرور تہا کہ نواب کو افزائش سپاہ کے لئے مجبور کریں
اسکا جواب آسانی سے یہہ دیا جاتا ہے کہ اودہ پر زمان شاہ حملہ کرنیکو تہا - وہ لاہور میں تو آپہنچا
تہا۔ اگرچہ اسوقت وہ اولٹا اپنے وطن کو ضرورت کے سبب سے واپس چلا گیا تہا مگر پہر اوسکا آنا آسان تہا
سیندہیا بہی اودہ کی تاک میں بیٹہا تہا کہ جب موقع ملے تو اوسکے غلہ لگاؤں - ر بیلے بہی تیار
بیٹہے تہے - نواب کے ساری ملک کی رعایا اور سپاہ بگڑی ہوئی بیٹہی تہی اوسے بہی بڑی وقت میں
حملہ کرنے کا اندیشہ لگا ہوا تہا - اب نواب کی سپاہ کا حال تم پڑہ ہی چکے ہو - اب اگر اور زیادہ حال
معلوم کرنا ہو تو سودا کا قصیدہ پڑہ لو نہیں یہہ رپورٹ سر جیمس کریگ صاحب جو سپہ سالار انگریزی سپاہ کے
ملک اودہ میں تہے سن لو وہ گورنر جنرل کو لکہتے ہیں کہ نواب کی سپاہ کا عدم وجود برابر ہے۔ نواب
سعادت علی کی کفایت شعاری اور کنجوسی نے سپاہ کی صورت منحوس بنا رکہی ہے نہ اوس
پاس ہتیار ہیں نہ وردی ہے - نہ کوئی توپ ہے - جب ایک موقع پر میں نے نواب سے وردی اور ہتیار اور
توپیں سپاہ کے لئے مانگیں تو نواب نے کہا کہ میرے پاس یہہ چیزیں فقط اتنی ہیں کہ جو سپاہ میری اردلی
میں رہتی ہے اوسکے لئے کافی ہوتی ہیں اور زیادہ نہیں جو بہیجوں - غرض نواب کی سپاہ بالکل نکمی
ہے - مجہے خوف ہے کہ اگر اس تباہ مزاج سپاہ کا پہلے سے علاج نہو گا تو اوسکی سیہ کاری کا مرض مضرت
رسان ہو جائیگا - میں اگر کہیں جاؤں اور اس سپاہ کو پیچہے چہوڑ جاؤں تو مجہے اوس سے ایسا
ہی خوف معلوم ہوتا ہے جیسا کوئی قلعہ دشمن کے پاس چہوڑ دینے سے خطر ہوتا ہے - پس جب ملک
کی رعایا اور سپاہ کا یہہ حال ہو کہ ایک والی ملک کی جان کو رو رہی ہو اور دوسری اوسکی خون
کی پیاسی ہو - اور پہر اوپر زمان شاہ کے حملہ کا اندیشہ ہو جو دلی کے بادشاہ کو بحال کر کے مسلمانوں
کی سلطنت جمانے کا ہندوستان میں دل سے ارادہ رکہتا ہو - مرہٹوں کے ایفاء وعدہ کا اعتبار نہ ہو اور
پہلے بغلی دشمن موجود ہوں - پہر کیا ایسے حال میں گورنر جنرل مبارکباد کے شادیانے بجاتا کہ شمال مغرب

بالکل امن امان ہے کیوں اودھ میں فرمائش بیجا کیجیے۔ جس وقت لارڈ ولزلی نے یہ چاہا نہیں
کہ چند روزہ کی تعریف اور ستائش کے لیے اپنی [illegible] سے [illegible] اور اپنے
مقاصد اعظم کے حاصل کرنے سے باز رہے۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ نواب کے معاملات میں اس [illegible] اندازی
امر [illegible] عاقبت اندیش خیال [illegible] میں اور کسی تبدیل کے درپے ہوئے
لعنت ملامت حاصل [illegible] گو وہ ایسے [illegible] کان لگاتا تھا۔ اور کسی نظر عالی ان
مقاصد [illegible] ہندوستان [illegible] امن امان [illegible]
[illegible]
ولزلی [illegible]
[illegible]
[illegible] زمان شاہ [illegible]
[illegible]

اپنی حفاظتون کے حملون کے خوف سے ملک اودہ مین سپاہ گورون کا۔ جانون کا قائم کرنا جو جنگ کے وقت
ہوتے ہین ایسا بیہودہ کام تہا جیسے انگلستان مین ترکون کے خوف سے یہہ کام کیا جائے۔ غرض
زمان شاہ کا ڈر کا سعادت علی خان کو دینا ایسا ہی تہا جیسے کوئی بچے کو ہوّے سے ڈراتا
ہے۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ایک محققین کے نزدیک وہ امر پیش از مرگ د اویلا تہا دوسرے نزدیک علاج واقعہ
پیش از وقوع باید کرد پر عمل تہا

(۶) نواب سرکار کے مقاصد اصلی پر پہونچ گیا تہا وہ یہہ جانتا تہا کہ اوسکا مطلب یہہ ہے کہ میری
فوج ناقص بالکل برباد کر دے اور ملک کی حفاظت اپنی سپاہ کے حوالہ کرے۔ غرض کچہہ اوسکا
دل سلطنت سے ایسا بجہہ گیا تہا کہ وہ رزیڈنٹ سے اشاروں اور کنایون مین ایسی باتین کیا کرتا تہا
کہ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ سلطنت کے کام سے برداشتہ خاطر ہے اور اوسکے چہوڑنے کا قصد ہے
باتین تو اوسکی ایسی تہین مگر کام اوسکے ایسے تہے کہ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ ہمیشہ لکہنؤ مین
رہنا چاہتا ہے تعمیر عمارت کی تیاریان۔ قوانین سلطنت کے بڑے بڑے مسودے۔ امور خانگی کا تہا
انتظام۔ آخر دل کی بات نہ چہپ سکی۔ اور ایکدن رزیڈنٹ کے سامنے زبان پر آہی گئی۔ نہ مین
رعایا سے خوش ہون نہ رعایا مجہسے۔ سپاہ میری نہ وفادار ہے نہ فرمانبردار۔ رعایا سپاہ دلو سرکش
اور فساد اندیش اسلئے مجہے سلطنت سے نفرت ہے۔ مین اس بار سلطنت کو سر پر نہیں اوٹہا سکتا۔ اور
خلق خدا و لعنت الہی ہے اوسکی خبرگیری اچہی طرح نہین کر سکتا۔ اب مین تو سلطنت چہوڑتا ہون
اور مجہے اسکا یقین ہے کہ سرکار انگلشیہ میرے بیٹے کو میرا جانشین کریگی جسسے میرا نام آئندہ باقی رہیگا
اور میرے خویش و یگانون کا وظیفہ بہی کر دیگی جس سے اونکا گزارہ اچہی طرح ہو سکے گا۔ میرے پاس جو
کچہہ سرمایہ ہے وہ زندگانی بسر کرنے کے لیے کافی ہے۔ مین اوسی ساتہہ لیجاؤنگا جب رزیڈنٹ
نے یہہ باتین سنین تو اوسنے کہا کہ آپ اپنے اس منصوبے کو گورنر جنرل پاس لکہہ کر بہیجدین۔ اوس
اوسنے کہا کہ آپ ہی یہہ تکلیف کرین۔ مجہے کسی اور پر اعتبار نہین کہ مین اپنے راز کی باتین اوس
کہون غرض رزیڈنٹ نے یہہ تمام احوال اور گفتگو جو ہوئی تہین قلمبند کرکے لارڈ صاحب کے پاس

وزیر کا مزہ سلطنت کا وعدہ کرنا اور پہر روپے کا اولاد نا۔ نواب کا سپاہ کا موقوف کرنا۔ انتظام ملکی کی پریشانیان اور آخری عہدنامہ

بہیجدین - اور ادہر پیسہ خاصے بہی بچا اور گو نواب کے بیٹے بہت ہین لیکن سب حرامی - خزانہ کا
حال یہہ ہے کہ نواب خزانہ عامرہ سے روپیہ اپنے محل سرا مین لیگیا ہے آصف الدولہ کے
قرض ہین ادہر بہی ادا نہین دیے ملازمان سرکار کی تنخواہین چڑہی ہوئی ہین پنشن داران
کی پنشن کا بہت روپیہ دینا ہے نواب انہین کسیکو پہوٹی کوڑی نہین دیگا -

لارڈ صاحب نے ۱۷ دسمبر ۱۷۹۹ع کو سعادت علی خان کو جواب لکہا کہ مین نواب کو ترک سلطنت اور عزلت نشینی
کی اجازت دیتا ہون بشرطیکہ وہ سرکار کمپنی کی علاوہ [illegible] ہمیشہ سلطنت [illegible] اپنی سلطنت
اودہ کو ہمیشہ کے لیے سرکار کمپنی کے حوالہ کریں [illegible] اجازت نہین دیتا ہون [illegible] خزانہ عامرہ
کو ساتہہ لیجائے جو مصارف سلطنت کے واسطے [illegible] یہہ خیال کیا کہ نواب کی عزلت
نشینی سے جب ہی بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہین کہ وہ [illegible] ملک کو سرکار دولتمدار کے حوالہ
کرے ورنہ کوئی [illegible] مقرر ہوگا [illegible]

جب نواب پاس لارڈ صاحب کا جواب [illegible] آیا تو انہون نے [illegible] سلطنت [illegible]
اسلیے ہوتا تہا کہ میرا بیٹا سلطنت کرے [illegible] سرکار کمپنی میری [illegible]
دلی عہد سلطنت چہوڑتا تہا لیکن آتش طمع بعیر تخت سلطنت کے [illegible]
ترک سلطنت کرتا [illegible] اپنی سلطنت [illegible] صاحب
کی مرضی کے موافق ترک کرتا ہون تو سارے دنیا مین میرے نام کا [illegible]
سلطنت کو [illegible] اپنے باپ دادا کا [illegible] اولاد کو سلطنت [illegible] دیا -
اب نیت ترک سلطنت کا عزم ترک ہے جب نواب [illegible] سکوٹ نے لارڈ ولزلی
کو اطلاع دی تو وہ بہت غیض و غضب مین آیا اور [illegible] ریذیڈنٹ [illegible]
کی اس دورویئی و مکاری سے نہایت ناراض ہوا [illegible] انہین دورنگی
دورنگی کیا [illegible] ترک سلطنت [illegible] جب یہہ ہوا تو وہ
ہوا - ریذیڈنٹ پاس [illegible] ولزلی کا [illegible] کانپور سے [illegible] بلاکر [illegible]

مناسب سمجھی نواب کو ملک میں پہونچی اور نواب کو اطلاع دیدی اسکی جلدی اس سبب سے پڑ رہی تھی
کہ فوج کے سفر کا وقت نکلا جاتا ہے - اس ترک سلطنت کے منصوبے کے سبب سے نواب کو اطلاع دی گئی کہ جسقدر
افزائش کی سپاہ سرکار کمپنی کو منظور تھی اوسکا پہلا ڈویژن (غول) نواب کی عملداری میں داخل ہوسکیگا
ہے جہان حکم ہو وہان بھیجا جائے - نواب نے کہا سفر سپاہ میں جب تک توقف فرمائے کہ میں اپنی سب خواہشونکو
لکھکر پیش کرون - ریزیڈنٹ نے جواب دیا کہ سفر سپاہ میں التوا ناممکن ہے - تمام اوسکی وجوہات حضور
کے گوش گزار ہو چکی ہیں - اسکا جواب نواب نے یہہ دیا کہ میں نے افزائش سپاہ کو کبھی منظور نہیں کیا - اگر میری
منظوری کی ضرورت نہیں تو مجھسے اس بات میں صلاح و مشورہ عبث ہے - پہر اسکا جواب ریزیڈنٹ نے کچھہ
نہیں دیا اور باتیں ہونے لگیں - ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۰۰ کو نواب نے ریزیڈنٹ کو لکھا کہ میری اور لارڈ صاحب
کے درمیان جو تحریرات ہوئی ہیں اونمیں میں نے کبھی یہہ نہیں لکھا کہ افزائش سپاہ مجھے منظور ہے
مگر لارڈ صاحب کے خط سے یہہ امر ظاہر ہے کہ اونہوں نے مجھے لکھا کہ جب تک افزائش سپاہ کا انتظام
نہیں کیا جائیگا اوسکے خرچ کے واسطے میری سپاہ کو موقوف کرنیسے روپیہ کا انصرام نہوگا - ابھی میری
فوج بدستور نوکر ہے موقوف نہیں ہوئی انگریزی سپاہ میرے ملک میں آموجود ہوئی - اوسکا خرچ کس
کہیں سے دیا جائیگا - سردست کوئی اوسکے واسطے سامان نہیں سپاہ کا موقوف کرنا کوئی لڑکون کا کھیل نہیں
سیکڑون خطرے اوسمین ہوتے ہیں - ہزارون آدمی بیکار ہونگے سیکڑون مفسد پردازی پر آمادہ ہونگے
بہت سے بیچارے بیٹھکر پیٹ کو روئینگے - مگر مجھکو تو سب سے زیادہ گورنر جنرل کی ناراضی کا خوف ہے - فقط
اونکی خوشی کے لئے اونکی تجویز کو قبول کرتا ہون قہر درویش بر جان درویش - اب میں ان شرائط
کو بیان کرتا ہون جو اس افزائش سپاہ کے باب میں عہد نامہ میں مرقوم ہیں - اول شرط یہہ ہے کہ
افزائش سپاہ ایسی کبھی نہیں کیجائیگی کہ نواب سے اوسکے خرچ کا بار نہ اوٹھایا سکے - دوسرے یہہ کہ سپاہ
زاید کا ایک غول ہوگا اور وہ ہمیشہ ایک جگہ وہان رہیگا جہان زمان شاہ اور اور
دشمنونکے حملہ کو روک سکے گا اور فقط اوسکا یہی کام ہوگا سوم افسران سپاہ کو اختیار نہوگا کہ تحصیل محصول
میں دست اندازی کریں اور کچھہ اور چھوٹی چھوٹی باتیں لکھکر یہہ مستمندانہ فقرہ لکھا کہ مجھے سرکار

دولت مدار کے لطف و کرم سے یہ امید ہے کہ اس دفعہ تو میں نے گورنر جنرل کی ناراضی کے اندیشہ سے اس
سپاہ کے داخل ہونیکو قبول کر لیا ہے مگر آئندہ مجھے اس بارہ میں تکلیف ایسی تدابیر سے نہ دیجائیگی۔ اور ایک
ایک اور مراسلہ نواب نے گورنر جنرل پاس بھیجا جسکے آغاز میں اپنے خاندان کی قدامت کا بیان اور
سرکار سے جو رابطہ اتحاد تھے اونکا حال مشرح لکھا۔ اور پھر یہ تحریر کیا کہ اس زمانہ میں جو سرکار
دولتمدار نے تجویزیں فرمائی ہیں وہ پہلے کبھی نہیں ہوئیں۔ دنیا کا یہ دستور ہے کہ جیسے بھلا آیا ہے
اور بہت چھوٹوں کی دستگیری کرتے ہیں جب بڑے شہنشاہ چھوٹے بھیون اور امیرون کے سر پر [illegible]
[illegible]

کچھہ کرسکتا ہون نہ رعایا پر رعب داب بٹھا سکتا ہون - نہ آبائی سلطنت پر حکومت کرسکتا ہون کسی کام کا نہین رہتا ہون - اسلئے سرکار دولت مدار کی شاہانہ عنایات اور رفعت کا امیدوار ہے یہہ خاکسار ہمیشہ ہے - کہ جو تدابیر تجویز کی گئی ہین وہ سب موقوف کیجائین -

ان موجبات شکایت کا جواب دینا تو مشکل تہا - مگر محکوم حاکم کی لڑائی تہی - محکوم کا کب یہہ منصب تہا کہ وہ یہہ کہتے کہ یہہ ہو اور وہ نہو - زیر دست کا بس بر دست پر کیا استدلال سے چل سکتا ہی اسوقت لارڈ ولزلی وہی چال چلا اوسنے اس خط کو دیکہکر کہا کہ یہہ تحریر گستاخانہ قابل جواب نہین - ۱۸ ارکو سکریٹری سے رزیڈنٹ کو یہہ لکہوایا کہ تمہاری چٹھی کے ساتھہ جو نواب کا خط بجواب چٹھی گورنر جنرل مورخہ نومبر کا آیا تہا وہ واپس بہیجا جاتا ہے تم نواب کو وہ دیدو اور ہماری طرف سے نواب کو یہہ سنادو کہ اوس سرکاری تحریر کے جواب مین جسپر گورنر جنرل کے مہر ثبت ہو جو نواب نے اس دفعہ طرز تحریر اختیار کی ہے وہ نہایت گستاخانہ اور بیباکانہ ہے سلطنت انگلشیہ کا ادب و تعظیم جو اوسپر واجب تہا وسے اوس نے باہر قدم رکہا ہے - اسلئے اس خط کی تحریر پر لارڈ صاحب کچھہ توجہ نہین فرماتی ہین بلکہ اپنی چٹھی مورخہ ۵ نومبر کا جواب مانگتی ہین اگر اب کی دفعہ نواب نے سرکار انگلشیہ کی عہد شکنی کی اظہار کے واسطے وہی لیچ براہین پیش کین اور وہی پہلے خط کی طرز تحریر اختیار کی تو سرکار کو اس گستاخی کی خبرگیری کرنی پڑیگی - غرض اس چٹھی کا ترجمہ رزیڈنٹ نے فارسی مین نواب کو سنوا دیا - بعد اسکے حجتین ہوتی رہین - آخر کو نواب نے مجبور ہوکر فروری سنہ ۱۸ مین اپنی سپاہ کا ایک حصہ موقوف کر دیا تاکہ سرکاری سپاہ کا خرچ اوسکی تنخواہ سے نکل آئی - یہہ فوج ضرور دنگہ و فساد مچاتی مگر رزیڈنٹ نے اوسکی چڑہی ہوئی تنخواہ دلا کر چہ پائی سے باز رکہا - اور فساد نہ برپا ہونے دیا تو مہر سنہ ۱۸ مین نواب سے پہر درخواست کی گئی کہ سپاہ جسقدر اور زیادہ ملک کر رہنے کے لئے تجویز کی گئی تہی اور اوسکے ایک حصہ کے لئے انتظام ہو گیا ہی اب دوسرے حصہ کی اور خرچ کی تجویز کیجئے - نواب نے عذر کیا کہ جبہی مشکل سے آمدنی ملک وصول ہوتی ہے مین روپیہ دینے کا عہد یہان جبتک نہین کرسکتا کہ اپنے مین قابلیت اوسکے بہم پہنچانے اور ادا کرنے کی نہ دیکہون -

اگر بغیر سوچے بچارے کے افراط خرچ کا کرونگا اور اوسکا انصرام نہ کرسکونگا تو بہ عہد شکنی کا مجرم ٹھہرونگا۔ آئندہ
خزانچی سکھہ رای کی معرفت تمام ملک کی آمدنی کا حساب مرتب کرا کے گورنر جنرل پاس رزیڈنٹ کے
معرفت بھیجدیا۔ اس حساب کو گورنر جنرل نے ملاحظہ فرماکر یہ لکھا کہ اگر ایسا ہی ہے تو [illegible] زمانہ آنیوالا
کہ جسمین نواب اپنے اقراروں کو گورنمنٹ کے ساتھ ایفا نہیں کرسکتا تو برٹش گورنمنٹ پر یہ واجب ہوگا
کہ نواب کی خود اصلاح مقاصد۔ فلاح آپ کے اور سرکار کمپنی کی منفعت و فائدہ کی خاطر اپنے
ملک مین مداخلت کرے جیسے نواب کی سلطنت کے [illegible] سمجھے
اوسے نہ نواب کا [illegible] اور بربادی
پھیلی ہے وہ صرف نواب کی بدانتظامی نقص تدبیر کے سبب سے [illegible]
واقع ہوئی کہ جس سے ملک ویران ہو رہا ہے [illegible] اور خوش حال ہین غرض ملک
سے نواب کو فہمائش ہو رہی ہے کہ وہ اپنے ملک کا انتظام کرے اور رعایا کے حال پر متوجہ ہو۔ مگر یہ
ساری پند و نصائح نقش بر آب گرہ در ہوا ہین۔ آخر ملک کی بربادی و ویرانی کی وہ نوبت
پہونچ جائیگی کہ زر موعود بھی سرکار کو نہ مل سکیگا۔ اسلئے بہتر ہوگا [illegible] ہوگی
حکومت اور نہ کبھی ہوئی سلطنت کی قائم مقام ہو۔ گورنمنٹ [illegible] مرفہ حال رعایا۔
[illegible] ملک کی سرسبزی و شادابی۔ امن و ناموس جان و مال رعیت کی نگہبانی اور
فضل [illegible] تجارت زراعت کی ترقی [illegible] ہو جائین۔ اگر
سپاہ فرمانبردار [illegible] خیرخواہ ہو جاویگی [illegible] جبتک
اگر نواب سے ملک کا انتظام مالی [illegible] خود سلطنت [illegible]
اوسکے واسطے اور [illegible] ہو جائینگے
صرف یہی تدبیر ہے کہ جو ملک [illegible] رعایا کو مالامال [illegible] ورنہ [illegible] آفات
اور مصائب کی کلفت سے نہیں بچ سکتے۔

لارڈ ولزلی نے اس پر عمل کیا کہ [illegible]

مصالحت ہمیشہ کریگی اور اگر نواب اس مصالحت کا معاہدہ نکریگی تو پہر نواب سے وہ نہایت ادب کے ساتھہ
یہہ عرض کریگے کہ پہلی اور حال کی سپاہ زائد یعنی کل سپاہ کی خرچ کے واسطے کوئی ایسا مخزن مقرر کرد
کہ جس سے زر موجود عین وقت پر وصول ہوجایا کرے اور اوسمین کچہہ خلل نہ آیا کرے - اسکے واسطے یہہ
تدبیر بتائی کہ وہ اپنے ملک کا حصہ ہمیشہ کے لیے سرکار کو دیدے کہ اوس سے تمام سپاہ کا خرچ چل جائے
جو ملک تفویض کرنیکے لئے تجویز ہوا تہا وہ ضلاع دوآب در رہیل کہنڈ مع اضلاع اعظم گڈہ
اور گورکہپور تہے - اس تفویض سے نواب کا ملک اون کا گنبد ہوجاتا تین طرف سے اوسکی حفاظت سرکار
کی عملداری کرتی - اور ان اطراف سے غیر ریاستون کی حملہ کا خوف نواب کو نہ رہتا اور سرکار کو یہہ کہٹکا
جاتا رہتا کہ کہین نواب اور غیر ریاستون سے سازشین نہ کرے - انہین دنون مین لارڈ ولزلی
نے ایک خط نواب کو لکہا کہ جب سے تم مسند ریاست پر بیٹہے ہو تو مین اپنے اوپر یہہ فرض سمجہتا ہون کہ
موافق اون اصول کے جو ہماری گورنمنٹ نے نہایت استقلال سے اختیار کئے ہین وہ کام کرون
جو مینے آپ کو پہلے خطون مین لکہے ہین - یہہ سارے کام فقط اس سبب سے مجہے کرنے پڑین کہ آپ اپنی ملک
کی بدنظمی کو دور کر نہین سکتے اور نہ انتظام کرسکتے ہین - نہ بیچاری رعایا کی جان و مال کی حفاظت
کرسکتے ہین - غرض یہہ اصول گورنر جنرل کا یہان بہی قائم رہا کہ جو فرمانروا اپنی سلطنت کا انتظام
نہ کرسکے اور رعایا اوسکی بدخواہ اور ناراض ہو وہ خود ترک سلطنت کرے یا وہ اپنی سلطنت کی
کاموں سے بجبر معزول کیا جائے - سچ یہہ ہے کہ اس اصول کو اپنی تمام عہد حکومت مین لارڈ صاحب نے
خوب وضعداری کے ساتہہ نبہایا کبہی اوس سے انحراف نکیا -
لارڈ کورنوالس کے عہدنامہ کے موافق خرچ سپاہ ۷۶ لاکہہ روپیہ ٹہرا تہا اور اب اس افزائش
سپاہ کا خرچ ۵۴۱۲۹۹۹ روپیہ - یہہ دونو ملکر ۱۳۰۱۲۹۲۹ روپیہ ہوا - اسلئے نواب سے
درخواست کی گئی کہ جس ملک کی آمدنی اسقدر روپیہ کی اس ویرانی کی حالت مین سوا خرچ
تحصیل مالگذاری کے ہمیشہ کیلئے سرکار کو دیدیجائے -
جب اول درخواست کل ملک کے حوالہ کرنی کی نواب کے سامنے پیش ہوئی تو اوسپر رزیڈنٹ سے اوسنے

بہت بڑی مباحثے ہوئی اور تحریروں کے طومار لکھے نواب نے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ پہلے نوابوں کے عہد میں
زرِ موعود کی اقساط وقت پر نہیں ادا کی گئیں اور میں نے کبھی ادائے زرِ قسط میں ایک لمحہ کا توقف نہیں کیا
ایک کوڑی میری ذمہ باقی نہیں مجھ سے وہ درخواست کی جاتی ہے جو پہلے کسی نواب سے نہیں ہوئی بھلا
میں کیسے آبائی سلطنت اپنی چھوڑ کر خود ترک سلطنت کروں میں ایسی درخواست ہرگز نہ مانوں گا
سرکار نے سپاہ کی خرچ کے لئے ملک دیدیا میں یہ عذر پیش کیے کہ میں نے کونسی قسط ادا نہیں کی جس کے
عوض میں اپنا ملک دیدوں مجھ کو خود امید ہے کہ اپنے نظم و نسق سے ملک کو سرسبز و شاداب کروں گا
اگر ملک دیدو نگا تو میری سامی امید منقطع ہو جائیگی اور میرا بڑا نقصان ہو جائیگا میں ہرگز
ملک کا حصہ نہیں دے سکتا۔

ان باتوں کا جواب گورنر جنرل نے بھی دو برس [illegible] کو لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نواب نے بہت دونو
[illegible] نہایت افسوس کا مقام ہے آپ صاف صاف کہہ دیتے ہیں کہ مرا
[illegible]
[illegible] آمدنی کی کمی کا حال ہوتا ہے [illegible]
[illegible] ملک [illegible] سپاہ کا خرچ [illegible]
غرض [illegible]
[illegible]
[illegible] حالت [illegible] اور [illegible]
[illegible]
اصلاح [illegible] نواب [illegible] اس
میں تحریر اور تقریر [illegible]
[illegible]
اپنی آنکھوں کے سامنے [illegible] ہوگیا!

کرسکتا ہون جو وہ چاہے کرے۔ ملک حضرت اقدس کیلئے حاضر ہے۔ غرض یہان عجز و نیاز کے لباس مین انکار تہا
وہان شاہانہ عتاب و ناز مین اپنی بات پر اصرار تہا۔ لارڈ ولزلی نے اپنی تحریرات مین حقیقت مین
سلطنت انگلشیہ کی سطوت و صولت کو دکہایا جو اس کام کے لئے سزاوار تہی کہ انہون نے جو اتنی
حجتین کین فقط اسلئے کہ انکو یہہ منظور تہا کہ یہہ امر ظاہر ہو کہ جبر و قہر سے ملک نہین لیا جاتا ہے وہ دسی
چاہتا تہا کہ نواب خود اپنا ملک دیدے۔ سانپ مرجائے لاٹہی نہ ٹوٹے۔ اسلئے اونسے اپنے بہائی ہنری
ولزلی صاحب کو اپنا پرائیویٹ سکرٹری بناکر نواب پاس بہیجا کہ شاید میرا بہائی نواب کی ہٹ
کو دور کردے۔ آپ ۱۳ ستمبر ۱۸۰۱ء کو وہ لکہنؤ مین آگئے اور ۱۶ کو نواب کو سمجہایا کہ یہہ آپ کی غلطی ہے
جو آپ یہہ سمجہتے ہین کہ اگر مین سارا ملک دیدونگا تو مین تخت سلطنت سے محروم ہوجاؤنگا اور میری سلطنت
کالعدم ہوجائیگی۔ بلکہ برخلاف اسکے اوس سے آپکی اولاد کی زیادہ تر تخت سلطنت بالاستقلال برقرار
اور قائم ہوجائیگا۔ وہی اعزاز و اکرام شاہانہ آپ کا باقی رہیگا۔ اوسمین کچہہ فرق نہین آئیگا۔
کوئی آپ کو تخت سلطنت سے محروم نہین کرتا۔ نواب نے اسکا جواب صاف صاف دیا۔ ۱۹ ستمبر کو گورنر جنرل نے
ہدایتین رزیڈنٹ کو بہیجین کہ اگر نواب کو دونو درخواستون مین سے ایک کی بہی منظور کرنے مین انکار
ہو تو تمام ملک مین اپنا بندوبست کرلو۔ اور یہہ اسکی ساتہہ معمولی دلائل بہی بیان کردیئے
کہ جب تک نواب ان دونو درخواستون مین کسی ایک کو نہ قبول کریگا ملک اودہ مین عمدہ انتظام
نہین ہوگا۔ اور سرکار کمپنی کی گورنمنٹ کی سلامتی نہ ہوگی۔ اسلئے فقط یہہ امر مناسب ہے نہین
بلکہ فرض ہوگا کہ تمام سلطنت نواب سے لیجائے۔ اوسکے خوب کان اور دل کے کواڑ کہولکر سمجہا دو کہ
سرکار نے ملک اودہ کی تمام مالی اور ملکی انتظام لینے کا عزم مصمم کرلیا ہے پس اگر نواب اپنی ہٹ
نہ چہوڑے تو اوسکی سپاہ کو معزول کردو اور سارے ملک کی انتظام کی تدابیر کامل کرلو اور اوسپر قبضہ کرلو
نواب ذرا اوسی روز کہ یہہ ہدایات رزیڈنٹ کو لکہی گئی تہین رزیڈنٹ کو لکہہ بہیجا کہ مجہے دوسری درخواست
منظور ہے ملک کی تفویض کرنے کی منظور ہے بشرطیکہ اوسکو حج اور زیارت کربلا کے جانیکی اجازت ہو
اور جو میرا بیٹا اوسکا جانشین ہو۔ اور وجہ اسکی یہہ بیان کی کہ بعد ملک دیدینے کے میری غیرت کا

یہ اقتضا نہیں ہے کہ بیان اپنے ہنر کو اپنا سنا کہا اون۔ اگرچہ اس آخر شرط سے ایک جدید معاہدہ [illegible]
تھا مگر بعد غور و تامل کے ریزیڈنٹ اور ہنری ولزلی نے نواب کی [illegible] کر لیا اور
دستخط اپنے کر کے بھیج دی۔

[illegible] کو ہنری نواب نے لکھا کہ مجھے باقی میرے ملک میں اختیار [illegible] دیا جاوے اور کمپنی [illegible]
جواب دیا گیا کہ اس معاملہ میں بہت گفتگو ہو چکی ہے [illegible] ہے عہد لکھا گیا
برٹش گورنمنٹ کو سارے ملک کی حفاظت کا استحقاق [illegible]
حاصل ہے۔ ہنری نواب نے [illegible] کو اپنے خط میں لکھا کہ اس کی تحریر سے مجھے [illegible]
نہیں ہوا کیونکہ [illegible]
کے [illegible]
ولزلی نے اوسکو اپنے نام [illegible] لیا۔ اس عہد [illegible]
آمدنی [illegible] اور نواب [illegible]
[illegible]
زیادہ ملک کی حفاظت [illegible]
کمپنی عہد واثق کرتی ہے [illegible]
باقی رہا ہے حکومت سلطنت [illegible] نواب [illegible] سلطنت
واسطے نظم و نسق [illegible]
و آبرو کی حفاظت [illegible]
مشیر و صلاح کار [illegible]۔

جس روز گورنر جنرل نے عہد نامہ پر دستخط کئے [illegible] جو نواب کے [illegible]
لگے تھے یہ انتظام کیا کہ تین سول کے حاکموں کا ایک بورڈ کمشنروں کا مقرر کیا۔ اور اپنے بھائی ہنری
ولزلی کو لفٹنٹ گورنر ان [illegible] پریزیڈنٹ بورڈ کا مقرر کیا [illegible] نے ایک [illegible]

نواب گورنر جنرل کا دورہ اور سعادت علیخان سے ملاقات

کام یہہ کیا کہ ولایت کو یہہ خبر بہیجدی کہ ملک پر قبضہ بغیر کسی فتنہ و فساد کے آسانی سے ہوگیا اور اوس سے یہہ فوائد حاصل ہوگئے کہ نواب کی سپاہ کی قوت بالکل جاتی رہی لشکر سرکاری جو ملک **بنگال** مین رہتا ہے اوسکا بہت سا خرچ نواب کے ذمہ ہوگیا زر موعود جو لشکر کے لئے لیا جاتا ہے اوسکی وصول مین آئندہ کچھہ کہٹکا نہین رہا وہ ظلم و ستم و جور و جفا اور زیادتی و سخت گیری رعایا پر ہو رہی تہی اور ملک مین سخت ابتری پہیل رہی تہی اوس سے نجات ہوئی ملک کا وہ حصہ کہ روے زمین پر اپنی زرخیزی مین جواب نہین رکہتا تہا - اور وہ ایک ہندوستانی حکومت کے ظلم کے تودونکے نیچے دبکر خاک مین ملا جاتا تہا پہر اوسکے بہلے دن آئے خزان کے دن گئے بہار کے دن آئی سرکار انگریزی کی پیشانی پر جو اس بدنامی کا دہبہ تہا مٹ گیا کہ اوس نے اس بدنظمی و تباہی خلقت کو روکنے مین اپنی ہیبت اور صولت کو نہین دکہایا اور خدا کا ترس نہین کہایا -

(۷) جب سے لارڈ ولزلی نے ہندوستان مین قدم رکہا تہا یہہ عزم کیا تہا کہ ساری انگریزی عملداری مین دورہ کرون مگر بہت سے ایسے کام پیش آگئے کہ جنکے سبب سے یہہ ارادہ پورا نہوا اس دورہ مین کچھہ تو یہہ خیال تہا کہ مین یہہ دیکہون کہ ایسٹ انڈیا کی گورنمنٹ کا اثر اوسکی رعایا کی اخلاق و عادات - دولتمندی تجارت محنت - آبادی - رفاہیت و فلاح پر کیا ہوا ہے - دوسرے یہہ کہ یہان کے آدمیون کے خصائل اور طرز معاشرت کو اپنی آنکہون سے دیکہکر اوس پر علم حاصل کرون - اگرچہ یہہ ارادہ نہایت سنجیدہ تہا مگر چند مہینہ کا سفر اور اوسمین بہی بہت سے دریا کے اندر اسے کیا ایسے وسیع ملک کا حال دریافت ہوسکتا تہا - جو کچھہ وہ اس سفر مین دیکہتے اوسمین اونکے مشاہدات سے بہت تہوڑے ہی نتیجے عمدہ نکل سکتے تہے - اونکا شاہانہ درجہ اونکی زبان کا یہان سے ناآشنا ہونا چند ہی آدمیونکو اونسے ملا سکتا تہا پس اونکے مشاہدہ کے لئے یہہ چند آدمی تہے اونکی آنکہین تہین جو اونکو دکہا دیا - وہ دیکہہ لیا بڑے بڑے مقامون پر چند امیرون سے ملاقاتین ہوگئین جنکو سوائے خوشامد آمیز باتون کے کوئی اور مضمون ملاقات مین بیان کرنا ہی نہین آتا - پس ایسی حالت [illegible] وہ اوس ملک کی خوبیون کے کچھہ اور نہین دیکہہ سکتا تہا - برائیان

اوسکی نظر کے سامنے آہی نہین سکتی تہین اگر خوبی ایک تہی تو وہ وہی پیرایہ بدل کر گورنر جنرل کی آنکہون
کو اپنا جلوہ دکہاتی اور اگر بے ایمانیان سو تہین تو وہ بیچاری اور کونے مین سکڑ کر چوہے کی طرح خوف
کے مارے بل مین گہس جاتین۔ یہہ حال تمام ملازمان کمپنی کا تہا کہ انگریزی گورنمنٹ کی خوبیان
اونکے ذہن مین پہلے سے منقش ہوتین اور اونہین کا مشاہدہ وہ کیا کرتے اور اونہین کو اپنا منظور
نظر بناتے اور سب طرف سے آنکہین بند کر لیتے جب گورنمنٹ کا حال دریافت کرنیکو جی چاہتا تو جو دل مین
ہوتا اوسیکو نظر جہکا کر دیکہہ لیتے۔ ایک درباب گورنر جنرل نے اپنے دورہ مین یہہ سوچی تہی کہ مختلف
مقامات مین جانیسے ملازمان کمپنی کو معلوم ہوگا کہ ہمارے کام کا بہی کوئی نگران اور خبرگیران
ہے۔ اسسے اہل سیف و اہل قلم دونون کو اپنے کام کی خوش اسلوبی کرنے سے تنبیہہ ہوتی تہی
خیر یہہ تو سب بالائی فائدے اس سفر مین تہے اصل مطلب گورنر جنرل کا یہہ تہا کہ لکہنؤ جاؤن اور
نواب کے آنسو پونچہون جو ملک دینے کا زخم اوسکے لگا ہے اوسکا بخیہ کرون اور مرہم رکہون۔ غرض
اسباب تیاریان سفر کی ہوئین اور وہ ۱۵ اگست کو روانہ ہوئے اور ۱۴ نومبر کو بنارس مین پہنچے
جہان عہدنامہ اودہ پر دستخط ہوئے تہے۔ اور ۱۹ جنوری ۱۸۰۲ع کو کانپور مین رونق افروز ہوئے
نواب سعادت علیخان بہی یہان استقبال کے لئے آیا۔ اور ملاقات سے سعادت یاب ہوا۔ گورنر
جنرل نے اپنی شیرین کلامی و خاطرداری سے اوسکے رنج و غم کو کم کیا اور دل کو خوش کیا لکہنؤ
مین آئے اور نواب سے ملاقاتین ہوئین اونہین گورنر جنرل نے اوس سے فرمایا کہ تم کو یہہ کام کرنے
ضرور ہین۔ اول یہہ ۳۰ اپنٹیس لاکہہ روپیہ جو سپاہ شاہی انگریزی کا باقی ہے وہ جلد ادا کردو۔ دوسرے موافق عہد
کے اپنی سپاہ کو گہٹا دو۔ ایک ضلع جو نیا ملک سرکار نے لیا ہے اوس سے بدلے جسے سرحد سرکار کمپنی
کے اندر فصل پڑے اور اپنی خویش و بیگمات کی بخشش جو سرکار کمپنی نے مقرر کی ہے وقت پہ
ادا کرتے رہو۔ اور سپاہ انگریزی جو متفرق مقامات پر ہے اون سب کو لکہنؤ کے قرب و جوار مین ایک
جگہہ جمع کردو۔ نواب نے سب کامونکو خواہ رضا سے یا مجبوری سے منظور کر لیا مگر روپیہ دینے کے واسطے
مہلت چاہی۔ مگر سپاہ کی گہٹا کر نیکی نے لکہنؤ مین اوس ... کی کچہہ ضرورت ...

اب مطلب لی گورنر جنرل کا یہہ تہا کہ اوسنے نواب سے کہا کہ اپنے ملک کا انتظام نہایت عمدہ کر و ۔ اوسپر نواب نے کہا کہ مین بہی اس باتکو دل سے چاہتا ہون ۔ مگر انتظام عمدہ تو جب ہو کہ مجہے کچہہ اختیار بہی ہو بغیر اختیار اور اقتدار کے کچہہ نہین ہو سکتا جب ہاتہہ پیر باندہ دئے جائین تو کوئی کیا کر سکتا ہے رزیڈنٹ کی بہت کچہہ شکایت کی اور یہہ چاہا کہ مجہے بالکل مطلق العنان کر دیجئے تو پہر دیکہئے کہ مین کیسا انتظم و نسق ملک کرتا ہون گو اوسنے صاف صاف نہین کہا مگر اسمین اشارہ تہا کہ کرنیل سکوٹ موقوف ہو جائین ۔ مگر گورنر جنرل نے ایسی درخواستون پر کان نہ رکہا تو اوسنے دق ہو کر یا کسی حکمت عملی کے لئے یہہ درخواست کی کہ مجہے حج اور زیارت کربلا جانیکی اجازت دیجئے اور میرے بیٹے کو میرا جانشین کر دیجئے ۔ اسپر گورنر جنرل نے کہا کہ مجہے آپکو اجازت دینے مین عذر نہین ہے مگر اوسکے اندر بعض خرابیان بیان کین پہر نواب نے جب یہہ کہا کہ زر باقی جب ادا ہو گا کہ میری یہہ درخواست منظور ہوگی تو گورنر جنرل نہایت افروختہ خاطر ہو گیا ۔

(۸) افزائش سپاہ کی نسبت تو ہم محققین کی مخالف اور موافق رائے پہلے لکہہ چکے ہین ۔ اب اس امر کی نسبت لکہتے ہین کہ گورنر جنرل نے جو نواب سے یہہ دو درخواستین کین کہ کل یا ملک دیدے یا ایک حصہ ملک کا دیدے ۔ وہ عدالت کی موافق ان درخواستون کے مجاز تہا یا نہین ۔ اور پہر جو اوسنے ملک کا ایک حصہ لے لیا وہ بہی مقتضاء انصاف تہا یا نہین ۔ ظاہر ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے یا ایک گروہ دوسرے گروہ سے یا ایک سرکار دوسری سرکار سے یہہ کہے کہ تم ہمکو اپنی فلان چیز ان شرائط پر دیدو تو یہہ درخواست نہ اخلاق کے خلاف ہے نہ انصاف سے باہر ہے ۔ اگر جانب ثانی انکار کرے اور اوس سے وہ چیز لیجائے تو البتہ بعض صورتون مین وہ بہاری اور بڑا گناہ ہوتا ہے اسے معلوم ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کا دونون درخواستونکا کرنا نواب سے نہ اخلاق کے خلاف تہا نہ عدالت کی مخالف ۔ اب جو اوسنے ملک لیلیا اوسکی نسبت بحث کرنی چاہئے کہ وہ انصاف تہا یا یونہین ناحق کی زبردستی جبر و قہر تہا ۔ اسمین کچہہ گفتگو نہین ہے کہ نواب کا تخت انگریزی سنگینون کی نوک پر تہا ہوا تہا جسوقت وہ اوس سے اونہین علیحدہ کر لیتے تو وہ خاک مین ملجاتا اگر یہہ انگریزی

نواب اودہ کے معاملات میں انگریزی محققین کی

سپاہیانہ اگا ہوا ہوتا تو نواب کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا ہوتا۔ انگریزوں نے بیرونی حملے سے
بچانیکا کام اپنے ذمہ لے لیا۔ اور ملک اودہ کو بھی اپنی عملداری کا ایک حصہ بنا لیا۔ سپاہ کی حمایت
حفاظت کرنی سو فوج زیر عہدہ پہلے ہی جو سالہا سال تک تیار ہوتا رہے اب اسکے لیے
بھی اطمینان کفالت حاصل کرنا ضرور تھا۔ کیونکہ سرکار کمپنی کی فوج نواب کا [illegible] ہمیشہ [illegible]
کہ جب کبھی چاہا [illegible] دیگر [illegible] دے [illegible] لیے اقرار تو ہمیشہ کرتے رہتے تھے
لیکن اسکے خرچ کے واسطے خزانہ مستقل ہونا ضرور تھا وہ سوا ملک کے اور کچھ ہو نہیں سکتا تھا
اسلئے ملک کا لینا کوئی ظلم کی بات نہ تھی اور دیگر تعلق [illegible] تھا اور [illegible] دونوں کام ہوتا
تا اگر [illegible] شرط کا ایفا ہو [illegible] ملک [illegible] کا فرض لیا
انگریزی کے ذمہ تھا اگر [illegible] بھی جاتیں تو سمجھ [illegible] کیا جاتا۔ رعایا پر جو ظلم ستم
ہوا ہوتا [illegible] سلطنت [illegible] نواب کو قرار تھا اور اسی خوف سے وہ تارک
ہونا چاہتا تھا۔ یہ اتفاق کی بات [illegible] اسکے سب بیٹوں کی [illegible] سے [illegible] کر
[illegible] باقی تھا جو [illegible] [illegible] [illegible]
اگر وہ اپنی آسائش [illegible] سلطنت کا [illegible] خطر
سے خالی نہ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] ہو جاتی تو [illegible] بعض [illegible] تعلقداروں کو [illegible]
رعایا کے [illegible] [illegible] [illegible]
دیکھو [illegible] ملک اودہ کے [illegible] [illegible] [illegible] وقت کرنا
اور در حقیقت میں سرکار کمپنی کی عملداری کا ایک حصہ تھا۔ اور اسکے [illegible] واسطے جو [illegible]
وہ کرنا گورنر جنرل پر واجب [illegible] فرض تھا نواب [illegible] [illegible]
[illegible] حاکم اسکو [illegible] تو وہ بھی حاکم [illegible] ظالم تھا [illegible] کمپنی اس ظلم [illegible]
[illegible] تو خود [illegible] ایک ملک کا [illegible] رعایا [illegible]

اور باقی ملک کو عمدہ انتظام کرنے کے لئے نواب سے اقرار مستحکم کرا لیا غرض جو کچھہ کیا عین عدالت اور انصاف کا مقتضا تھا
اب جو اسکے خلاف رای رکھتے ہین وہ اسپر اعتراضون کی بوچھار کرتے ہین کہ نواب کی سپاہ کو اول بالکل
برباد کر دینا سرکار کی ریاکاری کا کام تھا جس سے حقیقت مین نواب اپنی سلطنت سے محروم ہو گیا مگر سب چیزین
اوسکی سلطنت کی ویسی ہی نظر آتی تہین جیسی تہین سلطنت کا زور سپاہ سے ہوتا ہے جب وہ نہ رہا
تو کیا رہا مردہ کو زندہ کے لباس مین دکہایا۔ اب بڑی گفتگو اسمین آن پڑتی ہے بعض
محققین اسکو بہہ بات مانتے ہین کہ سرکار کمپنی کی عملداری مین جو ملک آگیا وہ نہال ہو گیا۔ اور
اہل ملک اپنی عبادات عادات قضایا و معاملات مین بالکل فی الجملہ کامیاب ہو گئی۔ ایسی ہی اونکی مخالفین
بہہ کہتے ہین کہ نہایت عمدہ شہادتون اور مشاہدون اور تجربون سے بہہ ثابت ہوا ہے کہ ملک کے انتظام
اور حفاظت مین جو روپیہ گورنمنٹ انگریزی کا خرچ ہوتا ہے مشکل سے وہ ملک کی آمدنی سے حاصل
ہوتا ہے پس جو حفاظت اور انتظام کم قیمت مین رعایا کو حاصل ہو سکتا تھا اوسکو زیادہ قیمت
لیکر دینا اوسکی حق مین ظلم و ستم کرنا اور اوسکو لوٹنا ہے پس سرکار کمپنی کو اپنی فراست اور سطوت
اور حکمت کو یون کام مین لانا چاہیئے تہا کہ سعادت علی کے ہاتھہ سے عمدہ انتظام کرایا ہوتا۔
ملک اودہ کی بدانتظمیون کی بیان کرنے مین گورنر جنرل نے منقح نویسی و مبالغہ آمیزی خرچ کی ہے۔
مرض کی تو خوب تشریح و تشخیص کی مگر نسخہ جو اوسکے لئے لکہا ہے وہ بیضہ کیواسطے اسپغول ہی تہا
پہلے برائی بہہ بیان کی کہ نواب کی سپاہ اوباش عیاش آرام طلب ہے وہ غریب رعایا کو ستاتی مارتی ہے
اسکا علاج تو بہہ کر دیا گیا کہ اوس سپاہ ہی کو باقی نہین رکہا سب کو نواب سے موقوف کرا دیا بہہ علاج
مرض کے موافق ہوا اگرچہ پورا نا سور گیا۔ دوسری برائی بہہ بیان کی کہ تمام ملک مین کہین محکمہ عدالت
نہین جسسے رعایا کی جان و مال کی حفاظت ہو مجرم گرفتار ہو کر سزایاب ہون۔ جبر ہونکا انسداد ہو
رعایا اپنی قضایا کا انفصال وہین کرائے۔ دوم خراج ستانی کے دستور ظلم و ستم سے بہری ہوئے تہی
جو بڑا اندازہ دینا اور زیادہ روپیہ دینے کا وعدہ کرتا اوسیکو زمین دیجاتی۔ پہر عاملون کی ظلم اور سینہ زوری
اور زمینداروں کے ستم غریب رعایا پر جو ہوتے تہے اوسکے بیان کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے جو تحریر کی

معاہدی بہی ایسے نہین ہوتے تہے اونکا پاس لحاظ کچہہ نہین ہوتا۔ غرض جو طریقہ زرمالگزاری کے
جمع کرنیکا تہا وہ برا ہی تہا۔ اب ان دونون برائیون کو دور کرنیکے واسطے گورنر جنرل نے ہر ضلع
مین کلکٹر مجسٹریٹ۔ اور محکمہ اپیل کے۔ اور پولیس وغیرہ مقرر کئے۔ مگر ان عہدہ دارون کے تقرر کر
کیا انتظام ملکی ہوتا تہا۔ گورنمنٹ کی نیت اور ارادہ خواہ کیسا ہی رعایا کے لئے اچہا ہو مگر جب تک کوئی
مجموعہ قوانین عہدہ دارون کے واسطے دستور العمل نہ ٹہرایا جائے اونکے واسطے کوئی روک ٹوک نہین
ہوتی۔ کوئی چیز اونکو اپنے حقوق خدمت ادا کرنیکے لئے مجبور نہین کرتی۔ رعایا کی سلامتی اسی
مین ہے کہ مجموعہ قوانین کے موافق تمام اونکے معاملات کا انفصال ہوا کرے۔ ہر شخص ان قوانین سے
ایسا واقف ہو کہ کوئی اوسکا نقصان ان قوانین کی لاعلمی سے نہ ہو سکے جیسا اوس شخص کا
نہین ہوتا ہے کہ شب و روز قوانین مین بسر کرکے قوانین دانی ہی کو پیشہ بناتا ہے۔ بغیر ان
قوانین کے حاکمونکا مقرر کرنا رعایا کی سلامتی و حفاظت کو نہین ٹہراتا۔ بلکہ اونکو حقیقت مین
حاکمون کی مرضی کا شکار بناتا ہے جو اونکے جی مین آتا ہے وہ کرتے ہین۔ اسی گورنمنٹ کی
ترقی کچہہ نہین ہوئی۔ بلکہ رعایا کو جمون پر جو پہلے سے مکہیان بیٹہی ہوئی خون چوس رہی
تہین اور وہ بیٹہی رہتین تو پیٹ بہر جانیکے سبب سے اور زیادہ خون نہین چوستین۔ اب اونکے اوڑانے
سے اور نئی مکہیان بیٹہنے سے وہ اوسکے بدن کا خون کہینچ لیتا اور نئے نئے زخم لگ جاتے ہین۔ یہ
خیالات تو فلسفیانہ ہین جو آئین ملک داری کے ماہرین کے ہین مگر سچ یہ ہے کہ جو کچہہ گورنر جنرل نے
اودہ کے حق مین کیا وہی عدالت اور انصاف کے موافق تہا۔ مگر جس طرح سے کیا وہ نامناسب تہا
اوسکو ایسا ہی تہا کہ جیسا حاکم محکوم کو یا زبردست زیردست کو حکم بہیجتا ہے کہ یہہ کام کرو اور جس طرح سے اودہ
معاملہ مین نواب سعادت علیخان کو ایک سخت حکم لکہہ بہیجا ہو تاکہ یہہ ہیون گزرے جسقدر
نواب سے شیرین کلامی کی گئی وہ اوسکو بہت ناپسند معلوم ہوئی اگر پہلے ہی سے تلخ دوا حکم قطعی کی اوسکو
پلا دی جاتی تو اوسکو ایسی ناگوار نہوتی جیسے چاشنی شکر ابتدا مین دی اور پہر پیچہے تلخ دوا
پلانی پڑی۔ مگر لارڈ ولزلی کو وارن ہیسٹنگز کی طرح ان طول طویل تحریرون

شوق تہا۔ اور قاعدہ ہے کہ جو شخص تحریر اور تقریر مین زیادہ دراز نفسی کرتا ہے ضرور ہے کہ فضول باتین کہے اور لکہے۔ لیس اسلئے نواب سے یہہ ناحق کی تحریرات ہوئین اور کوئی نتیجہ ہوا جیسا کہ اب بعد تحریرات بغیر نواب کی مرضی کے ملک لیا گیا ویسا ہی اول ہی لیا ہوتا۔

(۹) اب نواب گورنر جنرل تمام معاملات اودہ کو اپنی خاطر خواہ طی کرکے **بنارس** ہوتے ہوئے **کلکتہ** تشریف فرما ہوئے جسوقت **سعادت علیخان** اور رزیڈنٹ مین معاملات کی گفتگو ہو رہی تہی تو نواب نے یہہ کہا تہا کہ مین **آصف الدولہ** کا جانشین ہوں جو اوسکو اختیارات حاصل تہے وہ مجہے بہی ہونے چاہئین۔ رزیڈنٹ نے اس سمجہے کہ یہہ معنی بیان کرے کہ اوسکا ارادہ ہے کہ **بہو بیگم** کی دولت اور جاگیر پر ہاتہہ مارے یہہ بیگم **ہیسٹنگز** کی ماری ہوئی اور جلائی ہوئی ابتک زندہ تہی جب اوسنے اپنے پوتے کی حرص و آز کا دامن دراز دیکہا تو مارے خوف کے اس آزمند کو چہوڑ کر گورنمنٹ انگلشیہ کی نیازمند بنی اور اوسکو لکہا کہ مین اپنی تمام جاگیر اور دولت کا وارث سرکار انگریزی کو کرتی ہوں۔ اس سبب سے کہ شرع اسلام کے موافق بادشاہ اپنی تمام رعایا کے مال و متاع کا مالک ہوتا ہے۔ گورنر جنرل نے یہہ امر تو نہین منظور کیا کہ بیگم اپنے مال و دولت کو کسی غیر کے ہاتہہ مین منتقل کریں۔ مگر اوسکے وصیت نامہ کو قبول کر لیا۔ اور جب ہی اوسکے لئے یہہ قائم کردی کہ بیگم کا رتبہ ایسا عالی ہے اور نواب سے اوسکا ایسا رشتہ ہے کہ وہ اوس رعایا سے مستثنے ہے جسکے سارے مال کا مالک بادشاہ ہوتا ہے۔ اب اوسکی جان و مال کی محافظ وہی سرکار ہوتی ہے جو خود نواب کی مسند نشینی کا سبب ہوئی ہے۔ **بہو بیگم** کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی دولت کو جس صرف مین چاہے خرچ کرے بشرطیکہ وہ صرف نواب کی ریاست کے لئے مضر رسان نہو۔ اور جب اوسکا انتقال ہوگا تو سرکار کمپنی اوسکی ساری دولت نواب کو ملک اودہ کی رفاہ عام کے کامون مین خرچ کرنے کے لئے دیدیگی۔

(۱۰) اب ملک اودہ کے اون اضلاع مین کہ نواب نے سرکار کمپنی کو تفویض کئے تہے انتظام سرکاری شروع ہوا۔ (ان اضلاع کو ہم اضلاع مفوضہ نواب لکہا کرینگے) اور نواب کے اہلکار

موقوف ہوتے جاتے تھے اور سرکار کے ملازم اونکے قائمقام ہوتے جاتے تھے۔ لارڈ ولزلی نے
جس چٹھی مین عہدنامہ کا حال لکھا تھا اوسمین یہہ بھی لکھا کہ ان اضلاع مفوضہ نواب کا
انتظام نہایت سخت کام تھا جسکے انصرام کے واسطے مینے اپنے بھائی ہنری ولزلی کو مقرر کردیا
ہے۔ اونہون نے نہایت بیدار مغزی اور فرزانگی سے معاملات اودہ کی گفتگو کو طی کیا تھا۔ بارہ مہینہ مین
یا اوس سے کم مین یہہ تمام کام انتظام کا ختم ہوجائیگا۔ اوسمین ہنری ولزلی صاحب کو کچھہ زیادہ تنخواہ
اپنی تنخواہ سے نہین ملیگی۔ اسکے جواب مین کورٹ ڈائرکٹرز نے لکھا کہ ہم شرائط عہدنامہ کو نہایت
پسند کرتے ہین مگر ہنری ولزلی کے تقرر مین اور مستحقون کی حق تلفی ہوتی ہے اسلئے اونکو
موقوف کردینا چاہئے۔ اوسکا تقرر موافق اوس سلسلے کے نہین ہے جو ملازمون کے لئے سرکار سے
مقرر ہے اور ہمیشہ و حاکمان متعہد کا تقرر اضلاع مفوضہ کے لئے منظور کرلیا۔ اس جواب کے آتے
آتے تمام کام انتظام کا ختم ہوگیا تھا ہنری ولزلی صاحب پہلے ہی مستعفی ہوچکے تھے

(۱۱) نواب سعادت علی خان نے جو ملک سرکار کو تفویض کیا تھا اوسمین وہ خراج
بھی جو نواب فرخ آباد اوسکو دیتا تھا دیدیا تھا۔ اس نواب کی ہی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی
کرتی تھی اور نواب اودہ کی دست برد سے بچاتی تھی اس نواب کا ملک طول مین … میل اور
… میل عرض مین تھا۔ … سالانہ آمدنی … روپیہ … گورنمنٹ نے
مظفر جنگ نواب فرخ آباد اور آصف الدولہ کے درمیان ١٧٨٠ سنہ مین یہہ عہد و پیمان
کرادئے تھے کہ نواب فرخ آباد اپنے سفید سیاہ کی کچھہ باتون کو کریگا اور نواب اودہ
ایک پلٹن بہی پیادہ کی فرخ آباد مین ہمیشہ رکھیگا جو نواب اور ملک کی حفاظت و حراست کرے
اور ساڑہے چار لاکہہ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کریگا۔ سرکار کی
طرف سے ریذیڈنٹ بہی یہان مقرر ہوگیا تھا مگر لارڈ کورنوالس نے اس عہدہ کو
موقوف کردیا تھا۔
مظفر جنگ کو اوسکے بیٹے نے زہر دیا… لاڈلا۔ نواب اودہ نے … لکھنؤ مین قید کر

نواب فرخ آباد کا معاملہ

نابالغ بیٹا مسندنشین ہوا - اور خردمند خان نواب کا چچا اوسکا نائب و مدار المہام مقرر ہوا جب نواب سن بلوغ کے قریب پہنچا تو اوسنے اپنی ریاست کے تمام کاروبار کے خود انصرام کرنیکا ارادہ کیا - گورنر جنرل نے ہنری ولزلی صاحب لفٹنٹ گورنر کو لکہا کہ اب وقت ہی کہ کیا تو نواب کو بدستور سابق سارے کام ریاست کے دیدیے جائین یا سارا ملک سرکار اپنے قبضہ مین کر لے - ملک کے لے لینے مین جو فائدے ملک اور دولت کے ہین وہ ظاہر ہین - اور ملک کے دیدینے مین بہت سی خرابیان ہین - ادہر اس نوجوان نواب کو خردمند خان نہایت بدکردار اور زشت افعال بتاتا ہے - اودہر نواب بہی خردمند خان کو بدخو اور برا کہتا ہے - اس برا کہنے مین دونون کی اغراض نفسانی تہین نواب اسلئے نائب کو برا کہتا تہا کہ اوسکے بیچ سے چہوٹے خود حکومت کرے - نائب نواب کو برا اسلئے کہتا تہا کہ اوسکا اختیار قائم رہے - مگر نائب کی بات کا یقین سرکار کو تہا اور نواب کی بات کا نہین - اب لارڈ ولزلی ہی کا وہ اصول کام مین آیا جو اونہون نے بیان بدلائل یہ عمل قائم کیا تہا کہ جو کسی فرمانروا کی خصلت بری ہو اور اوسکا انتظام ملکی خراب ہو تو چاہیے کہ فرمانروا معزول ہو اور ملک کا انتظام اوس کے ہاتہہ مین جو اوسکو عمدہ کر سکے دیدیا جائے - اب خردمند خان لفٹنٹ گورنر پاس بریلی مین جو اوسکا صدر مقام تہا ۳۰ اپریل ۱۸۰۲ء کو چند روز پہلے نواب سے آیا - لفٹنٹ گورنر نے اوسسے کہا کہ اب فرخ آباد کے انتظام ملک کے لئے کیا عمدہ تدبیر ہے خردمند خان نے کہا کہ میری رائے مین یہہ باتین آتی ہین کہ کیا تو انتظام اسی طرح رہے جسطرح اب ہی یا نواب جب بالغ ہو تو اوسکو خود مختار کر دیا جائے - یا تمام مالی اور ملکی انتظام سرکار اپنے ہاتہہ مین لے لے - اسپر لفٹنٹ گورنر نے کہا کہ پہلا انتظام تو رہ نہین سکتا اسلئے کہ نواب کو وہ کسی طرح پسند نہین ہوگا - دوسرے انتظام مین یہہ برائی ہے کہ اگر نواب ایسا ہی بدوضع اور خراب رویہ ہے جیسا تم بیان کرتے ہو تو وہ سارے ملک مین آفت مچا دیگا - ملک کا انتظام و نظم و نسق بگڑ جائیگا - تیسری بات یہہ کہ سارا انتظام گورنمنٹ کے اختیار مین آجائے ایسی بات ہی کہ جسپر کچہہ اعتراض نہین ہوتا - اسپر خردمند خان نے کہا کہ وہ کام کیجیے جسمین سب کا بہلا ہو - ملک اور رعایا کو آرام و آسائش اور آرام ملے اور اوسمین میرا اور میرے بہی نظر عنایت

نواب بہی اب آگیا اوسکو لکہا گیا کہ نواب بزباپ دادا کی مسند پر بدستور قائم رہیگا اور اوسکے
اعزاز اور اکرام مین بال برابر بہی فرق نہین آئیگا ملکی اور مالی انتظام سب سرکار کے ہاتہہ مین رہیگا
بعد منہائے سرکار کے خرچ اور اخراجات یاست کے جو باقی بچیگا وہ نواب کو دیدیا جائیگا نواب
نے اس خط کا جواب یہہ لکہا کہ جو سرکار یہہ چاہتی ہے کہ ملک فرخ آباد سرکار کو دیدون اس پر اگر
مقدور ہو کہ زبان اعتراض کہولون حضور پر روشن ہے کہ میری خورد سالی مین تجمل حسین خان
میرے کامون کا مہتمم مقرر ہوا جب میری حکومت کے قریب آئی حضور یہہ ارشاد فرماتے ہین میری
مایوسی کو دیکہنا چاہئے کہ ایسی حالت مین سے بہی تنگ ہون مین حیران ہون کیا کرون اگر ملک
انگریزی کو دیدیتا ہون تو سارے ہندوستان مین ہے میرے خاندان کی ذلت ہوتی ہے کہ ملک دیا
نالائق تہا کہ سرکار نے حکمرانی کی باگ اوسکے ہاتہہ مین دی میرے لئے یہہ بدنامی ہے
میری اولاد بہی کہیگی کہ اپنی نالائقی سے باپ دادا کی سلطنت کہوئی بار حضور کے حکم سے
کچہہ کہتا ہون تو جو شخص اطاعت کی ذلت کو جانتا ہے وہ کبہی زبان سے حاکم کو نہین کہیگا
اور روزانہ حضور کی بڑی عنایت ہوگی اگر یہہ بات آپ کہدینگے کہ بہت معلوم ہے
سارے انگریزی حکام اور انکا شریک ہین اور وہ سب ہون [illegible]
سارے ہندوستان مین خط سرکار کمپنی کے اخلاص [illegible]
بہیقدر بہی سرکار کے انصاف اور مروت [illegible] اپنے حصول [illegible]
بہی اوسیوقت اس خط کا جواب دیا کہ جو گورنر جنرل کے اختیارات مین [illegible]
ہاتہہ مین لے لینے کی تجویز نہین ہے بلکہ غرض یہہ ہے [illegible]
یہہ عہد نامہ لکہا گیا کہ سارا ملک فرخ آباد کا سرکار کمپنی کے قبضہ مین [illegible]
عوض مین [illegible] نواب کو ہمیشہ [illegible] نواب دلزاق [illegible]
اور اس انتظام سے نواب کو بہی بہت فائدہ ہے جب میری فرخ آباد مین نواب سے ملاقات ہوئی تو
اوسنے اظہار مسرت اس انتظام پر کیا اور کہا کہ جو اب مجہکو آسائش اور دولت ملی ہے وہ ہرگز

ملک کنہو مین نہین ملتی بغرض یہہ بہی معمولی فقرہ ہر رئیس معزول کی نسبت سرکاری کاغذات مین لکہا ہوا موجود ہے کہ وہ معزولی کی حالت سے نہایت خوش ہوا اور فرمانروائی سے تنزل کرکے سرکار کمپنی کے پنشن خوار بننے مین اوسکو اپنی زندگی کا بڑا حظ حاصل ہوا۔ معلوم نہین کہ یہہ مقولہ کہ فرمان روا جب اپنی سلطنت سے محروم کیا جاتا تو اوسکو نشاط و کامرانی حاصل ہو مخصوص ہندوستان کی سلاطین سے یا تمام دنیا کے رئیسون اور بادشاہون کے ساتھہ یہان بہی وہی اصول ملکداری قائم ہوا کہ نواب فرخ آباد محکوم نواب اودہ کا تہا اور نواب اودہ تابع سرکار کمپنی کا تہا تو نواب فرخ آباد تابع تابع سرکار ہوا تو اوسنے ملک کی ترقی اور رفاہ رعایا کیلئے جو مناسب جانا اوسپر عمل کیا۔ فقط

(۱۳) جو ملک سرکار کو نواب اودہ نے تفویض کیا اوس نواب کے عہد مین بعض زمیندار ایسے خود راجہ تہے اور ایچ کرتے تہے جو چاہتے سو کرتے تہے اور کبہی ابواب کو دیتے اور کبہی غرابی کر جاتے تہے۔ اگر نواب کی طرف سے تقاضا ہوا سپاہ لیکر لڑنا پانی کو موجود ہوتے تہے۔ پہلے سال مین تو زر مالگزاری وہی لیا گیا جو وہ نواب کو دیتے تہے مگر دوسرے سال مین اوسمین کچہہ تغیر تبدل ہوا تو بہگونت سنگہ زمیندار جسکے پاس دو قلعے بجے گڈہ اور ساسنی کرتے اور بہت سی سپاہ بہی اوسکے پاس تہی وہ بگڑا اور فساد کے لئے کہڑا ہوا۔ اوسنے کہا کہ نہ سرکار کو روپیہ زیادہ دون اور نہ قلعے حوالہ کرون۔ اب اس سرکش کی گردن دبانی سرکار کو ضرور تہی کہ جسکے سبب سے اور زمینداروں کا حوصلہ فتنہ انگیزی کا پست ہو جاوے۔ ۱۲ دسمبر ۱۸۰۲ء کو لفٹنٹ کرنیل فلر چار تیپ سوارون کے اور چار پلٹنین ہندوستانیون کی لیکر ساسنی سے دو میل پر پہونچے غرض دس پانچ دفعہ حملے ہوئے اور لڑائیان ہوئین اور انگریزی سپاہ لیکر بڑی بڑی لڑائیان ہوئین۔ آخر کو جو قلعہ کے پاس تہا فتح ہوا۔ ۱۱ کو اہل قلعہ قلعہ خالی کر گئے سوار اونکے پیچہے گئے مگر وہ بجے گڈہ کے قلعہ مین گہس گئے یہہ قلعہ بہی ۲۷ کو لے لیا گیا۔ ان قلعون کے فتح کرنے مین بہت کچہہ سپہ گری کا کام مین لانا پڑا۔ سپاہی ست وہ ہاتہہ نہین آئے سپاہیونے اوس حال مین خندق پر زینے لگائے کہ دشمنون نے اونکے منہہ پر آگ لگا دی

منتظمان ہند انگلستان سے بہت دور بیٹھے ہوئے جن باتونکو اونکا دل چاہتا تہا ٹہیک سمجھتے تہے - اہل ولایت کو اونکی تحقیقات کرنیکا موقع نہین ملتا تہا - اور نہ اب تک ملتا ہے - یہان کے آدمیون کی تربیت اور تعلیم ایسی ناقص ہے کہ وہ پبلک اوپنین (رائے عوام) سلسلے کے ساتھہ نہین ظاہر کر سکتے - اور نہ کسی گورنمنٹ کے کام کا مقابلہ کر سکتے ہین اسلئے گورنمنٹ ہند کو جو اپنے انتظام کی خوبیان معلوم ہوتی ہین اونکو خوب رنگ کر اور برگ و بار لگا کر وہان روانہ کر دیتے ہین - ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۱۰ع کو گورنر جنرل ایٹ کونسل نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکھہ بھیجا کہ اضلاع مفوضہ کی ترقی و بہبودی و فلاح و اصلاح و معموری و آبادی کے لئے جو تدابیر سوچی گئی تہین اون سب مین بدرجہ غایت کامیابی نصیب ہوئی - سارے ملک مین امن رہا - بندوبست سہ سالہ کے سال اول کا زر مالگزاری بہت آسانی سے وصول ہو گیا جسسے ہر ایک آدمی یہہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہان کی زمیندار و رعایا سرکار انگریزی کی عملداری مین آجانیسے نہایت خوش اور رضامند ہوئی - مگر بیلی صاحب جو اٹاوہ کے مجسٹریٹ اور جج سنہ ۱۸۰۳ع سے سنہ ۱۸۰۵ع تک رہے اونکے سوال جواب سنہ ۱۸۰۶ع مین کامن ہوس کے روبرو پیش ہوئے - سوال - جس عرصہ مین تم اٹاوہ کے مجسٹریٹ اور جج رہے وہان کے زمیندارون اور اعلی درجہ کی رعایا کو تم نے دیکھا کہ وہ انگریزی گورنمنٹ سے رضامند تہی اور اوسکے ہوا خواہ ہوتی جاتی تہی - جواب - میرے علم مین تو اکثر اعلی درجہ کے آدمی انگریزی گورنمنٹ سے دلی طرح رغبت نہین کرتے تہے - سوال - تمہارے نزدیک کیا وہ سرکشی پر آمادہ و کمربستہ تہے - جواب - میرے عہد مین ایک دو دفعہ سرکشی کا قصد کیا تہا - سوال - تمہارے عہد مین رعایا کو گورنمنٹ کے ساتھہ بہ نسبت سابق کے زیادہ رغبت و الفت اور موافقت ہوتی جاتی تہی - جواب - میرے نزدیک بہ نسبت سابق کے اوسکو زیادہ مخالفت و نفرت ہوتی جاتی تہی - سوال - کس سبب سے یہہ حال ہوتا جاتا تہا - جواب - اسکا سبب یہہ تہا کہ جو قوانین اور دستور انگریزی گورنمنٹ نے جاری کئے وہ اونسے ناراض تہے - سوال - یہہ ناراضی فقط زمیندارون ہی مین یا تمام لوگون مین تہی - جواب - زمیندار حقیقت مین خود مختار نہین ہوتے تہے لیکن اونکی رائے کا اثر تمام عوام پر ہوتا تہا - سوال - کیا تم یہہ خیال کرتے ہو کہ

عملداری تہی تو یہہ زمیندار اپنے تئین خود مختار رئیس سمجھتے تہے اور جو جی مین آتا تہا وہ کرتے تہے
جواب - بیشک وہ اپنے تئین خود مختار رئیس جانتے تہے لیکن اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زمینداروں کو جو ناراضی اور ناپسندی انگلش گورمنٹ کی تہی وہ فقط اس سبب سے تہی کہ اونکا تمام اختیار اور اقتدار چہن گیا تہا - اور ظاہر ہے کہ جبتک یہہ اونکا اختیار قائم رہتا کبہی ملک مین عمدہ گورنمنٹ نہ ہوتی - غرض گورمنٹ ہندیہی نہین چاہتی تہی کہ بعض باتین گورمنٹ انگلشیہ سے چہپائی ملک وہ بعض باتونکو اپنے سے بہی چہپانا چاہتی تہی -

زمیندار کچہورہ نے بہت سی تکرار کی بعد وعدہ کیا کہ قلعہ حوالہ کرونگا - ۴ مارچ سنہ ۱۸۰۳ کو انگریزی کپتان دو کمپنیان سپاہ لیکر گیا اور باہر کی دیوار کے اندر داخل ہوا تہا کہ قلعہ پر سے ایک توپ اوسکی سر پر سر ہوئی - اور زمیندار نے کہلا بہیجا کہ خیر اسی مین ہے کہ چلے جاؤ ورنہ سب مارے جاؤگے - زمیندار نے ایک خط لکہا کہ جو لوگ مجہسے قلعہ لینے آئے ہین وہ گستاخی پیش آئے اس سبب سے انگریزی لشکر سے لڑائی شروع ہو گئی - ورنہ مجہے جنگ جدال کا خیال نہین ہے مین فرمانبرداری کے لئے حاضر ہون - اسپر اوسے لکہا گیا کہ بے شرط اپنے تئین حوالہ کرو اسکے بعد مورچہ بندی سے قلعہ بندی ہوئی - زمیندار رات کو قلعہ چہوڑ کر بہاگا - بہت سے آدمی اوس کے قتل ہوئے - ایک افسر عالی قدر ادہر سے بہی مارے گئے -

اضلاع مفوضہ کی رعایا کی بہی انگریزونکے ساتہہ یون معلوم ہوتی تہی کہ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۰۳ کو ہندوستان کا لشکر ایک فرانسیسی افسر کے ماتحت شکوہ آباد کے قریب سے ہو کر نکلا تہا اوسکی نسبت بیلی صاحب سے کونسل مین یہہ پوچہا گیا کہ کیا زمیندار اور رعیتون نے فرانسیسی افسر کے ساتہہ ملنے کا میلان کیا تہا اونسے جواب دیا کہ میلان ہی نہین کیا بلکہ حقیقت مین اوسسے مل گئے تہے -

راجہ جیتسال کے پاس قلعہ سیاہ تہا - اوسنے سرکشی اختیار کی - سرکار نے اوسکی زندہ گرفتار ہونے کے لئے یا مار ڈالنے کے واسطے انعام مقرر کیا لفٹنٹ کرنیل گہتری اس قلعہ پر چڑہے - وہ کئی گہنٹہ تک لڑے مگر دشمن نے اونکو مغلوب کر لیا - اور اونہون نے کمک کے لئے کپتان ولسن صاحب کو خط لکہا

جس وقت صاحب کلکٹر [illegible] تو جابجا گنواروں نے کچہری [illegible] کو گھیر لیا تھا [illegible]

وہ اور تین افسر اور ایک [illegible] ہندوستانی افسر اس ہنگامہ میں مارے گئے [illegible]

خالی کر کے [illegible] بھاگ گیا۔

(۱۳) اب [illegible]

ملازموں کی بھی لیاقت [illegible]

ہے کہ جن کی تعلیم و تربیت [illegible]

ہوئی ہی تھی وہ [illegible]

کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ [illegible]

تین پانچ [illegible]

تھا کہ ایک [illegible]

لاکھوں [illegible]

جو بہت [illegible]

[illegible]

کا کام [illegible]

[illegible]

علاوہ اسکے [illegible] ہندوستانی [illegible]

وہی [illegible] ولزلی [illegible] جواب [illegible]

[illegible] سوال [illegible]

مدرسہ [illegible] فورٹ ولیم کالج [illegible]

کلکتہ [illegible] سوال [illegible]

[illegible]

اس مدرسہ کا تقرر ان دو خیال سے کیا اول یہہ کہ ملازمونکی تعلیم انگریزی کی تکمیل ہو دوم ہندوستان کی حالات اور ہندوستانیونکی زبانون اور علمون اور رسم و رواج آئین قوانین کی تعلیم ہو پہلا خیال تو غلط تہا اسلئے کہ ہندوستان مین انگلستان کی تعلیم کی تکمیل کرنا گہوڑے کے منہ مین دمچی دینی اور دم مین لگام لگانی تہی - بہلا انگلستان کا سا اسباب تعلیم و تربیت یہان کیونکر بہم پہونچ سکتا تہا - مگر ہان دوسرا خیال درست تہا وہ تعلیم انگلستان مین کرائی گئیتے کو دوڑ نا تک سے چلنا سکہانا تہا وہان یہہ کیسے اسباب بہم پہونچ سکتا تہا کہ انگریز پنڈتون سے بیٹہے ہوئے دہرم شاستر پڑہ رہے ہین - اور ادنکی کتہا ست نرائن کی سن رہے ہین - فقہ و شرع کا سبق مولویون سے لے رہے ہین اونکے پند و وعظ کے مزے اوڑا رہے ہین - بے تکلف زبان بولنی جانتے ہین اور سیکہتے ہین - رسم و رواج ہندوستانیون کے خود بخود آئینہ بنے ہوئے آنکہون کے سامنے آتے ہین - گورنمنٹ انگریزی جو قانون اس ملک کے لیئے بناتے ہین اوسکو بے محنت و مشقت سمجہتے ہین - کورٹ ڈائرکٹرز نے اس خیال سے کہ معلوم نہین کہ ہندوستان مین اس کالج کو قائم رکہنے مین کسقدر روپیہ خرچ ہو لارڈ ولزلی کو قطعی حکم بہیجا کہ مدرسہ کو بند کر دو - اس حکم کے پہونچنے سے لارڈ صاحب کو نہایت رنج و ملال ہوا - اونکو اپنی اس تجویز پر وہ افتخار اور ناز تہا کہ فتح ٹیپو پر نہ تہا - کورٹ ڈائرکٹرز کے حکم کی مجبوری تعمیل کرنی پڑی - اسلئے حکم تو لکہا دیا کہ مدرسہ بند کیا جائے مگر اٹہارہ مہینے تک اوسکو لیت و لعل مین رکہا اور وہ کچہہ نہ کچہہ جاری رہا - اور اس عرصہ مین اونہون نے اپنے دوستون کو ولایت کے خط لکہے - کورٹ ڈائرکٹرز کو لکہا کہ خرچ سے نہ گہبراو - راہداری کی ایک نئی ٹیکس لگاتا ہون اوسی سے تمام خرچ وصول ہو جائیگا - کالج کلکتہ ایک قریبی ہی حکم بہیجا کہ فورٹ ولیم کالج فقط اتنا قائم رہے کہ اوسمین اس بہید پوچہا گیا کہ کیا زمیندار اور ... طلبا زبان مشہد کی تعلیم کے لیئے ولایت مین ایک بڑا شاندار جواب دیا کہ میلان ہی نہین کیا بلکہ حقیقت مین ایک حسنیانہ ٹیکس سے تعلیم کے لیئے خرچ تجویز ہوتا تہا راجہ چیتر سال کے پاس قلعہ ٹیپاہ تہا - اونہی کشتی جنگی اوسوقت سب نے بڑی دہائی مچائی تہی کے لیئے یا مار ڈالنی کے واسطے انعام مقرر کیا لفٹنٹ کرنیل گلہر آگئی تہی کہ وہ تین ہزار تن مال کی مانت تہے مگر دشمن نے اونکو مغلوب کر لیا - اور اونہون نے کمک کی لئے گئے

[illegible]

تجارت کرین اور اوسکے ساتھہ بہت سی قیود بہی لگی ہوئی تہین جنکا حال ہم لکہہ آئے ہین مگر تاجرونکا
اس سے کب پیٹ بہرتا تہا وہ اور زیادہ مال تجارت کے لئے بیتاب تہے - اب وہ زمانہ آگیا تہا کہ سرکار کے اجارہ
تجارت کی توند مین آزادی تجارت گہس کر پیٹ کی آواز نکالدے جتنی عوام کی نج کی تجارت ہندوستان
مین سرکار کمپنی کا اجارہ کی دسالی مین مضرتہی ویسی اب اوسکی اس عمر مین مفید تہی جیسے بچپن مین جو
غذا اوسکے لئے مہلک تہی وہ اب اس جوانی مین مقوی ہو گئی کلکتہ کی تجارت کو بڑی رونق تہی کیونکہ
دینگیزون اور ڈینز کے جہازون مین انگریز اپنے روپئے سے مال اسباب بہر بہر کر یورپ مین لیجاتے
اسطرح سنہ ۹۸ء مین ڈیڑہ کروڑ روپئے سے بہی زیادہ کا اسباب لیگئے اور خوب نفعے کہائے مگر اسطرح مال لیجانے
مین عرصہ زیادہ لگتا تہا اور خرچ زیادہ پڑتا تہا - لارڈ ولزلی کے آنے سے پہلے دس برس کے اندر کلکتہ
مین جہاز بنانیکے بہی بڑی بڑی کارخانے قائم ہو گئے جب لارڈ صاحب آئے ہین تو اونہون نے تاجرون کو
اپنی نج کی تجارت کے واسطے ان ہندوستانی ساخت کے جہازون مین دس ہزار ٹن مال کا تجارت
کرنیکی اجازت دیدی - اور کورٹ ڈائرکٹرز کو ایک چٹھی لکہہ بہیجی کہ مین نے جو یہہ اجازت تاجرونکو
دیدی ہے اونکا مال تجارت وہ نہین ہے جسکی سرکار کمپنی خود تجارت کرتی ہے - اس سبب سے کوئی
نقصان اور حرج مرج سرکار کی تجارت مین اس سوداگری سے نہین آئیگا - ڈنڈس صاحب بورڈ کنٹرول
کی بہی یہی فیاضانہ رائے تہی - اونکا بہی دل چاہتا تہا کہ تاجرون کو ہندوستانی بنے ہوئے جہازون
مین تجارت کرنیکا لیسنس ملجائے - اسمین کچہہ خرابی نہین ہے - یہہ تجارت تو وہ ہے جسکو خود سرکار
نہین کرتی ہے - مگر اس ڈول تجارت کو دیکہکر ایسٹ انڈیا کی یکبارگی آنکہین کہل گئین - وہان جہاز
کے کارخانے دارون نے تو یہہ جہاز ہندوستان کے بنے ہوئے دیکہے وہ بہی کوئلہ کی طرح جل گئے کہ ہمارے
کارخانے کا ہمکو چلینگے - ایسٹ انڈیا کمپنی گو تجارت کر دودہ کا مکہن خود کہاتی تہی مگر اوسکا مٹہا بہی
جو اوسکے کسی کام کا نہ تہا دوسرے کو نہ دینا چاہتی تہی - اسلئے اس طور پر کورٹ ڈائرکٹرز کی رنجیدگی کے
گورنمنٹ ہند پر بہت لعن طعن کی غرض ان آخر تین سال مین لارڈ ولزلی پر کورٹ ڈائرکٹرز کی
زبان درازیان ایسی ہوتی جاتی تہین جیسے کہ وارن ہسٹنگز پر ہوتی تہین گو وزرا نے

لارڈ ولزلی کا استعفا اور اوسکی وجوہات اور اوسکے اسباب

اس چرب زبانی کو منع کیا مگر پہر بہی اونہون نے اس تجویز تجارت پر بہت کچہہ برا بہلا لارڈ ولزلی کو لکہہ بہیجا

(١٥) لارڈ ولزلی نے جب حسب دلخواہ ملک ودہ کا انتظام کر لیا تو اوسنے کورٹ ڈائرکٹرز کو استعفا بہیجدیا اور اوسمین فقط یہہ وجہ لکہی کہ سلطنت ہند کی لئے جو بڑی تدابیر سلامتی اور بہبودی کی تہین وہ سب پوری حسب مراد ہوگئین میرا آگے یہان رہنا ضرور نہین معلوم ہوتا مگر اوسنے وزراء اعظم کو جو چٹہی لکہی اوسمین اپنے دل کی ساری بہڑاس نکالی۔ اور بیان کیا کہ اصل سبب اس عہدہ سے دست بردار ہونیکا یہہ ہے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے بالکل میری مخالفت پر کمر باندہ لی ہے۔ اور میرا اعتبار اپنے دل سے اوٹہا دیا ہے۔ اونہون نے قطعی یہہ حکم بہیجا کہ سپاہ کی کارخانون مین تخفیف ہو باوجودیکہ مین سترہ لکہہ دیکہ سمجہا دیا تہا کہ ملک کی حالت ایسی نہین ہے کہ یہہ تخفیف کیجائی۔ اوس سے ملک کی سلامتی اور امن مین خلل آجانیکا اندیشہ ہے۔ اور جو ملک مقبوضہ اور مفتوحہ ومفوضہ ہین اون مین یقینی فتنہ برپا ہوگا۔ مگر اونہون نے کچہہ نہ سنا سب سے زیادہ شکایت یہہ بیان کی کہ اونہون نے میرے سگے بہائی جنرل ولزلی کی وظیفے جو بعد اختتام جنگ میرے نزدیک بہی واجب تہے یک قلم کاٹ دئی۔ گورنمنٹ مدراس نے جو اوسکے واسطے وظیفے تجویز کئے تہے وہ موقوف کر کے اور اوسپر بہت لعن طعن کی اور کچہہ نہین خیال کیا کہ میسور مین جنرل ولزلی کو اپنے عالی درجے کی موافق کیا کچہہ خرچ کرنا پڑا ہوگا۔ گورنر جنرل مع کونسل کو اور پریسیڈنسیون پر جو اختیارات پارلیمنٹ سے عطا ہوئے تہے وہ منسوخ کر دئی اور اس قاعدہ سے اونہون نے سپریم گورنمنٹ کی قدرت اور حکومت کا خاکا اوڑا دیا۔ جن عمدہ و تجربہ کار اور دانشمند افسرون کو مین نے کامون پر تجویز کیا اونکو موقوف کر کے برخلاف قانون اپنے اور دی بہرے جو اون کامون کے کسی طرح لائق نہ تہے۔ اس امر کے خلاف لارڈ ولزلی بہت کچہہ لکہا کہ اگر کورٹ ڈائرکٹرز ماتحت محکمون مین دخل دیگی اور جزئیات کے کامون ... ی دست انداز ہوگی۔ اور گورنر جنرل کا کچہہ اختیار نہ رہنے دیگی تو ایسی صورت مین گورنمنٹ ہند پابستہ ہو کر کچہہ اپنے ہاتہہ سے نہ کر سکیگی۔ مگر بورڈ کنٹرول کو یہہ منظور نہ تہا کہ لارڈ ولزلی ہندوستان سے ابہی ہی چلا آئین اوس انڈیا ہوس مین کہا کہ کمپنی نے لارڈ ولزلی

بعض تدابیر کی نسبت اپنے حسد و بغض کا زہر اوگلا ہے۔ اور خصوصاً ہنری ولزلی جنکا تقرر بیہ بہہ سچ ہی کہ لارڈ ولزلی نے بہی کمپنی کر اوپر دھبہ کی لگائی ہین ایک یہہ کہ ڈسن سے تجارت کا ٹہیکہ نہ رہے۔ دوسرا یہہ کہ اوسکو اپنے دوستون اور اوروں کو نوکر رکہنے کا اختیار نہ رہے مگر کورٹ ڈائرکٹرز لارڈ ولزلی کی خدمات بزرگ کی خیال سے بہی خالی نہین ہے۔ اسواسطے اوسکو چاہیے کہ وہ لارڈ ولزلی سے درخواست کرے کہ وہ مہربانی فرماکر اول جنوری ۱۸۰۳ء تک ہندوستان مین تشریف رکہین مجبوری کورٹ ڈائرکٹرز کو یہہ لکہنا پڑا جو لارڈ کیسلرے نے اونسے کہا۔ اسوقت بیہ دسکو معلوم نہ تہا کہ یہہ لوگ روز ہم سفر کرتے ہین کہ جیسے پہلے یہہ فیروزی ہماری رونق ہوئی کہ ہمارے گورنر کے ہاتہون سے مرہٹون کی قوت خاک مین ملجائیگی۔ اور ہندوستان کا نقشہ ہی اور رنگ کا بن جائے گا۔

(۱۶) برٹش گورنمنٹ کے تعلقات ہندوستانی رئیسون سے مختلف طرح کر مختلف اوقات مین رہے ہے نواب ارکاٹ۔ راجہ تنجور۔ نواب اودہ سے ایک طرح کا تعلق تہا۔ نظام پیشوا اور مرہٹون کے سردارون سے دوسری طرح کا۔ اول قسم کو رئیسون سے تمام اونکے ملکی مالی جنگی اختیارات اپنے ہاتہ مین لے لئے تہے اور فقط اونکو نام کا رئیس بنا رکہا تہا اور حقیقت مین وہ سرکار ذوی الاقتدار کے پنشندار تہے۔ نواب اودہ کو کچہہ اختیار اپنے ملک مین دیا تہا جسکو وہ بغیر صلاح اور مشورہ انگریزی کے کام مین نہین لاسکتا تہا انگریزی گورنمنٹ نے بتدریج و ترتیب سے گنگی کی طرح ترقی کی تہی جیسے اوسکی پور لپور بڑہتی جاتی ہی اسی طرح گورنمنٹ انگریزی کا اقتدار پر اقتدار اور اختیار پر اختیار بڑہتا گیا اول اوسکو اپنی سلامتی اور حفاظت کے واسطے یہہ ضرورت پڑی کہ ہندوستانی رئیسون کی سپاہ سے امداد کرے۔ ہندوستانی رئیسون کو یہہ نعمت غیر مترقبہ ملی۔ اوسکو اونہون نے روپیہ دیکر خوشی خوشی خریدا ہندوستان مین امور سلطنت کی دو فرع ہین ایک فرع تیغ کی ماتحت ہے دوسرے قلم کے نیچے تیغ تمام معاملات جنگ مین اختیار رکہتی ہے اور قلم تمام ملکی انتظام۔ مثل خراج ستانی و معدلت گستری پولس مین حکمران ہے۔

ہندوستانی ریاستوں سے جو تعلقات سرکار انگریزی کے

اول اول انگریزون سے جن ہندوستانی رئیسون کا ملاپ جلاپ ہوا تو اونہون نے اپنی خوشی سے اپنی تلوار تو انگریزونکو ہاتہہ مین دیدی انگریز اس تیغ تیز کو مدت تک ہاتہہ مین لئے بیٹھے رہے۔ اور ہر ہندوستانی رئیس ملکی انتظام مین قلم ہاتہہ مین رکہے رہے۔ اور جب قلم کا کام بہی اوس سے چہین لیا گیا تو وہ صرف نام کے رئیس رہ گئی۔ یہان کے فرمانروایون کا دستور قدیم سے چلا آتا ہے کہ وہ اپنی تیغ و قلم کو اورون کو دیکر خود نام کے بادشاہ یا راجہ بیٹہے رہتے ہین چنانچہ اسوقت مرہٹون کے راجہ کا بہی حال تہا کہ وہ فقط نام کا راجہ ستارہ مین تہا اور اوسکو اورون کے ہاتہہ مین پہنسا ہوا پڑا تہا۔ اور وہ اونہی التفات اور مہربانی سے پیش آتا تہا جو بہیرہ اوسکی قید کے لئے ہوتا تہا وہ نادان اوسکو اپنی عزت کا پہرا جانتا تہا۔ اب دوسرے قسم کے رئیسون سے جو برٹش گورنمنٹ نے تعلق پیدا کرنا چاہا تہا وہ یہہ تہا کہ وہ اپنی تلوار کے زور کو انگریزونکو حوالہ کرین۔ نظام دکن و پیشوا سے اس قسم کا تعلق پیدا ہی ہو گیا تہا سنہ ۱۸ کی عہدنامہ کے بعد اب لارڈ ولزلی اسی طرح کا تعلق مرہٹون کے بڑی بڑی سرداروں سے پیدا کرنا چاہتا تہا جسکا بیان ہم آگے کے فصل مین تفصیلوار بیان کرینگے۔

(۱۷) جو مورخ تاریخ اس نظر سے لکہتے ہین کہ اوس انسان کا بہلا ہو۔ اور اوسکی عقل و دانش زیادہ ہو وہ ضرور جس سلطنت کے افعال و اعمال لکہتے ہین اونکی برائی بہلائی اپنی دلائل و نظائر کے ساتہہ تحریر کرتے ہین مگر ان عیب و صواب بتلانے مین رائین اونکی مختلف ہوا کرتی ہین وہ ایک ہی کام ہوتا ہے جسکو ایک برا دوسرا بہلا دلائل سے ثابت کرتا ہے پس اسی طرح مختلف مورخون نے برٹش گورنمنٹ ہند کی تاریخ لکہی ہے اور اوسکے افعال کی زشتی اور نکوئی کو دلائل کے ساتہہ بیان کیا ہے۔ ایک ہی بات کو ایک مورخ اس پیرایہ مین بیان کرتا ہے کہ دیکہنے سے بہت برا ہی معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا مورخ اوسکو اس انداز سے ادا کرتا ہے کہ وہ سارا بہلا ہی بہلا دکہلائی دیتا ہے مین نے اوسکو دونو طرح سے بیان کرکے ایک مناظرہ سا بیان کردیا ہے کہ جسکے پڑہنے سے مجہے یقین ہے کہ طالب علمون کے ذہن مین جودت پیدا ہوگی۔ اور ایک مقدمہ اونکے روبرو ایسا پیش ہوگا کہ جسکے فیصلہ کرنے مین ضرور اونکو اپنا ذہن کام مین لانا پڑیگا۔ جابجا بہت سے اعتراضات

سرکار کمپنی کے کاموں پر لکھے ہوئے ہیں اور پھر اونکے قوی یا ضعیف جواب تحریر ہوئے ہیں مگر اہل انصاف کو
دل میں اس امر کا یقین ہوگا کہ جس زمانہ میں انگریزونکو ہندوستان سے تعلق ہوا ہے وہ ایسا تہا کہ دنیا کے پردہ پر کوئی قوم
ایسی تہی نہ کوئی بادشاہ ایسا تہا کہ وہ ہندوستانیونکے ساتہہ اتنا ہی نیک سلوک کرتا جتنا سرکار کمپنی نے کیا۔ اسنے
ہندوستانیونکی بہبودی و آسائش ترقی شائستگی میں بہت کوشش کی اونکی جان و مال عزت و آبرو کے قائم
رکہنے میں سعی کی۔ اونکے انفصال حقوق کے واسطے عدالتیں مقرر کیں چوروں رہزنوں قزاقوں
ٹہگوں کے ہاتہہ سے بچانیکے واسطے پولیس قائم کیا۔ امن امان ملک میں قائم رکہنے کی تدبیریں کیں
زیر دستوں کو زبردستوں کے ظلم سے چہڑایا۔ رئیسوں کے اعزاز و اکرام میں کوتاہی نہیں کی۔ غرض
ان باتوں کو جتنا انگریزوں نے کیا اوتنا ہی کوئی اور دنیا میں ہندوستانیوں کے لئے کرنیوالا
نہ تہا۔ جو اعتراض بعض نے لکھے ہیں وہ انگلشی زبان میں لکھے ہیں۔ اس حسن اقبال نیک سیرت و خوش
صورت قوم کی خواص میں یہہ امر داخل ہے کہ وہ کسی مسلک میں بے بدرقہ دلیل قدم نہیں رکہتے ہر شخص
کو اپنی رائے کے اظہار کے لئے بشرطیکہ اوسکے لئے وجوہ ہوں اختیار حاصل ہے۔ اسلئے وہ اپنی گورنمنٹ
کی غلطیوں پر اور اپنے افسروں کی لغزشوں پر ایسے ایسے سخت اعتراض چہاپ دیتے ہیں کہ جب
جو اس کوچہ سے نابلد ہیں وہ یہہ جانتے ہیں کہ یہہ شخص کوئی اپنی گورنمنٹ کا بڑا سخت دشمن ہے۔ مل صاحب
کی تاریخ مبسوط کوئی پڑہے تو اوسکو ایک حیرت ہوگی کہ یہہ تاریخ ہند کس انگریز نے لکہی ہے شاید وہ
اپنی قوم کا دشمن ہے۔ مگر سب جانتے ہیں کہ وہ بڑے خیرخواہ اور قوم کے پیشوا ہیں اور حقیقت میں قومی
رہنمائی کا کام یہی ہے کہ جب وہ دیدہ و دانستہ غفلت اور بے پروائی کرے تو اوسکو متنبہ کرے
اور سچی دل سوزی اور ہمدردی کا اقتضا یہہ ہے کہ اوسکی مذمت کرے۔ غرض جو اس
چاشنی سے بے بہرہ ہیں وہ اس نکتہ کو ہرگز نہیں سمجہ سکتے ہیں کہ اس اپنی عیب بینی ہی
کی بدولت یہہ قوم عالی منش معراج ترقی پر صعود کرتی جاتی ہے فقط

فصل ششم

لارڈ ولزلی کا عہد حکومت اور مرہٹوں کے معاملات

سنہ ۱۸۰۰ء سے ۱۸۰۳ء تک

(۱) جب انگریزوں نے سلطنت میسور کو غارت کر دیا اور اپنی بلند مرتبگی کے لیے حیدرآباد میں قائم کر دیا تو خالی میدان میں فقط وہ اور مرہٹے رہ گئے۔ لارڈ ولزلی کو یقین تھا کہ ہندوستان کا امن امان سارا اسی پر موقوف ہے کہ انگریزی سلطنت کو سب ہندوستانی سرکاروں پر بزرگی و تفوق حاصل ہو جائے اور انگریزی خیل و حشم کی حفاظت و حمایت میں وہ محروس ہو جائیں۔ وہ اپنا اتنا ملک دیدیں کہ جو اس سپاہ کے خرچ کو کافی ہو۔ اور جو جھگڑا اون کے درمیان آپس میں ہو اوسکے تصفیہ کر دینے کا اختیار برٹش گورنمنٹ کو ہو۔ مگر مرہٹوں کا دماغ چڑھا ہوا تھا۔ بھلا وہ کب اس بات کو سننے والے تھے کہ انگریزی سپاہ اونکے ملک کی محافظ ہو اور وہ ملک اوسکے خرچ کے لیے دیں۔ اس سلطنت کا سارا دارومدار لوٹ مار پر تھا اگر ملک میں امن ہو جاتا تو گویا اونکی روزی کا دروازہ ہی بند ہو جاتا۔ وہ تو امن کے دشمن اور فساد کے دوست تھے۔ اور خوب جانتے تھے کہ اگر انگریزی سپاہ محافظ ہوئی تو وہ آزاد نہ رہینگی اور رعایا اونکا غضب نہیں مانیگی۔ گورنر جنرل نے سنہ ۹۹ء کو اس قسم کے عہد و پیمان کا پیغام پیشوا پاس بھیجا۔ وہاں ایک فرسودہ روزگار نانا فرنویس پیشوا کا وزیر موجود تھا۔ اوسنے ایسے معاہدہ سے انکار کرا دیا۔ مگر مارچ سنہ ۱۸۰۰ء میں موت نے اس منتظم کو مرہٹوں کے سر پر سے اوٹھا لیا۔ اوسکے ساتھ ہی مرہٹوں کی سلطنت کی دانائی اور اعتدال کا زوال آ گیا۔

(۱) جن میں بڑا دانا گذرا ہے۔ وہ بڑا ہوشیار اور اپنی قوم کا دل سے خیر خواہ رہا تھا۔ اس نیک شعار کا ہمیشہ شعار رہا کہ وہ اپنی قوم کو سرکش بے اعتدالی کی راہ میں قدم نہ رکھنے دے۔ ... کی بڑی تعظیم اور تعریف کی ہے ... بڑے خوش نیت اور نیک طینت و جوانمرد ہیں مگر اپنی قومی مصلحت کی نظر سے اونسے کشیدہ خاطر اور مخالف رہتا تھا۔ اونکی شان و شوکت کی ترقی روز افزوں کی تھا

گو ملکی طرح خوب چلتا۔ یہہ وہی تہا کہ سیندہیا کو پونہ مین کبہی آگے نہ بڑہنے دیا۔ مگر جب یہہ کہنو والا نہ رہا تو سیندہیا بہت چل نکلا اور مرہٹون کا سرتاج بن گیا۔ اور تمام سرداروں مین سربلند ہو گیا اوسنے باجی راؤ دوم کا ایک کو نہین بٹہا دیا۔ اور جب وسکو یہہ خبر لگی کہ پیشوا کہین بہاگنے کو ہے تو اوسکے محل کو گہیر کر اوسکی اسائش تیرا سنے قید مین رکہا۔ مگر سرفرعون نے رامو سنگہ اوسکی جان کو واسطے جسونت رائو اوسکے ہتیار سے ہو رہا تہا۔ اوسکی ترقی کو دیکہہ دیکہہ پیشوا دل ہی دل مین خوش تہا ہوتا اور جانتا تہا کہ اوسے جا پکڑے کل سے سیندہیا کی قید سے ایک نہ ایک دن مین رہائی پاؤنگا۔ یہہ امید طیفہ بہ بڑہتی جاتی تہی اور تہا ہی اوسکا میلان خاطر و التفات انگریزون کی طرف سے کم ہوتا جاتا تہا

(۲) ملہار راؤ جسکو اس سبب سے کہ وہ ہول گانو کا رہنے والا تہا۔ ہلکر کہتے تہے ذات کا گڈریہ تہا۔ اوسنے اپنی تدبیر اور شمشیر کے زور سے لینی سے بلندی پر چڑہ گیا چرواہا تہا یا راجہ ہو گیا وہ چہتر برس کی عمر مین چالیس برس تک مرہٹون مین دلاوری سے افسری اور سرداری کرکے اس دنیا سے سدہارا۔ اوسکا ایک بیٹا کہانڈی راؤ تہا سو وہ باپ کی زندگی ہی مین مر گیا۔ اوسکے ساتہہ اہلیا بائی کی شادی ہوئی تہی۔ وہ بیس برس کی عمر مین رانڈ ہو گئی۔ اور ایک لڑکا ملے راؤ اور ایک لڑکی مچہا بائی اوسکی یادگار ہین۔ ملہار راؤ کی وفات کے بعد اوسکا بیٹا پوتا مسند نشین ہوا۔ مگر نو مہینے تک خفقان مین مبتلا رہا۔ کہ جان نے جسم کے خلجان سے رہائی پائی۔ پہر دہرم شاستر کی رو سے اہلیا بائی سلطنت کی وارث ہوئی۔ اور وہ تخت سلطنت پر جلوہ فروز ہوئی اور عنان سلطنت اپنے ہاتہہ مین لی۔ اوسوقت اوسکی عمر تیس برس کی ہو گئی۔ اوسنے تکاجی ہلکر کو اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا اور جو کام اپنے سے نہ ہو سکتے تہے وہ اوسکو تفویض کئے یہہ عورت ہندون کے ہان ایسی ہوئی کہ اگر سیتاجی اور سکنتلا اور دروپدی اور ساوتری کے نیچے اوسکا نام لکہدین تو بجا ہے۔ اگر ہندو دیوتاؤن کے نام کے ساتہہ اوسکی سمرن کرین تو روا ہے۔ ایسے اچرج کاج اوسنے کئے ہین کہ دیوتاؤن کے ساتہہ اوسکا نام لینا اوسکے عجیب اوصاف دیکہنے والے ہین دیکہتے ہین عورت ہو کر اوسمین خوبیان ایسی ہین کہ جو مردون مین پائی جاتی ہین

ہلکر کے خاندان کا حال اور اہلیا بائی

ام کو نہی ۔ باوجودیکہ وہ اپنے دہرم کرم مین ایسی پکی تہی کہ کا سکو کوئی عورت ہوتی ہے ۔ مگر دوسرے
کے مذہب سے اوسکو کچھہ تعرض نہ تہا ۔ اس پاک دامن کا دامن گرد تعصب سے آلودہ کبھی نہ ہوا ۔ رات دن یہی
دھن لگی رہتی تہی کہ مین سب کو خواہ ہندو ہو یا مسلمان سکھہ پہونچاؤن ۔ دکھیون کے دکھہ دور کرون
ہر درد کے لئے درمان ہون ۔ طوائف انام اور طبقات ملل کی یاد تہی ۔ باوجودیکہ قبول صورت نہ تہی مگر اوس
حسن سیرت پر ہندو مسلمان فریفتہ و دل و جان فدا تہے ۔ اور اوسکے اقبال اور دولت کے لئے ہمیشہ دست بدعا تہے
خطا پوشی عطا پاشی اوسکی خصلت تہی ۔ اسپر یہہ خوبی تہی کہ مفسدون کا چراغ نہ جلنے دیتی تہی ۔ شریرون
پر تشدد و تہدید کی شررفشانی کرتی رہتی تہی ۔ ہندوستان مین اچہے سے اچہے حاکم کی یہہ بڑی تمیز ہے
کہ جو فرمان روا اپنے ارکان سلطنت کو جلد جلد بدلتا ہے ۔ وہ برا اور ناقدرشناس و تلون مزاج سمجھا جاتا ہے
اور جو ہمیشہ اسکے خلاف کرتا ہے تو وہ اچہا اور قدردان سمجھا جاتا ہے ۔ اوسنے تیس ۳۰ برس تک راج کیا اور
کسی اہلکار کو نہین بدلا ۔ اونتظامون اور نیک کامونکی تفصیل کے واسطے تو ایک کتاب چاہیئے مگر مختصر یہہ ہے
کہ اوسکی سلطنت ایک عمدہ سلطنت کا نمونہ پائی جاتی ہے ۔ جسکا انتظام ایسا مستند سمجھا جاتا ہے کہ جب
کسی تکرار کے موقع پر یہہ کہا جاتا ہے کہ اہلیا بائی کے وقت مین یہہ باتین ہوئی تہین تو پہر کوئی چون و چرا
نہین کرتا ۔ سب سر جہکا دیتے ہین اور اوس بات کو مان لیتے ہین ۔ اوسکے تمام رئیس و سلاطین اور انگریز
بڑی تعظیم تکریم کرتے تہے اور اوسکے معتمد اونکے سرکارون مین رہتے تہے ۔ اوس نے بہت سے عمارتین
عمدہ بنوائین ۔ جوم مین ایک نادر سڑک بندہیا چل پہاڑ کے اوپر بڑی لاگت سے بنوائی ہے ۔
ہلکر کے تمام علاقے مین دہرمسالے اور کنوئے بنوا دیئے ۔ **جگنناتھہ ۔ بنارس ۔ کدارناتھہ**
دوارکا ۔ سیتبند رامیشور مین اوسکے بنوائے ہوئے بڑے بڑے سندر مندر اوسکے نام کے
[illegible] ہین ۔ اونکے خرچ کے واسطے بہت سے دیہات پن کردئے ہین ۔ **بشیشر ناتھہ** کا مندر **بنارس**
اور **مہادیو** کا مندر **گیا جی** مین بڑی عالیشان عمارتین ہین ۔ **اندور** کا پرانا شہر دریا کے
داہنے کنارہ پر بستا تہا ۔ نیا شہر جو بائین کنارہ پر بستا ہے وہ اوسی کا آباد کیا ہوا ہے ۔
قصبہ مہیشر بھی اوسی نے بنایا ہے ۔ تیس ۳۰ برس تک جو اوسنے ریاست کی عابدانہ اپنے زہد و تقویٰ ۔

سمجہہ مین نہین آتی کہ عورت اوسکی کیونکر متحمل ہو سکتی ہے - اوسکا یہہ معمول تہا کہ دو تین گہڑی رات
رہے سے پوجا پاٹ کرنیکو اوٹہتی - اوس سے فارغ ہوکر تہوڑی دیر تک کتہا سنتی اور پہر کئی برہمنون کو
دان دیکر اپنے ہاتہہ سے اونکو بہوجن کروانی - بعد اوسکے وہ کچہہ خود ساگ پات کہاتی - گوشت کہانا
کچہہ اوسکے مذہب مین منع نہ تہا مگر وہ دیا لو نہ کہاتی - پہر کچہہ آرام کرتی - دو بجے پوشاک بدلکر
دربار مین آتی اور شام کے چہہ بجے تک راج کے کام کرتی - تمام مقدمات آپ سنتی - فریادی اوس تک اپنی
داد رسی کیلئے پہونچ سکتا تہا - وہ دل سے یقین کرتی تہی مجہے تمام اپنی سلطنت کا حساب خدا کو دینا
پڑیگا - خوشامد اوسے خوش نہ آتی تہی - ایک پنڈت جی اپنی عادت کے موافق بہت شلوک اوسکی تعریف
مین بناکر لائے - اور اوسکے آگے گائے - اس تونگر دل نے اونکو انعام اکرام دیکر رخصت کیا - اور ان
اشعار کو لیکر دریا مین خود ڈبو دیا - آخر عمر اوسکی نہایت تلخ گذری بیٹے کا زخم بہرنے نہ پایا تہا کہ دوسرے
بہیرا اور نمک چہڑکا گیا کہ داماد مرگیا بیٹی بہی نیک بختی اور سعادتمندی مین اپنی ماں کی بیٹی تہی - اوسنے
شوہر کے ساتہہ ستی ہونیکا قصد کیا - اہلیا بائی نے ہرچند کہا کہ میری جان تم کہان مجہے اکیلا
چہوڑکر جاتی ہو - بہائی کے مرنے سے تو پہلی ہی گہر کا چراغ گل ہوگیا تہا - اب تم بہی سدہارتی ہو
کہو میرا حال تم بغیر کیا ہوگا - کیونکر میری زندگی کے دن بسر ہونگے - بیٹی نے سمجہایا کہ اماں مرنا سبکو
ہے - تہوڑے دن آپکو یہان رہنا ہے - بری بہلی طرح سے کاٹ دینا - غرض وہ اپنے ارادہ سے باز
نہ آئی - پہر اہلیا بائی بہی راضی ہوگئی جب بیٹی کی سواری گئی ہے تو یہہ دکہیاری بہی ساتہہ
گئی - دو برہمنون کے ہاتہون پر کہڑی رہی - ادہر چتا مین آگ لگی ادہر اوسکی ماتا کی آگ
بہڑکی - ہاتہہ چہڑاکر چاہتی تہی کہ آگ مین جاکر اپنی جان کے کلیجے کو کہینچ لا دے مگر کچہہ بس نہین چلا
جب تک خدا نے جلایا جیتی کو جیتی رہی مگر جیتے جی اوسکے کلیجہ سے یہہ داغ نہ گیا - ان اپنے بچون کی یادگار
بنوائی تہی مین عمارات عالیشان بنانے سے کچہہ دل کو سنبہالا اور بہلایا ۱۷۹۵ء مین موت نے آنکر اوسکو اس
ہے - ایسے [illegible] چہڑایا - اور ۱۷۹۷ء مین تکا جی کو بہی اجل نے آن لیا تو پہر اس ہولکر کے خاندان مین
[illegible] یہان [illegible] آخر کو شش گورنمنٹ کا حفظ اہلاکر
غریب اوصاف [illegible]

الٹا اُسنے اپنی حکومت کو اُنکے اوپر بٹھایا اور اس سارے خاندان کو اپنا محکوم بنایا۔ آخر کو پیشوا خاندان بالکل
مطیع اور مغلوب برٹش گورنمنٹ کا ہوگیا۔ تکاجی کے چار بیٹے تھے دو اونمین سے بیاہتا بیوی سے کاشی راؤ
اور ملہار راؤ تھے اور دو بن بیاہتا بیوی سے وٹھوجی اور جسونت راؤ۔ کاشی راؤ ضعیف العقل
اور نحیف الجثہ تھا۔ اوسکے بھائی ملہار راؤ نے سلطنت کا اہتمام اور سپاہ کا کام لیا۔ کاشی راؤ
پونا مین سیندھیا پاس دوڑ گیا سیندھیا اوسکی پشت پناہ بنا۔ اور ملہار راؤ پر دغا بازی
کرکے حملہ آور ہوا اور اوسکو شکست دی اور وہ لڑائی مین مارا گیا پس ہلکر کا خاندان جو پہلے سیندھیا
کا رقیب و حریف تھا اب کمزور و ضعیف ہوکر بالکل اوسکا مغلوب ہوگیا۔ اسی سیندھیا کو اور حوصلہ ہوا کہ
تمام مرہٹون کا وہ خود ہی اکیلا فرمانروا اور حکمران ہو جائے۔ جسونت راؤ جو اپنے بھائی ملہار راؤ کے
ساتھ شریک جنگ تھا بھاگ کر ناگپور کے راجہ کے پاس گیا اس راجہ نے سیندھیا کے خیال سے اوسکو قید
کرلیا۔ وہ اس قید سے نکل کر انند راؤ راجہ دھار کے پاس جو قدیمی راجاؤن مین تھا پہونچا۔ یہان بھی
دولت راؤ سیندھیا نے اوسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ اس راجہ نے کبھی دس ہزار روپیہ اس مہمان کو دیکر کہا
کہ آپ رخصت ہو جیئے مین سیندھیا کے سبب سے آپکو نہین رکھ سکتا۔ اب جسونت راؤ دھار سے بھی چلا
سات سوار لوٹے ہوئے اور ایک سو بیس پیدل شکستہ بستہ جنکے پاس لچر سی کپڑے تھے اوسکے ہمراہ تھے وہ یہہ سمجھا
کہ مجھے لوگ نطفہ حرام سمجھ کر خاطر مین نہین لاوینگے۔ اسلئے اوسنے ملہار راؤ کے بیٹے کھنڈی راؤ
کو جو کم عمر تھا اس خاندان کا راجہ بنایا اور آپ خود اوسکا وزیر بنا۔ اور ساری اپنی قوم کو سمجھایا کہ سب
یکدل اور متفق ہوکر سیندھیا کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ممالک متوسطہ مین لٹیرون کی کیا کمی تھی کوئی
اوسکے لئے مغز چاہئے تھا۔ بات کی بات مین بھیل پنڈاری۔ افغان مرہٹے اسطرح
اکٹھے ہوگئے جیسے حلوائی کی دوکان پر مکھیان۔ اسوقت سے جسونت راؤ کا دور شروع ہوا۔ پھر اوس سے
پٹھان رسالہ بھی آن ملا۔ یک شد دو شد یہہ نوجوان بھی تیئیس ۲۳ برس کا تھا خوب زور پکڑنے لگا
ہوا تھا۔ رئیس بھوپال کا وہ نوکر تھا۔ مگر ۱۷۹۸ء مین اوسنے ترک ملازمت کرکے نیزہ بردار سوار اپنے
ساتھ لیکر خود ملکون کا تاخت و تاراج کرنا شروع کردیا۔ اب یہہ دو غارتگر اٹھارہ ...

نربدا کو خوب لوٹتے رہے۔ اور جب اونکو خاک مین ملا چکے اور لوٹنے کو لئے کچہہ خاک نہ رہا تو وہ جدا ہوگئے
امیر خان مشرق کی طرف دولتمند ضلع **ساگر** مین چلا گیا۔ یہہ اضلاع پیشوا کی عملداری مین تہے۔
وہان اوسنے خوب دست درازی کی اور بہت کچہہ لوٹ مین اوسکو ہاتہہ لگا۔ اور **جسونت راؤ**
مالوہ کے اضلاع مین داخل ہوا **دولت راؤ سیندہیا** کو اب ضرور ہوا کہ **پونہ** سے اوسکی گوشمالی
کے لئے باہر نکلے۔ وہ آٹہہ برس کے عرصہ سے یعنی جب سے کہ وہ اپنے چچا کا جانشین ہوا تہا **پونہ** مین ہی رہتا تہا
اور پیشوا کی بیخ کنی مین کوشش کرتا رہتا تہا جب یہانسے چلا ہے تو بہہ لاکہہ روپیہ پیشوا سے اوسنے لیا
سرجی راؤ گہٹکی کو اپنی جگہہ یہان مقرر کر گیا اور پانچ پلٹن پیدلون کی اور دس ہزار سوار اوس
پاس حکومت کرنیکے لئے چہوڑ گیا۔

(**۳**) ہندوستان مین بہی کیا زمانہ بہہ انقلاب کا تہا کہ ابہی ایک شخص خاک مین رل رہا تہا کہ آسمان
پر چڑہ گیا۔ کل کی بات ہے کہ **جسونت راؤ** اودہر کا مارا اودہر ایڑیان رگڑتا پہرتا تہا۔ باد دو برس کے
عرصہ مین اوس پاس ایک سپاہ جرار ستر ہزار کی موجود تہی۔ **مالوہ** کو پامال کرتا ہوا **سیندہیا** کے
دار السلطنت **اوجین** پر جا پہونچا۔ یہان **مہاداجی سیندہیا** کی بیوائین رہتی تہین دولت اور
سرمایہ اور سپاہ کو **دولت راؤ سیندہیا** کے خوف کے مارے لیکر یہان چلی آئین تہین **جسونت راؤ**
نے اونکو یہہ دم دیا کہ مین تمہاری حمایت اور اعانت کرونگا۔ اور آدہی رات کو اونکی لشکر پر توپین
لگادین۔ اور اونکا تمام مال و متاع اور توپخانہ لے لیا۔ اور اونکو جان بچاکر بہاگنے بہی نہ دیا **سیندہیا**
کے سپاہیون کے دو گروہ **جسونت راؤ** کی مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے۔ اونکے افسر فرنگی تہے۔ مگر اونپر بہی یہہ
پہٹکی پڑی کہ ایک گروہ نے تو اپنے مینا پر دشمن کے پیرون مین ڈالدئے۔ اور دوسرے گروہ پر جسکے افسر
کرنیل الیس سنگ تہے اوسپر **جسونت راؤ** نے ایسی عمدہ طرح سے حملہ کیا کہ چوتہائی سپاہ اوسکے
ماری اور گیارہ فرنگی افسرون مین سات کا سر اوڑا دیا اور تین کو قید کا مزہ دکہایا اور شہر **اوجین** پر
قبضہ کر لیا۔ مگر اوسکو لوٹا نہین اوسکی سپاہ ایسی فرمانبردار تابع تہی کہ جب اوسنے حکم دیدیا کہ شہر پر
ہے۔ تو پہر کسی کا کیا مقدور تہا کہ تنکے کو ہاتہہ لگا سکے۔ مگر اوسنے شہر سے پندرہ لاکہہ روپیہ

جسونت راؤ ملکر اور دولت راؤ سیندہیا کی لڑائیان

تاوان لیکر اپنے خزانہ مین داخل کیا۔ یہان یہہ ہوا وہان پونہ سے جب سیندہیا چلا تو پیشوا اوسکی قید
سے چھوٹا۔ اب سمجھا اسکے کہ وہ اپنی تمام جاگیرداروں اور تابعین رئیسون کو مدارا اور آشتی سے اپنا
دوست بناتا۔ اس کم فہم اور ناقص عقل نے اونپر اور تشدد کیا۔ اور اونکو غارت کرنا شروع کیا
اونہون نے بغاوت اختیار کی اور تمام دیہات پر چڑھ آئے اور زمینداروں سے آپ ہی خراج لینا
شروع کیا۔ کسی ضرورت کے سبب سے وٹوجی بہی ایک گروہ کے سرگروہ تہے۔ وہ پکڑے گئے تو پیشوا
نے اونکو ہاتہی کے پیر کے تلے سلوایا اور اوسکی ہای وای کا تماشا خوش ہو کر دیکہا جب رعایا
نے یہہ ستم شعاری پیشوا کی دیکہی تو اوسکی پیروی چہوڑی اور اوس سے دل بیزار ہو گئے۔
اور جسونت راؤ کو جب یہہ خبر اپنے بہائی کی پہونچی کہ وہ یون پامال ستم ہوا تو اوسکے دل
مین پیشوا سے انتقام لینے کا جوش خروش ہوا جب سیندہیا کو اپنے لشکروں کا حال کہلا اور
جسونت راؤ کی قوت اور قدرت بڑہنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوسنے اپنے سسر سرجی راؤ
گہٹکی کو بلایا کہ وہ سپاہ لیکر چلا آئے یہہ سرجی راؤ بہی شرارت اور فتنہ پردازی مین شیطان
سے کچہہ کم نہ تہا۔ سیندہیا کا شیطان مشہور تہا جسوقت سیندہیا پونہ سے چلا تو یہہ سسرا
پیشوا کے جنوبی اضلاع مین سپاہ کو لیکر چلا گیا اور ان اضلاع کو نہایت بیرحمی سے لوٹا۔ اور جب
بلایا گیا ہے تو وہ پونہ سے ایک منزل پر تہا اور قریب تہا کہ اوسکو بہی خوب لوٹے مگر سیندہیا
پاس چلا گیا۔ اور ڈی بوئن کی پلٹنین بہی سیندہیا سے آملین پہر ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۸۰۲ع کو
ہلکر اور سیندہیا مین ایک یدہ ہوا جسمین سیندہیا نے زک پای۔ اور سرجی راؤ پونہ
مین فتح کے نشہ مین بدمست ہو کر داخل ہوا۔ اور شہر کو بیدردی سے لوٹنا شروع کیا۔
اور اہلیا بائی کی بنائی ہوئی عالیشان عمارتون کو جلا کر خاک کر دیا۔ دولتمندون کے
گلے پر چہری رکہہ رکہہ کر روپیہ لیا۔ بیچاری عورتین اپنی عصمت و عزت کے خوف سے اپنی کنوؤن مین
گرین کہ وہ بالکل اونکی لاشون سے لبالب ہو گئے جسونت راؤ کو یہہ سبب ایسا [illegible]
کے بعد وہ اپنی عقل و تدبیر سے پہر بنا جسطرح کی جوانمردی اور لیاقت [illegible]

اس زمانہ کے مناسب تہی پہر اوسکے جہنڈے نیچے سپاہ کا جمگہٹ ہونا شروع ہوا - اور وہ اس سپاہ کو لیکر شمال کی جانب غارت کرتا ہوا چلا - اور ایسا بیخوف اور نڈر ہوا کہ ہندوون کے لوٹنے مین بہی دیوتاؤن کا ادب نکیا - ناتہدوار کو خوب لوٹا - پہر خاندیس کو لوٹتا ہوا پونہ کے قریب جا پہنچا - اور یہہ بہانہ بنایا کہ مین پیشوا کو سیندہیا کے پنجے سے اوڑاتا ہون -

(۴۲) جسونت راؤ جس ارادہ سے پونہ پر آتا تہا اوسکو سب جانتے تہے اوسکے نام سے پیشوا کا دم بند ہوتا تہا - لارڈ ولزلی کو اس امر کا یقین ہمیشہ سے تہا کہ جب تک پونہ مین ہمارا قدم اور علم نہین قائم ہوگا دکن مین کبہی آتش فساد نہ بجہیگی - اسلئے جب کبہی موقع ملتا تو وہ پیشوا سے عہد و پیمان کرکے یہہ پیغام بہیجتا کہ ملک کی حفاظت ہماری سپاہ کے حوالے کرو اور اوسکے خرچ کے واسطے ملک دیدو پیشوا بہی اپنی امید و بیم کی حالت کے موافق اوس سے وعدہ وعید کرتا تہا کبہی اوسنے یہہ کہا کہ مجہے سپاہ انگریزی رکہنی اس شرط سے منظور ہے کہ وہ سرکار انگریزی ہی کی عملداری مین رہے مین جب چاہون اپنی خدمتگذاری کیلئے بلالون - ملک بہی اوسکے خرچ کے دینے کے واسطے بتلایا مگر وہ ایسا ملک تہا کہ جسپر پیشوا کی حکومت برائے نام تہی - پرائی دوکان پر دادا جی کی فاتحہ پیشوا یہہ سمجہتا تہا کہ اپنے ملک مین سپاہ انگریزی کو سطرح بالاستقلال جگہہ دینی اوسکا تابع بننا ہے - لارڈ ولزلی اس درخواست کو اس سبب سے نامنظور کرتا تہا کہ اسطرح بالکل فائدہ پیشوا ہی کو تہا - برٹش گورنمنٹ کو کچہہ نفع نہ تہا غرض وہ ہونے اسوقت اپنا پیغام معمولی بہیجا مگر جب سیندہیا نے اپنے سردار شو دلیٹ اوکو پونہ کی حفاظت کے واسطے دس پلٹنین پیدل کی اور بہت سے سوار دیکر بہیجا تو پیشوا کا ارادہ پہر گورنر جنرل کے ساتہہ عہد و پیمان کرنیکا فسخ ہوگیا اکتوبر کے شروع مین کرنیل کلوز رزیڈنٹ پونہ نے گورنمنٹ کو لکہہ بہیجا کہ عہد و پیمان ہونیکی اب کچہہ امید نہین ہے - اب سیندہیا اور پیشوا کی سپاہ ملکر ۱۴ ہزار پونہ کی فصیل کے پاس تہین - اونمین ... کرنیل ڈیوسن تہی - ہلکر کے پاس بہی چودہ پلٹنین تہین جو قواعد فرنگستانی ... پانچ ہزار پیادہ اور ۲۵ ہزار [illegible] معاملہ تہا کہ دم

جسونت راؤ ہلکر

ہندوستانی رئیسون کی طرف انگریز افسر تہے اور اپنے اپنے آقاؤن کی طرف سے وہ اوسمین لڑتے تہے۔ یہہ لڑائی دیرتک نہایت سختی سے قایم رہی ہنگامہ قتال و جدال خوب برپا ہوا۔ اول دل سیندہیا کا پلہ لڑائی مین بہاری معلوم ہوتا تہا۔ ہلکر کی سپاہ بہت کٹ چکی تہی ہلکر دفعتہ شیر کی طرح جہپٹا اور اوسنے اپنی سپاہیون کو للکارا کہ ای جوانمردو یہہ آج ہی کا دن ہے کہ میرے پیچہے چلے آؤ۔ غرض اسوقت اوسنے اپنی شیرمردی سے اور ونکو بہی جوانمرد بناکر سیندہیا کی سپاہ کو جوابا کٹ دیا تو اوسکے پیر اوکہڑ گئے اور بڑی شکست فاحش ہوئی اور تمام بہیر بنگاہ کا اسباب دشمن کے ہاتہہ پڑا باجی راؤ پیشوا اول دل تو لڑائی مین شریک ہوا مگر جب لڑائی مین آگ برستی ہوئی دیکہی تو مارے خوف کے وہ اس آتش زنی کے حد سے پرے ایک پربت پر جا بیٹہا۔ ایک سپاہ اوسکو گہیرے ہوئی کہڑی تہی۔ اگر یہہ سپاہ ہلکر سے لڑنے جاتی تو کچہہ کام بہی آتی پیشوا نے دیکہا کہ لڑائی کا پاسہ پلٹنی کو ہے تو فوراً اوسنے اپنا ایلچی کرنیل کلوز پاس جو اوسکے قریب ہی خیمہ زن تہی بہیجا کہ تمام وہ شرائط منظور ہین جو گورنر جنرل نے پیش کی تہین۔ پہر اوسکو شکست کی خبر آئی تو وہ سات ہزار آدمیون کے ساتہہ سنگم شہر مین چلا گیا اور پہر وہان سے ساحل بحر پر بہاگ گیا گورنر بمبئی کو خط لکہا کہ ایک جہاز کا سازوسامان کر رکہے جب یہہ جہاز آیا تو اوسمین بیٹہہ کر وہ ۱۶ دسمبر کو بسین مین پہنچا۔

(۵) جسونت راؤ پونہ مین داخل ہوا۔ اوسکی آرزو دلی یہہ تہی کہ پیشوا سمجہے ہاتہہ لگ جاتے تو وہ مین انتظام کردن جو دولت راؤ سیندہیا نے آٹہہ برس سے کر رکہا تہا۔ مگر پیشوا ہلکر کی بات پر کان بہی نہین دہرتا تہا۔ جب جسونت راؤ اس امید مین مایوس ہوا تو اوسنے پیشوا کے بہائی امرت راؤ کو بلایا اور اوسکے بیٹے کو مسند پر بٹہایا اور اوسکو مدار المہام مقرر کیا اور اس کام کے عوض مین خود دو کروڑ روپیہ لئے اور ایک کروڑ روپیہ کی آمدنی کا ملک لیا اور تمام سپاہ پر اپنا اختیار رکہا دو مہینے تک پونہ مین اوسنے کام اعتدال کے ساتہہ کیا مگر پہر اس شہر کو لوٹ لیا کرنیل کلوز رزیڈنٹ پونہ کو سرجی راؤ نے چاہا کہ وہ یہان بدستور رہین مگر اونہون نے یہہ دو ٹوک جواب دیا کہ مجہسے یہہ غاصبانہ کام نہین دیکہے جاوینگے وہ پہلی دسمبر کو بمبئی

(۶) کرنیل کلوز صاحب یہان آئے باجی راؤ پیشوا کے عہدنامہ کی درستی مین مصروف ہوئے اور یہہ عہدنامہ ۳۱ دسمبر ۱۸۰۲ کو مرتب ہوا۔ تاریخ عہد انگلشیہ مین یہہ روز بہی یاد رکہنے کے قابل ہے اوسکی شرائط یہہ تہین اول انگریزی سپاہ کی چھہ ہزار پیادے اور اوسکے مناسب حال توپخانہ پیشوا کی عملداری مین رہا کرینگے۔ اور اونکے خرچ کے واسطے پیشوا اون ضلاع دیگا جنکی آمدنی چھبیس ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ ہوگی دوم جو قوم فرنگستانی انگریزون کے ساتھہ مخالفت مخاصمت رکہتی ہوگی اوسکے کسی آدمی کو پیشوا نوکر نہ رکہیگا اور فرانسیسونکو بالکل موقوف کردیگا اور بغیر منظوری سرکار انگریزی کے نہ وہ کسی ریاست سے لڑیگا نہ کسی سے عہد وپیمان کریگا غرض جو معاملات اور ریاستون سے ہونگے اونمین کوئی کام بغیر مشورت انگریزی گورنمنٹ کی نہین کریگا سوم سورت اور اور اضلاع گجرات جو کہ بالفعل گائکواڑ سے سرکار کمپنی کو ہاتہہ لگے اونپر جو اوسکے دعوی تہے اونسے دست بردار ہوگا ۔
چہارم سرکار کو کچھہ مداخلت پیشوا کی خانگی کامون مین نہوگی۔ نہ اوسکی اولاد اور عزیز یگانون اور نوکرون سے سروکار ہوگا۔ سپاہ سرکار انگریزی پیشوا کی ایسی خدمت گزاری کے لیئے کمر باندہے بیٹہی رہیگی کہ کوئی اوسکی رعایا اور تابعین سے سرکشی کرے اور فتنہ پردازی پر آمادہ ہو تو وہ فوراً اوسکا علاج کریگی اور اس آتش فساد و بغاوت کو بجہائیگی۔ یہہ آخر شرط بہی تماشے کی تہی کہ پیشوا کو تو اختیار تہا کہ خواہ وہ اپنی رعایا پر جتنا چاہے ظلم وستم کرے اور اوسکی چہاتی پر مونگ دلے۔ مگر جب یہہ غریب رعایا اوسکے ظلمون کے مقابلہ کے لیئے سر اوٹہائے تو انگریزی سپاہ اوسکی سرکوبی کے لیئے ہتہیار چلائے مرتے کو مارے شاہ مدار۔ برٹش گورنمنٹ نے پیشوا کے ملک کے انتظام اندرونی مین نہ دخل دینے کا وعدہ کیا۔ مگر یہہ صورت نواب ارکاٹ اور اودہ کے ساتہہ نہ کی وہان برعکس اسکے یہہ شرط تہی کہ اگر ملک کا انتظام اندرونی خراب ہوگا تو برٹش گورنمنٹ کی عدالت اعزاز و مردمی و مردانگی کا یہہ اقتضا نہ ہوگا کہ رعایا کے گلے پر چہری پہرتی ہوئی دیکہے اور نہ بولے ۔

* یہہ تسلیم ہی انگریزی تاریخ کا ایک واقعہ عظیمہ ہے اور اوس سے انگریزی

سلطنت کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے وہ مرہٹونکی سلطنت کی لیئے مادہ فالج تہا کہ جس سے اوسکو لقوہ جدا
ہوگیا اور ہاتہہ پیر جدا رہ گئے - اوس نے وہ صدمہ اوسکی جان پر پہنچایا کہ دم ہی نکل گیا - اوس نے
اپنے تئین سنبہالا مگر وہ سنبہل نہ سکی - گو پیشوا کی حکومت اور سلطنت کو اوسکے سردار کبہی کبہی
کچہہ بہی نہین مانتے تہے مگر پہر بہی وہ ساری قوم کا پیشوا اور قبلہ گاہ تہا - اور سلطنت ہند کے
لیئے جو مرہٹون اور انگریزون کے درمیان حریفانہ لڑائیان اور جہگڑے ہو رہے تہے اونمین
پیشوا کو اپنا پیشرو مانتے تہے - یہہ عہدنامہ بہی معرض بحث مین بہت محققین کے رہا ہے - اوس پر
کا اتفاق رائے نہین ہے - لارڈ کیسلر البورڈ کنٹرول نے مرہٹون کی معاملات پر ایک سرکاری
کاغذ مین اس عہدنامہ کی تردید کی اور جنرل ولزلی نے (جو پیچہے ڈیوک ولنگٹن
کے نام سے مشہور ہوئی) - اوسکی تائید کی - اونکو چہہ برس ہندوستان مین آئی ہوئی ہو
تہے اونکا اس عرصہ کا تجربہ اور دوسرون کی عمر بہر کے تجربہ پر بہاری تہا - اونہون نے اول تمام ہندوستانی
ریاستون کی حیثیت اور نظام کو بیان کیا اور پہر اون پر جو اس صلح سے اثر ہوا اوسکا ذکر کیا
اور یہہ لکہا کہ نظام سے جو عہد و پیمان ہوئے تہے اوسکا ایک نتیجہ لابدی یہہ تہا کہ پیشوا اور
انگریزون کے درمیان عہدنامہ بسین لکہا جائے - نظام پر مرہٹون کے وہ دعوی بے پایان تہے جو کہ
ایشیا مین زبردستون کے زیردست پر ہوتے ہین - اور وہ ضرور اونکے حاصل کرنے مین اپنی قوت کو
دکہاتے ہین - مگر جب برٹش گورنمنٹ اور نظام کے درمیان عہد و پیمان کا رشتہ مستحکم ہوگیا تو
مرہٹونکا بس نظام پر اس حمایت انگلشی کے سبب سے نہ چل سکا - اور اوسپر کچہہ زیادتی اور ستم نہ کرسکے
پس جب نظام کو اوسکے دشمنون سے بچانیکا کام برٹش گورنمنٹ نے اپنے ذمے لے لیا تو ضرور تہا کہ
مرہٹون سے ایک نہ ایک دن خواہ جلدی خواہ بدیر ہنگامہ کارزار گرم ہو - پس اوس سے بچنے کے
لیئے ضرور ہوا کہ پیشوا سے جو سارے مرہٹون کے رئیسونکا پیشوا تہا یہہ اتحاد اور وداد کیا جائے
جس سے نظام اور مرہٹون کی جہگڑونکی ثالث ہمیشہ برٹش گورنمنٹ بنجائے اور اونکو جیسے
جی مین آئے تصفیہ کر دے - لارڈ ولزلی کو ۱۸۰۲ کے انجام مین اس عہدنامہ کے

مل گیا۔ اسوقت پیشوا تو بگڑا تھا۔ اور سیندھیا اور ہلکر کو اونکی اغراض اتی مختلف تھیں اور اونکی نیتین متضاد تھین مگر دونو بار بار لارڈ ولزلی کو محرک تھی کہ وہ پونہ کے مقدمہ کو فیصل کرے پس یہہ صفت ایک نعمت غیر مترقبہ تھی جسکی یہہ ہاتھ آنیکی امید تھی کہ اس دانشمند فرزانہ نے پیشوا سے یہہ عہد کر کے تمام اون دعوؤن کے انفصال کو جو نظام پر مرہٹے رکھتے تھے اپنے اختیار مین لے لیا اور تمام دربار پونہ کے معاملات مین اپنے تئین بزرگ اور بلند مرتبہ بنا لیا۔ اس عہدنامہ بسین سے ہندوستان کی صلاح و فلاح اور امن و امان کے دروازے کھل گئے۔

اگر یہہ تدبیر نہ کی جاتی تو ہلکر کے ساتھہ تو لڑائی ٹھن جانے مین کچھہ شبہہ نہ تھا اور سارے مرہٹون کے ساتھہ ستیزہ آرائی کا احتمال قوی تھا۔ غرض گورنر جنرل کو اس عہدنامہ سے یہہ امید قوی تھی کہ پیشوا سے جو یہہ عہد پیمان ہوئے وہ سارے مرہٹون کے رئیسون سے ہو جاینگے جب سر ہاتھہ مین آگیا تو اور اعضا خود بخود قابو مین آجاینگے۔ اوس سے سلطنت انگریزی کی بنیاد مستحکم استوار ہو جائیگی اور فرانسیسیونکا بالکل استیصال مرہٹون کے ہان سے ہو جائیگا۔ مگر اس سے گورنر جنرل اس مغالطہ مین پڑا کہ ایک جز پر کل کا قیاس کیا۔ یہہ اوسکی مثال ایسی تھی جیسے کوئی کہے کہ سر دھڑ اور اعضا سے انسان مرکب ہے۔ اور انسان حیوان ناطق ہے تو پیر بھی اوسکا حیوان ناطق ہے۔

یہہ خیال کرنا بھی غلط تھا کہ پیشوا کی قدرت جو اس عہد پیمان سے برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ شامل ہو گئی تو اوس سے برٹش گورنمنٹ کو سارے ہندوستان پر ایسا تسلط حاصل ہو گیا کہ ہر جگہ اوسکو اختیار مل گیا کہ امن رکھے اور عدالت کا بساط بچھاوے اور سلطنت پر اپنے احکام چلائے اور اوسکی اطاعت کرائے تھوڑے دنون کے بعد تجربہ سے اس امر کا مشاہدہ ہو گیا کہ پیشوا کے ساتھہ عہد و پیمان اور مرہٹون کے ساتھہ ... پونہ قائم رکھا اور ہندوستان مین اوس سے امن رہا۔ بلکہ اسکے سبب سے جنگ ... کا بازار گرم ہوا ... زلال قضائی مرادون کے لیے سمجھتے کہ کبھی نہ بیچے تھے ۔ گو آخر کو نتیجہ یہہ ہوا کہ مرہٹون کی سلطنتین سب انگلش گورنمنٹ کی تابع ہوئین مگر یہہ نتیجہ جنگ ... اور کچھہ صلحنامہ بسین کا نتیجہ نہ تھا۔ اگر یہہ عہدنامہ نہ ہوتا تو بھی یہی نتیجہ ہوتا جو اب ہوا

غرض جو اثر اس عہدنامے کی تھے یہہ ہیے کہ اول مرہٹون کی سرداورن کے ساتہہ لڑائی ہو- دوم فتحیابی کی وسائل اوس سے پیدا ہوون- اب لڑائی کی نسبت یہہ کہا جائے کہ وہ اچھی چیز ہے تو آسانی سے بغیر اس عہدنامہ کے پیدا ہو سکتی تہی- تو اس اعتبار سے عہدنامہ بسین کسی تعریف کا مستحق نہین ہی- اب دوسرا امر کی نسبت جو یہہ تعریف کیجاتی ہے کہ اوسکے سبب سے فتحیابی کے وسائل یہہ پیدا ہوئے کہ مرہٹون کے سرداروں مین آپس مین اتفاق نہ ہو سکا- جو بڑا اسباب انگریزون کی فتح کا ہوا- بیشک اس صلح کے سبب سے پیشوا انگریزون کی مخالفت سے باز رہا مگر اوسکے ساتہہ ہی یہہ ہوا کہ اور سب سردار مرہٹون کے انگریزون سے لڑنے کے لیے متفق ہوئے- غرض ایسی مخالف و موافق بہت سے تقریرین کہانتک لکہین کوئی کہتا ہے کہ مرہٹون سے لڑائیان فقط اس عہدنامہ کے سبب سے ہوئین کوئی کہتا ہے کہ لڑائیان تو ضرور مرہٹون سے بغیر عہدنامہ کے بہی ہوتین بڑا کام اس عہدنامہ سے یہہ نکلا کہ پیشوا اوسکے ساتہہ نہین ہوا- اس فتح کا دوسرا فائدہ یہہ بیان کیا جاتا ہی کہ فرانسیسیون کی قوت کا استیصال بالکل مرہٹون کی ہان سے ہو گئی اسکا بیان بعد واقعات کے بیان کے کرینگے-

سیندھیا اور ہولکر کی انگریزون سے لڑائی

(۸) جب اس عہدنامہ بسین سے مرہٹون کی دارالسلطنت مین انگریزونکا بہر چا اور پیشوا اونکے پنجے مین پہنسا تو مرہٹون کے سردارون کو از حد رنج و ملال ہوا- بلند بلا شون کو سودا ہوا کہ اسکا کچہہ علاج کرنا چاہئے سیندھیا جو یہہ چاہتا تہا کہ گورنر جنرل اسطرح کہ پیشوا کو پونہ مین بحال کرے تو اوسکا یہہ مطلب تہا کہ اس سبب سے پہر اوسکو اپنا اقتدار اور اختیار حاصل ہو اور پیشوا اوسکا وکیل ہوکر رہے جب اوسکو یہہ حال معلوم ہوا تو اپنی چہاتی پکڑکر بیٹہہ گیا اور سودا ء خام جو دکن کی سلطنت کا پکا رہا تہا وہ سب کافور ہوا- اوسنے کہا کہ اس عہدنامہ سے تو ہمارے سر کی پگڑی اوتر گئی- لارڈ ولزلی نے سیندھیا پاس بہی یہہ پیغام بہیجا کہ تم بہی ہمارے ساتہہ ایسی قسم کے عہد و پیمان کرلو جیسے پیشوا نے کئے ہین- مگر سیندھیا کے ذہن مین یہہ بات خوب سمائی ہوئی تہی کہ یہہ عہد و پیمان وہ ہین کہ مرہٹون کی سلطنت کا ویسا ہی ستیاناس آخر کو ملا وینگے جیسا کہ مرہٹون کی چوتہہ نے سلاطین مغلیہ کا استیصال کر دیا ہے- اوسنے فوراً اپنے مدار المہام کو راجہ برار پاس یہہ پیغام دیکر بہیجا کہ

تم سب کا بلندی پر چڑہا چلا جاتا ہے اوسکو چاہیئے کہ ہم سردار آپس میں اتفاق کرکے نیچے گرائیں
اور خاک میں ملائیں اور یہاں کا راجہ سیواجی کے خاندان میں سے ہے بنا وہ پیشوا ہونیکے لیئے سیکڑوں منصوبے
باندہ رہا تھا۔ مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے اسی عہدنامہ کے موافق باجے راؤ
کے بحال کرنیکا ارادہ کیا ہے تو اوسکی چہاتی میں ایک پہانس سی لگ گئی ساری امیدیں مٹی ہو گئیں۔
جب سیندہیا کا یہہ پیغام پہنچا تو منہ مانگی مراد ملی۔ وہ تو اسکی دعائیں خدا سے مانگ ہی رہا تہا۔ وہ
اوسکے ساتہہ متفق ہی نہیں ہوا۔ بلکہ حقیقت میں انگریزونکے ساتہہ سارے جنگ بیکار کی تدابیر کا بانی و مبانی
ہوگیا۔ اب پیشوا کی عادت میں یک جہتی نہ تہی دورنگی طینت میں اور دوروئی طبیعت میں ٹہوس ٹہوس
کر بہری ہوئی تہی۔ عہدنامہ پر مہر کی چہاپ لگاتے ہی نیت میں اوسکے فساد آیا۔ اور اوس نے یہہ چاہا کہ عہد و پیمان
سے پہر جاؤں۔ اوس نے ایک نہایت معتبر و معتمد اپنا دولت راو سیندہیا اور راجہ برار پاس بہیجا اور
ظاہر انگریزوں پر یہہ کیا کہ میں یہہ آدمی اسلیئے بہیجتا ہوں کہ میں نے جو عہدنامہ انگریزوں سے کیا ہے
اوسپر وہ بہی راضی ہو جائیں مگر باطن میں اصل مقصد اوسکا یہہ تہا کہ وہ دونو پونہ میں آجائیں جس سے
یہہ عہدنامہ ہی باطل ہو جائے۔ ہلکر نے جب یہ کہا کہ لارڈ ولزلی نے میرے منصوبے کو الٹ دیا اور انگریزی پیشوا
کے بحال کرنیکے لیئے پونہ کی طرف بڑہے تو وہ پونہ کو چہوڑ کر شمال کی طرف چلا گیا۔ راجہ برار نے
ہلکر کو بہی سمجہا بجہا کر دولت راو سیندہیا کے ساتہہ مصالحت ان شرائط پر کرا دی۔ کہ سیندہیا
سارا ملک جو ہلکر کے خاندان کا تہا اوسکو دیدے اور کہنڈی راؤ اوس کے بہتیجے کو چہوڑ دے۔ اگرچہ اوس نے
عہدنامہ پر دستخط کر دیئے اور اپنے خاندان کی ساری ریاست پر قبضہ پالیا۔ مگر لشکر لیکر کبہی سیندہیا کی ساتہہ
شریک ہوا اور یہہ بہانہ بناتا رہا کہ میرے پاس روپیہ نہیں ہے کہ اپنی سپاہ کی چڑہی ہوئی تنخواہ دوں امیر خاں
جو ہلکر کی سوانح عمری اپنی قلم سے تحریر کی ہے اوسمیں وہ یہہ بیان کرتا ہے کہ جب راجہ برار اور مہاراجہ
سیندہیا نے سنا کہ پیشوا نے انگریزوں سے عہد و پیمان کر لیئے تو اونہوں نے ایک اپنا سوار معتمد سفیر ہلکر پاس
[بہیجا] لکہا کہ پیشوا نے تو یہہ غضب کیا کہ انگریزوں کو اپنا حامی بنایا اور اونکی سپاہ کو داخل کر لیا اب ہندوستان
[illegible] نہیں ہو سکتا اسلیئے مناسب ہے اب ہم سب آپس کے جہگڑوں کو یکسو کر کے

اور اونکو بالکل بہول جائین اور سب اپنی قوم کی عزت وآبرو کے لئی ایک تن من ہوکر اپنے ملک سے انگریزون کے نکالنے مین کوشش کرین اور ایسے اپنی دوست ہو جائین کہ جہان ایک کا پسینا گرے دوسرا وہان اپنا خون گراوے۔ اور بعد اسکے آپسکے جہگڑے بہی فیصل ہو رہینگے۔ پہر ہلکر نے امیر خان سے صلاح پوچہی۔ اوسکی مشورت سے چند شرائط صلح سیندہیا اور راجہ برار کے سامنے پیش کی گئین اور اونہون نے منظور کرلین۔ اور امیر خان مخفی سپاہ ہلکر کی لیکر چلا گیا مگر اوسکی لڑائی کی خبر سنکر واپس چلا آیا اسکی انگریزونکو خبر بہی نہین ہوئی۔ پرنسپ صاحب نے جب امیر خان کی اس کتاب کا ترجمہ چہاپا ہے تو یہہ حال معلوم ہوا ہے۔ جسوقت کہ سیندہیا کی لڑائی انگریزون کے ساتہہ شروع ہوئی اوسوقت ہلکر نے اپنی بہوکی سپاہ کو چہوڑ دیا کہ ملک لوٹکہاوے تب اوسنے سیندہیا کے تمام ملک کو جو مالوہ مین تہا دبا لیا اور اوسکا دلی دوست امیر خان ایک اور طرف ملک کو تاخت و تاراج کرتا چلا گیا۔

(۹) گو لارڈ ولزلی کو یہہ حال معلوم تہا کہ سیندہیا اور راجہ برار کی کشش خواہش اور آدہی شر مقصود باہم سازش کر رہے ہین مگر پہر بہی اونہون نے اونکے ساتہہ رسل و رسائل کا رشتہ منقطع نہین کیا اور آشتی طلب ہی اور تجاہل عارفانہ برتتے رہے۔ یہی آرزو بیان کرتے رہے کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ ہم مین باتفاق رہے تو اچہا ہے عناد و فساد برپا نہ ہو۔ مگر اسکے ساتہہ یہہ بہی تہا کہ بسین کے عہدنامہ مین بال برابر فرق نہ آئے۔ اگر اونمین کسی کے فتور ڈالنے کا قصد ہو تو پہر ہاتہہ پیر ہلانے کو بہی اوسکے ساتہہ موجود ہون۔ اب اونہون نے حیدرآباد کی تمام سپاہ انگریزی جو وہان تہی تہی حکم بہیجدیا کہ کرنیل سٹیونسن صاحب کی ساتہہ روانہ ہو اور اوسکے ساتہہ نظام کا لشکر بہی ۶ ہزار پیدل اور نو ہزار سوار روانہ ہوئے۔ یہہ فوج ۲۵ مارچ سنہ ۱۸۰۳ کو پونہ مین بمبئی سے ۱۴۶ میل پر آپہونچی۔ اور جنرل ولزلی کو بہی حکم بہیجا گیا کہ وہ میسور سے کہ بمبئی سے ۶۰۰ میل ہے روانہ ہون۔ ۸ ہزار پیادے اور ۱۷ سو سوار اور دو ہزار مشہور سوار میسور کے لیکر روانہ ہوئے جنرل ولزلی نے جو دوندیا واگ کو خاک مین ملایا تہا تو اونکی بڑی دہاک ان اضلاع مین ہو گئی اور اونکو سب جاگیردار اپنا قبلہ و کعبہ جاننے لگے تہے۔ اسوقت جہہ بڑے بڑے اگر دس ہزار سپاہ بہی اونکے ساتہہ ہوگئے۔ گو وہ پیشوا کی بدسلوکی سے بہت ناراض تہے مگر چونکہ

زور سے وہ ساتھ ہوگئے۔ یہاں پیشوا سے پہلے ہی ٹھہرالی تھی کہ جاگیردار اوسکے تخت کے گرد جمع رہیں
بلکہ پونا سے جب گیا ہی تو امرت راؤ پاس پندرہ سو سپاہ چھوڑ گیا تھا جب اوسکو جنرل ولزلی
کے آنیکی خبر ملی تو اوسنے یہہ ارادہ کیا کہ جب انگریز پاس آئیں تو پونا کو آگ دیکر خوب اونکو جلاوے اور اپنا
کلیجہ ٹھنڈا کیجئے۔ کہ جب دشمن یہاں آئیں تو سوا خاک کے کچھ نہ پائیں۔ مگر یہہ شعلہ السیانہ تھا کہ اپنے شرر
نہ دکھاتا۔ جنرل ولزلی کو بھی اوسکی خبر لگ گئی وہ یہہ سنتے ہی بجلی کی طرح آ چکا اور ۳۲ گھنٹے میں ۶۰ میل طے
کرکے دفعتہ مرہٹوں کے سر پر جا پہنچا جیسے طوفان مخالفوں نے دیکھا تو پھر اونکے ہاتھ کہاں تھے
کہ پونا میں آگ لگانے۔ مخالف تو ہوا ہو گئے اور جو پیشوا کے ہوا خواہ تھے وہ جنرل صاحب کے استقبال کے لئے
حاضر ہوئے۔ غرض اس فرزانہ یگانہ کی اب تدبیر سے پونا کی آگ بجھ گئی ورنہ وہ تباہ اور خاک سیاہ نہ ہوا۔
پیشوا بھی کرنیل کلوز کے ہمراہ بسین سے چلے۔ پنڈتوں نے بچار کر کے ۱۳ مئی سنہ ۱۸۰۳ کو نیک گھڑی دار الخلافہ
میں داخل ہونے کی بتلائی۔ وہ اوسی دن اور ساعت میں اپنی دار الخلافہ میں آیا اور تخت سلطنت پر
جلوہ افروز ہوا۔ اور انگریزی توپوں نے شلک سلامی کی اوڑائی۔

پیشوا کا پونا میں داخل ہونا

(۱۰) اب سیندھیا کا حال روز بروز اور زیادہ کھلتا جاتا تھا۔ وہ اوجین سے ایک گروہ بزرگ
لیکر راجہ ناگپور کے ساتھ سے ملنے چلا۔ یہہ راجہ بھی ۷ اپریل کو ایک لشکر کثیر لیکر چلا تھا۔ راجہ اور
سیندھیا نے رزیڈنٹ پونہ کو اطلاع دی کہ ہم پونہ کو آتے ہیں تاکہ مقدمات پیشوا کا انفصال
کریں۔ رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ اگر آپ اس طرف آئینگے تو ہماری اور آپکی نہیں بگڑ جائیگی۔ او معلوم
آگے کیا ہو۔ اسکا جواب سیندھیا نے یہہ دیا کہ میں عہدنامہ بسین کا کفیل تھا بغیر میری مرضی کے
اور سارے مرہٹوں کے سرداروں کی اجازت کے پیشوا مجاز نہ تھا کہ وہ ایک عہدنامہ انگریزوں سے کر لیتا۔ اور ہم جو
پونا کی طرف آتے ہیں تو پیشوا کے بلائے ہوئے آتے ہیں۔ وہ ہم کو بار بار لکھ چکا ہے کہ آؤ آؤ۔ اب پیشوا کی دو رخی دیکھئے
اور دیکھئے کہ یہاں کرنیل کلوز سے اوسنے یہہ کہا کہ میں نے اونکو بار بار منع کیا ہے کہ اُدھر مت آؤ۔ اب سیندھیا
چاروں طرف کا نقد گھوڑ دوڑ رہا تھا اور سارے مرہٹوں کے سرداروں کو اپنی طرف گانٹھ رہا تھا اور
خانگی تدبیر کو شتابی کر رہا تھا۔ غرض اب اسمیں کچھ شک باقی نہیں رہا تھا کہ مرہٹوں سے

لڑائی شروع ہو جائیگی اسواسطے کرنیل کولنس ریذیڈنٹ جو سیندہیا کے پاس رہتا تہا اوسکو گورنر جنرل
نے لکہا کہ وہ سیندہیا سے صاف صاف اوسکے ارادوںکا حال پوچہے۔ چنانچہ ریذیڈنٹ صاحب کی ملاقات
سیندہیا سے ۲۸ مئی کو ہوئی۔ اونہوں نے اول تمام عہدنامہ بسین حرف بحرف اوسکو سنایا اور پہر پوچہا
کہ بتلائی اسمین کونسی ایسی بات ہی کہ آپکے اغراض کی مخالف ہی۔ اور آپ کی حق مین مضر ہے اور کسی استحقاق
کو باطل کرتی ہے۔ پہر مہاراجہ کے وزیر نے اور خود اوسنے کہا کہ اسمین کوئی بات ہماری خلاف نہین
ہے۔ پہر کرنیل کولنس نے یہہ بیان کیا کہ مہاراج اور راجہ برار مین عہد و پیمان ہوئے ہین اور اب دنو
مین قریب ملاقات ہونیوالی ہے جسونت راؤ ہلکر سے بہی مصالحت ہو گئی ہے ایک وکیل اوسکے پاس
ہے۔ اور مہاراج کو اسکا بہی اقرار ہے کہ مین اور راجہ برار دونو ملکر پونہ کی طرف جائینگے
[illegible] ایسی جمع ہوئی ہین کہ جسسے مجہے شبہ ہوتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے مخالفت کا ارادہ آپ کا ہے
[illegible] مسند پر بیٹہہ چکا ہے پہر اب کیا ضرور ہے کہ وہان جائے۔ مہاراج کا دکن مین رہنا بہت دنون
[illegible] نہ ہوگا بلکہ مضر ہوگا۔ اسلئے جس دشمن سے آپ موافقت کرنے آئی ہین وہ نربدا کے جنوب مین ہے
[illegible] کہ آپ سے صاف صاف پوچہون کہ پہر مہاراج اور راجہ برار اور ہلکر مین کیون
[illegible] اشتباہ قوی ہوتا ہے کہ ان سب دوستون کا ارادہ ہے کہ پیشوا یا نظام یا
[illegible] مین اور جو برٹش گورنمنٹ اور پیشوا کے باہم عہد و پیمان ہوئے ہین
[illegible] ریذیڈنٹ نے مکرر اس بات کو کہا کہ برٹش گورنمنٹ کو استحقاق تہا کہ باہم عہد
[illegible] مین کچہہ مہاراج کے لئے کوئی خرابی نہین پیدا ہوئی۔ اسکے جواب مین
دولت راؤ سیندہیا نے کہا کہ میرا ارادہ یہہ نہین ہے کہ پیشوا یا نظام یا کسی اور سرکار کمپنی کے
رفیق پر حملہ آور ہون۔ اور پہر جو عہد و پیمان راجہ برار اور جسونت راؤ ہلکر سے ہوئے ہین اونکو
مین بیان نہین کر سکتا ہون جب تک میری راجہ برار سے ملاقات نہو۔ ہر چند ریذیڈنٹ نے اپنی طرز سخن کو
بدلا کبہی درشتی کبہی نرمی — مگر یہی نہ معلوم ہوا کہ مہاراجہ سیندہیا کو بسین کے عہدنامہ سے
مخالفت ہی یا نہین۔ سیندہیا کو اطلاع دی گئی کہ اگر اوسکا یہی حال رہیگا تو آشتی اور [illegible]

تیار ہان اوسکی سرحد پر کردیگی۔ اور سیندہیا اوسکے ملک برار و اضلاع مین حملہ آور ہوگی۔ غرض ان دہمکیون
کے جواب مین اوسنے یہہ جواب دیا کہ راجہ برار مجہسے چالیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ اب اوسکی ملاقات ہوگی
تو مین آپکو یہہ جواب دونگا کہ صلح رہیگی یا جنگ ہوگی۔ یہہ جواب دیا اور سیندہیا کا لشکر عظیم کے
ساتہہ نظام اور پیشوا کے ملکون پر پہیلا ہوا تہا اور راجہ برار کا لشکر کثیر کے ساتہہ حرکت کرتا۔ اور پہران دونو
دوستون مین صلاح اور مشورہ ہوکر انگریزون کے ساتہہ جنگ آشتی کا موعود ہوا۔ ان سب باتون کو لارڈ
ولزلی سرکار کمپنی کی شان مین ایک گستاخی سمجہا اور اب یقین ہوگیا کہ مرہٹون سے لڑائی شروع
ہوگی۔ اب یہہ معاملہ اور پیچیدار اس سبب سے ہوگیا کہ ان دنون مین فرانسیسون کا بڑا بیڑا پونڈیچری
مین آیا تہا جسکو سیندہیا نے تمام اپنی فوج کے سمرو کے گروہون مین اوڑا دیا کہ فرانسیسیون نے ہم فریقون کی کمک
بہیجی ہے۔ دو مہینے تک سیندہیا ریذیڈنٹ سے ادہر گفتگو کرتا رہا اور دہر ہلکر کو کہتا رہا کہ وہ تاپتی
سے پار اوتر کر ہم سے آن ملے۔ اس عرصہ مین پیشوا بہی اپنی نفاق کیشی سے باز نہ رہے سیندہیا
کو تو برابر لکہتے رہے کہ تم فوراً پونہ مین چلے آؤ۔ انگریزی لشکر کے لئے اسباب ضروری کے بہم پہنچانے مین بے
پروائی کی اور اور طرح سے بہی انگریزون کو دقت مین ڈالا۔ لارڈ ولزلی نے یہہ سوچا کہ مین معرکہ آرائی کے
میدان سے دور بیٹہا ہون۔ ایک بات کو جواب دینے مین چہہ ہفتے لگتے ہین۔ وقت گرامی یون ہی ضائع جاتا
جسکا کچہہ بدل نہین ہوسکتا اسلئے بہتر ہوگا کہ جو افسر ہر موقع مین ان کو اختیار دیدون۔ اونہون نے تمام کام
کی جواب دہی اپنے ذمہ لیکر ۲۶ جون ۱۸۰۳ع کو دکن مین مرہٹون کے باب مین تمام معاملات اندر جنرل ولزلی
کو کل اختیار دیدیا۔ اور اپنی رائین اور تدابیر انتظام بہی لکہہ بہیجین۔ ان اختیارات کے دینے پر لارڈ
ولزلی سے بڑی بازپرس ولایت نے کی۔

۱۳ مئی ۱۸۰۳ع کو گورنر جنرل نے ایک خط دولت راؤ سیندہیا اور راگہو بہونسلا کو لکہا
جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ برٹش گورنمنٹ نے بسین کے عہدنامہ مین کوئی بات ایسی نہین داخل کی کہ دونو
راجاؤن کے حق مین مضر ہو۔ بلکہ اوسی قسم کے عہد و پیمان دونو راجاؤن سے کرنے چاہتی ہے جس سے عقل کے
تابع بہبود اور فلاح ہو۔ مگر جو کچہہ کہ ہم سمجہکر یہی ہین کہ ہمارے دوست نظام کی حد

لشکر گران لیے پڑی ہین اوسکے ہمارے دل مین شبہ ہوتا ہے کہ اونکی نیتون مین فساد ہے۔ ہم کو لڑنا پسند نہین آتا۔ جہانتک ہم سے ہوسکیگا آشتی طلبی کو ہاتہہ سے نہین دینگے لیکن اگر یہہ لشکر یہان سے نہین ہٹیگا اور سیندہیا نربدا کے شمال مین نہ چلا جائیگا تو ہم اسکے منتظر نہین رہینگے کہ کوئی ہم پر حملہ کرے تو لڑین بلکہ خود حملہ کرنے مین پیش قدمی کرینگے۔ ۴ جون کو راجہ برار اور سیندہیا سے بہی ملاقات ہوئی۔ ۹ جون کو رزیڈنٹ نے اس خط کا جواب دینا مانگا۔ راجہ برار کی ملاقات پر وہ موعود تہا۔ ۱۲ کو ایک اونٹ پٹانگ جواب خط کا آیا۔ اوسپر رزیڈنٹ نے جہنجلا کر کہلا بہیجا کہ اگر وہ ارادہ کو صاف صاف نہین بیان کریگا۔ اور نربدا کے جنوب مین آگے بڑہیگا تو وہ برٹش گورنمنٹ کے ساتہہ قطعی جنگ کا اظہار ہوگا۔ پہر اسکا جواب یہہ آیا کہ دو تین روز مین مفصل حال عرض کیا جائیگا انجام ۴ جولائی کو رزیڈنٹ کی ملاقات راجہ برار کے خیمہ مین مہاراجہ سیندہیا سے ہوئی اول وہی باتین ہوئین کہ بسین کے عہدنامہ مین کوئی بات آپکے خلاف نہین ہے۔ اور گورنر جنرل دونون راجاؤن کو اپنا قدیم شفیق رفیق سمجہتا ہے اور اتحاد کے سلسلہ کو قطع کرنا نہین چاہتا۔ اور ہمیشہ اونکی ہواخواہی اور ترقی کی آرزو رکہتا ہے بشرطیکہ اونکی طرف سے کوئی حملہ مین پیش دستی اور زیادتی نہ ہو ان دونو راجاؤن کی طرف سے وزیر راجہ برار نے یہہ جواب دیا کہ پیشوا کو یہہ لازم نہ تہا کہ یہہ عہد و پیمان بسین بغیر تمام مرہٹون کے سردارون کے صلاح و مشورہ کے انگریزون سے کرتا۔ اوسمین ساری قوم سے بہت اغراض متعلق ہین اور ہمکو شرائط کی نسبت بہت کچہہ کہنا ہے۔ اوسپر رزیڈنٹ نے کہا کہ جو کچہہ عہدنامہ بسین کی نسبت کہنا ہو وہ لکہا مجہے دیدیجیے مین گورنر جنرل کے ملاحظہ کے واسطے بہجوا دونگا پہر اونہون نے کہا کہ ہمارا ہرگز ارادہ نہین ہے کہ ہم سرکار انگلشیہ سے لڑین۔ اور جو پیشوا سے عہد و پیمان ہوئے ہین اونکا مقابلہ کرین اور یہہ وعدہ کیا کہ نہ اونکی فوج پونہ کی طرف آگے بڑہیگی۔ اور نہ بلنی گہاٹ پر چڑہیگی۔ لشکر انگریزی گوداوری کے پار آگیا ہے اور اجنٹی گہاٹ پر چڑہتا ہے اسکو آپ مہربانی کرکے آگے بڑہنے سے منع کیجیے۔ اسپر رزیڈنٹ نے کہا کہ آپکا ارادہ آشتی کا سچا ہو تو اب جب کہ مہاراجہ سیندہیا اپنے لشکر کو نربدا پار لیجائے اور راجہ برار اپنی دارا

چلا جاے۔ جبتک یہہ نہوگا لشکر انگریزی پیچہے نہین ہٹنے کا۔

۱۸ جولائی ۱۸۰۳ء کو جنرل ولزلی کو اپنے تمام اختیارات ملنے کا حکم پہونچ گیا۔ اوسنے فوراً مہاراجہ
سیندہیا اور راجہ برار کو لکہا کہ اگر آپ کو سرکار انگریزی کے ساتہہ سررشتہ اتحاد قائم رکہنا منظور ہے
تو اپنی سپاہ کو اپنے مقامات سے پیچہے ہٹا کر سیندہیا مالوہ چلا جاے اور راگہوجی بہونسلا برار
کی راہ لے۔ پہر مین بہی اپنی انگریزی سپاہ کو اپنی اپنی جگہہ پر بہیجدونگا۔ مگر اس درخواست کے جواب
مین ایک ہفتہ تک لیت و لعل لگایا۔ اور مشرقی سادہ لوحی اور نفاق کیشی کو ظاہر کیا
اور یہہ جواب دیا کہ وہ اور اوسکے دوست ابہی اپنے لشکر کو اس سبب سے ہندوستان کی طرف سے حرکت
نہین دے سکتے ہین کہ ملک کے ساتہہ عہد و پیمان کی تکمیل نہین ہوئی۔ جنرل ولزلی ان بے سر و پا
جوابون سے تنگ گیا اور اوسنے لکہا کہ چوبیس گہنٹے مین ایک قطعی جواب اسکا دو اور یہہ منظور
ہو یا کہ پہلے وہ اپنے لشکر کو اپنی اپنی جگہہ پر بہیجدین پیچہے ہم چالیس میل برہانپور مین پیچہے
ہٹ جائینگے۔ سر جنرل ولزلی نے لکہا کہ آپکی یہہ مرضی ہے کہ مین اپنے لشکر کو بمبئی اور مدراس
اور سری رنگ پٹن بہیجدون کہ یہہ ملک بے حفاظت ہوجاے اور آپ سب اپنے لشکر سمیت یہین بیٹہے
رہین اور پہر جو جی مین آئے کرین۔ خیر اب مین نے آپ سے تمام باتین آشتی طلبی کی کین مگر آپ نے نبرد آزمائی
کی ٹہرائی اچہا بسم اللہ۔ ۱۳ اگست کو کرنیل کولنس سیندہیا کے کیمپ سے چلے آئے اور مرہٹون کی
جنگ ۱۸۰۳ء کو شروع ہوئی۔

(۱۱) لارڈ ولزلی نے جب دیکہا کہ اب سیندہیا اور راجہ برار دونون سے لڑائی آن پڑی۔ تو اوسنے یہہ
ارادہ کیا کہ جہان جہان ہندوستان مین ان دونو راجاؤن کے ملک و علاقے ہین اون سب پر
ایک ہی دفعہ حملہ کیا جاے گو ایک طرف لڑائی کے میدانون مین فصل سات سو میل کا واقع تہا اور دوسری
طرف ہزار میل۔ اس لڑائی کا سارا دار و مدار لارڈ ولزلی پر تہا۔ اس عالی شان والا فطرت نے
پیشتر از شوکت میان ہندوستان کی لڑائیون کی تیاریان کین وہ بہلا پہلے کب ہوئین تہین۔
دکن کے اندر حیدرآباد اور پونہ کی حفاظت کے واسطے تین ہزار چہہ سو سپاہ متعین کی

اور جرنیل سٹورٹ کے زیر حکم آٹھ ہزار سپاہ اون اضلاع کی حفاظت کے واسطے مقرر کی جو کرشنا
اور تنگ بہدرا کے درمیان واقع ہے۔ جرنیل ولزلی کے ماتحت ۹ ہزار لشکر احمد نگر کے قریب اور
کرنیل سٹیونسن کے ماتحت ۸ ہزار گوداوری کے کنارہ پر سیندہیا اور راجہ برار سے لڑنیکے
لئے تیار کیا۔ اور لارڈ لیک کمنڈر انچیف دس ہزار پانچ سو سپاہ لئے شمال میں ہندوستان کے اندر
موجود تہا کہ وہ سیندہیا کی سپاہ قواعد دان سے معرکہ آرا ہو اور اس جانب میں جو ملک سیندہیا
کے ہون وہ اپنے قبضہ میں کر لے۔ ساتہ ہی تین ہزار سپاہ الہ آباد میں بندیل کہنڈ پر قبضہ کرنیکے لئے
آمادہ تہی۔ اور مغربی ساحل پر سات ہزار تین سو آدمیون کا لشکر اضلاع گجرات میں سیندہیا کے علاقہ پر
قبضہ کرنیکے لئے کمربستہ تہا اور پانچہزار دو سو آدمیون کی کٹک ہاتہ صاف کرنے کے لئے بیٹہی تہی ملک
راجہ برار کا تہا غرض کل پچپن ہزار وہ سپاہ دل و گردہ کی جسنے انگریزی علم مشرق میں آفتاب کی
طرح چمکایا تہا مسلح و کمربستہ تہی۔ لشکر یہہ تہا لشکر کش وہ تہا کہ جسکی ذات میں بہت سی شرائط
گرامی فرمان فرمائی کی یہہ جمع تہین۔ عظمت و عطوفت عالی۔ حوصلہ فراخ۔ دریافت بلند۔
گرمی ذاتی۔ شجاعت اصلی۔ نیت درست۔ جد عظیم۔ عمل شایستہ۔ فکر عمیق۔ راجہ برار اور مہاراجہ سیندہیا
کی سپاہ کا تخمینہ ایک لاکہہ کیا گیا ہے جسمین پچاس ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل قواعد دان فرنگستانی
افسرونکے ماتحت تہی۔ اور اونکے ساتہ مناسب حال توپخانے سیکڑون توپون کے تہے۔ اب ہر لشکر کا
جدا جدا بیان کرتے ہین کہ کیا کیا کار ہائے نمایان وسنے کئے۔

(١٢) کرنیل کولنس جب سیندہیا کے کیمپ سے چلے آئے تو جرنیل ولزلی نے اول قصد احمد نگر کی
فتح کا کیا اور وہ اس ارادہ سے ۸ اگست ١٨٠٣ع کو وانکی سے چلے۔ اور آتے ہی احمد نگر کے پیٹہ
کو لے لیا۔ اور قلعہ پر ١٠ کو توپین مارنی شروع کین۔ ١١ کو قلعہ والے اس اقرار پر اپنے تئین حوالہ
کرنے کا پیغام بہیجا کہ جانون کی امان اور لوگون کو اپنے مال لیجانیکی اجازت دیجائے تو قلعہ
خالی کر دون۔ ١٢ کو قلعہ پر قبضہ ہو گیا۔ ٣٤ آدمی مارے گئے اور گیارہ زخمی ہوئے۔ اور یہہ قلعہ
نامی گرامی ہند کا ہاتہہ آیا۔ چند سلطان نے ١٥٩٥ع میں اوسکا نام سارے ہندوستان میں روشن اور

علاقہ کے ہاتھ آنیسے ۲۳۰۰۰۰ روپیہ کے ملک پر قبضہ ہو گیا - اب جنرل صاحب نے اس ارادہ سے کہ سیندھیا
کے تمام ملک پر جو گوداوری کے جنوب مین ہے قبضہ ہو جاے - اس دریا سے ۲۴ اگست کو عبور کیا
اوسی روز سیندھیا اور راجہ برار نظام کے ملک مین بڑھا ٹھا سے داخل ہوئے - ۲۹ کو جنرل ولزلی
اورنگ آباد مین داخل ہوئے - دشمن جالناپور مین داخل ہوا - اوسکا ارادہ تھا حیدرآباد
مین جایگا معلوم ہوتا تھا - جنرل اوسکے پیچھے پڑے تو اوسنے راہ بدل دی - کرنیل سٹیونسن نے
قلعہ جالناپور کو حملہ کر کے ۲ کو فتح کر لیا - دشمنون نے شمال کی طرف درہ اجنٹی کی طرف جنبش
کی اور وہان وہ سیندھیا کی اون ۱۶ پلٹنون سے جو فرانسیسی افسرون کے ماتحت تھی مل گیا -
اب کرنیل سٹیونسن کا لشکر تو مغرب کی طرف تھا اور جنرل ولزلی کا لشکر مشرق کی طرف اون
پہاڑون کے نیچے چل رہا تھا جو بدناپور اور جالنا کے درمیان ہین ۲۳ کو جنرل ولزلی پاس خبر
آئی کہ سیندھیا اور راجہ اپنے سوارونکو لیکر چلے گئے ہین اور پیدل اپنے خیمون مین ابھی ہیل کے
فاصلہ پر پڑے ہین - اس خبر پر جنرل نے بغیر انتظار کرنیل سٹیونسن کے دشمن پر حملہ کا ارادہ
کیا - اور سفر شروع کیا - ۲۶ میل وہ چل چکا تھا کہ یکایک سیندھیا و راجہ برار کا لشکر اسی گانوں کے
متصل دریا کیلنا کے کنارہ پر پڑا ہوا نظر آیا پچاس ہزار سپاہ اور سو توپین اوسمین تھین جنرل
ولزلی پاس چار ہزار یا پانچ سو سپاہ تھی پس کثرت سپاہ کا کچھ خیال اوسنے نہ کیا اور اسی اپنی
تھوڑی سی جمعیت سے اوس ٹڈی دل پر جا پڑا - لڑائی بڑی سخت ہوئی - اور دونو فریق خوب جی
توڑ توڑ کر لڑے سیندھیا کی پلٹنون نے داد جوانمردی دی - انگریزی لشکر مین تھے پلٹن اور ایک یورپین
رسالہ اور جو تھی پلٹن ہندوستانی نے اپنے سو مرتبی ہمت کو دکھایا - گورے اگرچہ تین سو تھے مگر
اپنی مردانگی اور دلاوری کے جوش مین آکر مرہٹون کی فوج پر ٹوٹ پڑے - دشمن کے [illegible] کے
پیر اوکھیڑ دیے اور اوسکو سنگینون پر رکھ لیا اور ریلتے دھکیلتے اوسکو جوہ مین گھسا دیا - راجہ
برار تو پہلے ہی بندوق کی آواز سنتے ہی چلتا ہوا سیندھیا بھی اوسکے پیچھے بھاگ گیا - پھر فتح
ہوئی اور دشمنون کی ۹۸ توپین ہاتھ لگین اور اوسکے ۱۲۰۰ سو آدمی میدان جنگ مین

طعمۂ اجل ہوئے۔ انگریزی لشکر میں ۴۲۸ سپاہی مارے گئے اور ۱۳۳۸ زخمی ہوئے غرض نصف تک درمیان لشکر
بیکار ہو گیا۔ اس قیمت میں فتح نہایت گران تہی۔ اس لڑائی پر یہہ اعتراض ہیں کہ کسی حصول مقصد کے
لئے اتنی آدمیونکو ضائع کرانا دانائی سے بعید تہا۔ دوم کرنیل سٹیونسن کے ملنے کا انتظار نہ کیا اگر اوسکو
ساتھہ لیکر یہہ لڑائی ہوتی تو فتح کے نتیجے نہایت عمدہ ظہور میں آتے۔ سر طامس منرو نے اپنی راے
اس لڑائی کی نسبت یہہ ظاہر کی کہ اگر اسی میں لڑنا کوئی غلطی کی بات ہو مگر لڑائی نہایت
خوبی کے ساتھہ لڑی گئی۔ جرنیل ولزلی نے جو کام زیادہ عقل و دانش سے کیا جس چیز کی
ضرورت آنکر پڑی اوسکو مہیا کر دیا۔ جرنیل ولزلی نے خود لکہا ہے کہ ایک ضلع کی غلطی نام کے سبب سے
یہہ اتفاق دشمن سے مٹ بہیڑ کا ہو گیا۔ اگر یہہ میں لڑائی نہ لڑتا تو دشمن ضرور کچھہ نہ کچھہ نقصان
پہنچاتا۔ کرنیل سٹیونسن بہی ۲۴ کو آن پہنچے۔ اور وہ دشمن کے تعاقب میں بہیجے گئے جرنیل
ولزلی کا لشکر ایسا نہ تہا کہ دشمن کے پیچہے پڑتا۔ اگرچہ دشمن کو یہہ شکست ہوئی تہی مگر اوسکے
بہاگنے میں بہی نہ تہی وہ بے خوف مغرب کی طرف دریاے تاپتی کے کنارہ کنارہ جاتا تہا۔ پونہ کیطرف
جانیکا ارادہ معلوم ہوتا تہا۔ سر جرنیل ولزلی نے کرنیل سٹیونسن کو حکم بہیجا کہ وہ پہلے
برہان پور اور اسیر گڈہ کے قلعونکو خاندیس میں فتح کرلے۔ یہہ خبر سنکر راجہ برار اور سیندہیا
بہی جدا ہو گئے۔ اور خاندیس کی حفاظت کے واسطے چلے۔ اب کرنیل سٹیونسن نے
برہان پور کو ۱۵ اکتوبر کو بے لڑے بہڑے لے لیا۔ اور ۱۷ اکتوبر کو وہ اسیر گڈہ کی طرف چلے ہندوستانی
اس قلعہ کو کلید دکن کہتے تہی۔ ۱۸ اکتوبر کو کرنیل صاحب نے پیٹہ لے لیا۔ اور ۲۰ کو توپخانہ قلعہ پر لگا دیا۔
اہل قلعہ نے ایک گہنٹہ کے بعد اپنے تئیں حوالہ کر دیا پس ان دونو قلعونکے ہاتہہ لگنے سے دکن میں
کوئی ملک سیندہیا کا نہ رہا اب فقط برار کی خبر لینی باقی رہی۔ کرنیل سٹیونسن کو حکم
ہوا کہ وہ قلعہ گاول گڈہ کو جاکر محاصرہ کرے۔ راجہ برار کا یہہ قلعہ نہایت مستحکم اور استوار مشہور ہے
اور یہہ بہی لوگ کہتے تہے کہ خزانہ اوسکا وہان ہے۔

(۱۳۳) نومبر کے اول ہفتہ میں جسونت راو کو ٹہارہ اور ایک اور کوئی [illegible]

سیندھیا کی طرف سے پیغام صلح لیکر انگریزی خیمون مین جنرل ولزلی کے پاس آئی۔ اسی لڑائی
کے بعد ۲ اکتوبر کو بالاجی کنجر جو پیشوا کا بڑا مدار المہام تہا اور باوجود لڑائی کے سیندھیا
کے خیمہ مین تہا اوسنے جنرل ولزلی کو خط لکہا تہا کہ ایک انگریزی افسر اور ایک نظام کا افسر سیندھیا
کے خیمون مین آپ بہیجدین کہ صلح کے عہد و پیمان مرتب ہو جائین۔ مگر اول اس خط پر سیندھیا
کی مہر نہ تہی دوسرے اسمین بہی انگریزون کی کسر شان تہی کہ دشمن کے پاس ایک افسر دیکہا جاوے
جس سے ہندوستانیون کے دل مین یہہ یقین ہو کہ انگریز خود صلح کے لئے منت کش ہوئی ہین۔ ان باتون
خیال کرکے جنرل ولزلی نے اپنے افسرون کے بہیجنے سے انکار کر دیا۔ مگر یہہ لکہہ بہیجا کہ جو اوسکے افسر
پیغام صلح لیکر آئینگے تو اونکے حال پر متوجہ ہونگا۔ جب یہہ دو آدمی آئے تہے تو اون پاس کوئی
سند ایسی نہ تہی کہ جس سے معلوم ہوتا کہ وہ سیندھیا کے بہیجے ہوئے آئے تہے۔ اگرچہ وہ اس قابل تہے
کہ بےعزت کرکے نکالدئی جاتے مگر جنرل صاحب نے اپنے اخلاق کے سبب سے کہا کہ کیمپ مین جب تک
رہو کہ تمہارے پاس سند صلح کی پیغام کرنے کی سیندھیا کے پاس سے آجائے۔ پہر اس عرصہ مین ایک
خط سیندھیا کا جنرل صاحب پاس آیا اوسمین گورپارہ کے سفیر ہونے سے انکار کیا اور لکہا کہ مین دوسرا
سفیر بہیجتا ہون۔ اوسپر جنرل صاحب نے ان دونو آدمیون سے کہا کہ اسمین کچہہ تمہارا مکر نہین ہے مگر
یہہ تمہارے آقا کی اوستادی اور چالاکی ہے۔ ایسی احمقانہ باتین سیندھیا کی طرف سے ہوتی رہتین
اور سیندھیا خواستگار مہلت جنگ کا اپنے لئے اور راجہ برار کے لئی ہوا۔ مگر راجہ برار کی طرف سے
نہ کوئی سفیر تہا نہ کوئی اوسکی تحریر تہی۔ اسلئے ان شرائط پر ۲۳ نومبر کو سیندھیا کو مہلت
جنگ دی گئی کہ وہ ایلچپور کے شرق مین چالیس میل کے فاصلہ پر اپنے لشکر کو لیجاکر اقامت
اختیار کرے۔ اور اوسکا لشکر انگریزی لشکر سے جو راجہ ناگپور سے لڑے ہمیشہ چالیس میل کے
فاصلہ پیدا کرے۔

جب جنرل ولزلی نے دیکہا کہ راجہ برار اپنے ملک کی طرف چلا جاتا ہے اور نظام کے ملک کے
[illegible] گاول گڈہ [illegible] سے ملنے چلا۔ راجہ برار کی